قطب الاقطاب میر سید علی ہمدانیؒ

معروف

بہ شاہ ہمدان کے احوال واقوال پر مشتمل کتاب

خلاصۃ المناقب

تصنیف

فخر السالکین نور الدین جعفر بدخشی

(م ۱۶ رمضان ۷۹۷ھ)

زبدۃ المناقب

(اردو ترجمہ)

از

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر

ناشر

الندوۃ الاسلامیہ النوربخشیہ

(رجسٹرڈ) پاکستان

قطب الاقطاب میر سید علی ہمدانیؒ

معروف

بہ شاہ ہمدان کے احوال واقوال پر مشتمل کتاب

خلاصۃ المناقب

تصنیف

فخر السالکین نورالدین جعفر بدخشی

(م ۱۶ رمضان ۷۹۷ھ)

(اردو ترجمہ)

زبدۃ المناقب

از

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر

ناشر

الندوۃ الاسلامیہ النوربخشیہ

(رجسٹرڈ) پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	○..........☆	خلاصۃ المناقب
مصنف	○..........☆	جعفر بدخشیؒ
ترجمہ	○..........☆	زبدۃ المناقب
مترجم	○..........☆	ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر
ٹائٹل	○..........☆	تصویر آستانہ شاہ ہمدان کولاب
تعداد اشاعت	○..........☆	ایک ہزار (۱۰۰۰)
تاریخ اشاعت	○..........☆	جنوری ۱۹۹۳ء
کتابت	○..........☆	اردو کمپیوٹر سسٹم جاوید پرنٹرز اے - ون مدینہ سپر مارکیٹ گلگت 2613
اشاعت	○..........☆	اول
قیمت	○..........☆	۱۴۰ روپے
محصول ڈاک	○..........☆	پانچ (۵) روپے

ناشر☆ الندوۃ الاسلامیۃ نوربخشیہ رجسٹرڈ کراچی

فہرست مطالب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	زبدۃ المناقب	۱
۲۔	دعا	۲
۳۔	انتساب	۳
۴۔	بحضور شاہ ہمدان	۴
۵۔	پیش لفظ	۵
۶۔	نورالدین جعفر بدخشی	۸
۷۔	خلاصۃ المناقب کی اہمیت	۱۵
۸۔	اردو متن خلاصۃ المناقب	۱۹
۹۔	ذکر افتتاح الکتاب	۲۱
۱۰۔	اس عروہ وثقی کے بعض فضائل کا بیان	۲۲
۱۱۔	آپ کے نسب کا ذکر اور حسب کا شرف	۲۴
۱۲۔	آل یاسین وطہ سے محبت	۲۶
۱۳۔	خواجہ کرمانیؒ فرماید	۳۳
۱۴۔	ایضا ولہ	۳۵
۱۵۔	من کلام شیخ عطارؒ	۳۷
۱۶۔	من کلام شیخ سعدیؒ	۴۱
۱۷۔	حب و بغض کے بارے میں	۴۵
۱۸۔	سید علی ہمدانی کی نسبت کا ذکر	۴۸
۱۹۔	اخی تقی الدین علی دوستی	۴۹
۲۰۔	اولیاء اللہ سے استفاضہ	۵۴
۲۱۔	تصرف مشائخ	۵۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۲۔	شیخ سعید حبشیؒ	۶۰
۲۳۔	حضرت اویس قرنیؒ	۶۱
۲۴۔	نبوت و ولایت	۶۳
۲۵۔	ملامیتہ	۶۶
۲۶۔	قطب	۶۸
۲۷۔	دیگر اولیاء	۶۹
۲۸۔	اولیاء کے احوال	۷۴
۲۹۔	آئمہ اسماء اللہ	۷۵
۳۰۔	مواہب اولیاء	۷۶
۳۱۔	اقسام ولایت	۸۰
۳۲۔	آداب خلوت و ذکر	۸۱
۳۳۔	انوار ذکر	۸۹
۳۴۔	اصطلاحات صوفیہ در اطلاق لفظ	۹۲
۳۵۔	رویا (خواب)	۹۹
۳۶۔	خواطر	۱۰۶
۳۷۔	شیطان	۱۰۹
۳۸۔	تصفیہ قلب	۱۱۳
۳۹۔	قلب کی چار قسمیں	۱۱۵
۴۰۔	صیحات	۱۲۰
۴۱۔	تجلیات	۱۲۳
۴۲۔	شاہ ہمدانؒ کی ختلان آمد	۱۳۴
۴۳۔	خواجہ ابورضا رتن	۱۳۹
۴۴۔	بدعت پانچ قسم کے ہوتی ہیں	۱۴۰

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۴۲	نورالدین جعفر بدخشی کا بیعت میں آنا	۴۵۔
۱۴۳	شاہ ہمدان کا بدخشان کا سفر	۴۶۔
۱۴۸	شاہ ہمدان کی ختلان میں مراجعت	۴۷۔
۱۵۱	کسب حلال و کلاہ دوزی	۴۸۔
۱۵۴	صفت بروز	۴۹۔
۱۶۰	شرح غزل	۵۰۔
۱۷۱	ذکر اسفارہ بامر کبارہ	۵۱۔
۱۷۲	جنوں کا ذکر	۵۲۔
۱۸۱	ذکر جد و فخر نجد	۵۳۔
۱۸۴	ذکر ابتلاءٔ و سبب جلاءٔ	۵۴۔
۱۸۷	ذکر خاتمہ عمرہ	۵۵۔
۲۰۰	جناب سیادت کے فرزندان اور مریدوں کا ذکر	۵۶۔
۲۲۷	اہل دین حق کی محبت	۵۷۔
۲۱۸	فی اظہار الحزن علی رحلۃ حضرت سیادت	۵۸۔
۲۱۹	مناجات	۵۹۔
۲۲۱	حواشی فہرست محولات کتب	۶۰۔

عرض ناشر

○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد اللہ الذی جعل قلوب الذاکرین مھابط لا نوار تجلیاتہ والصلواۃ والسلام علی عبدہ و رسولہ محمد مظہرذاتہ و علی آلہ واصحابہ الذین اتصفوا بصفاتہ

بدر العلیٰ شمس الضحیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرزند ارجمند، دنیائے تصوف کے علم بردار، آٹھویں صدی ہجری کے قطب الاقطاب میر سید علی ہمدانی معروف بہ شاہ ہمدان قدس سرہ کے اقوال و احوال پر مشتمل، سلسلہ ہمدانیہ کے چشم و چراغ حضرت نور الدین جعفر بدخشی رحمتہ اللہ علیہ کی شاہکار کتاب "خلاصتہ المناقب" نایاب ہو چکی تھی کتاب فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے بھی تشنگان علم و معرفت صحیح معنوں میں اس روح پرور سرچشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھانے سے قاصر تھے۔

مسرت کا مقام ہے کہ محترمہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اسے اردو کا جامہ پہنا کر میرے حوالے کیا تاکہ اس کی نشرو اشاعت کا اہتمام کیا جا سکے اور ارباب علم و عرفان کی دیرینہ خواہش پوری ہو جائے یہ کتاب سالکین کے دلوں کو نفحہ عنبر کی طرح معطر کر دے گی اور ارباب ذوق کے اذہان میں معنوی نکھار پیدا ہو گا۔ یثرب و بطحا کے سردار کے روضہ اطہر سے لئے ہوئے انوار اور شاہ نجف سے حاصل شدہ اسرار جو اس کتاب کے ہر ہر لفظ میں موجود ہیں۔ عقیدت مندوں کی روحوں کو جلا بخشیں گے۔ بروز حشر نور الدین، جعفر بدخشی قدس روحہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ انہوں نے یہ عظیم کام غیبی اشارے کے تحت پایہ تکمیل کو پہنچایا تھا۔ دنیا میں اہل عرفان کے قلم سے کئی کتابیں منظر عام پر آئیں مگر کسی کتاب میں وہ سربستہ راز نہیں جو اس کتاب میں موجود ہیں۔

ماضی اور دور حاضر میں بعض ناداں لوگ تصوف کی چند کتابوں کے مطالعہ کے

بعد تصوف پر کتابیں لکھنے لگے حالانکہ وہ لفظ تصوف کی حقیقت سے بھی صحیح آشنائی نہیں رکھتے اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ تصوف الفاظ سے نہیں بلکہ احوال سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ سید محمد نور بخش قہستانیؒ فرماتے ہیں

چنیں	وحدت	ارباشدت	واحدی
وگر	لفظ	دزدیدہ	ملحدی

"اگر اس وحدت کا تجھے حصول ہو چکا ہے تو، تو پکا موحد ہے اگر یہ تیرے الفاظ چوری کیےہوں تو، تو زندیق ہے۔"
ستم ظریفی یہ ہے کہ بعض نے بعض پر بڑے بڑے بہتان تراشے اور بعض اس حد تک آگے بڑھے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، آپؐ کے صحابہ اوور ازواج مطہرات پر طومار تہمت باندھے اور بعض نے محبت و اعتقاد میں اس قدر غلو کیا کہ نبی اور ولی کی حد فاصل کو طاق نسیان میں رکھ کر ولی کی ایسی تعریف کی جو بعینہ نبی کی حد ذاتی ہے۔ زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے اسلامی حقیقی معتقدات کا صحیح خدوخال سامنے آ جاتا ہے۔ شاہ ہمدان کا تعلق "سلسلہ الذہب" سے ہے آپ کو کسی اور مسلک کا پیروکار قرار دینا سراسر تعارف جاہلانہ ہے آپ کا مسلک وہی ہے جو حضرت علی علیہ السلام اور دیگر خلفاء راشدین کا ہے آپ کی تعلیمات افراط و تفریط سے بالکل پاک اور آپ کی ذات بے داغ ہے بعض عناصر اپنی زندگی کو شاہ ہمدان علیہ الرحمتہ کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی بجائے خود انہیں اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ شاہ ہمدان کی تصنیفات و تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا شرف حاصل کریں اگر کوئی شاہ ہمدان سے مثالی عقیدت و محبت کی تصویر دیکھنا چاہے تو ذرا بلتستان جا کر خانقاہوں اور دیگر آثار کے تناظر میں میں دیکھ لے کہ آپ کی تعلیمات پر تا ہنوز کون عمل پیرا ہیں۔ آج کل کے مادی فوائد کے لالچ اور مختلف مذہبی نشیب و فراز کے باوجود شاہ ہمدان کے پیروکاروں یعنی اہل صوفیہ نور بخشیہ کا آپ کے نقش

قدم پر چلتے چلے آنا شاہ ہمدان کی زندہ کرامت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟
چونکہ تنظیم ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ نے گلشن تصوف کے تحفظ اور آبیاری کی خاطر شاہ ہمدان اور سلسلہ ذہب کے دیگر مشائخ کی تصنیفات و تعلیمات کو عام کرنے کا عہد کیا ہے اس سلسلے میں کوئی بھی علم دوست اپنے تراجم' نگارشات اور قلمی کاوشیں اراکین ندوہ اسلامیہ رجسٹرڈ پاکستان کے حوالے کرے تو تنظیم اس کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی۔ نور الدین جعفر بدخشی کے شاہکار یعنی کتاب "خلاصہ المناقب" کی نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھانا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔
ہم ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر صاحبہ کے بے حد ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو منظور فرماتے ہوئے ترجمہ کا کام مکمل کیا اور اشاعت کے لئے ہمارے حوالہ کیا ہم نے اس کی اشاعت کا مرحلہ بحسن و خوبی طے کر لیا۔ تنظیم اپنی کمزور اقتصادی وسائل اور نامساعد حالات کے باوجود اس عظیم کام کی انجام دہی سے عہدہ برآ ہو سکی۔
دعاگو ہوں کہ اللہ پاک ہر علم دوست فرد ملت اور ہر صاحب فہم و فراست کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور ڈاکٹر صاحبہ کو اس عظیم علمی خدمت کا صلہ جنت مکین ہونے کی صورت میں عطا کرے۔ آمین۔

غلام حسین نورانی' ایم اے (بین الاقوامی تعلقات) ایم اے عربی' اسلامیات
سیکرٹری جنرل ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ رجسٹرڈ پاکستان

مترجمہ پر ایک نظر

محترمہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ علم و عرفان کی دنیا میں اس وقت محترمہ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ محققانہ علمی خدمات کے بارے میں ان کی خامہ فرسائیاں ہی رہتی دنیا تک ان کو ایک زندہ جاوید اور قابل فخر خاتون کے طور پر پکارتی رہیں گی۔

محترمہ ڈاکٹر صاحبہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ آپ ایک معزز علمی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ گھریلو ماحول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی والدین کو مذہب سے گہرا لگاؤ تھا۔ چنانچہ آپ کی تربیت کافی حد تک ایک بہترین دینی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے والد مرحوم سید محمد علی شاہ بخاری خود بھی ایک نہایت با ذوق اور قابل استاد تھے۔ دینی اور دنیوی دونوں علوم کا حسین امتزاج آپ کے والد مرحوم کے مرہون منت تھا کیونکہ انہی کی طحیح تربیت کے اہتمام کی بدولت ڈاکٹر صاحبہ کو دینی اور دنیوی دونوں حقلے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی علمی کاوشوں اور روحانی جذبات کے معترف ہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ نے لاہور سے ۱۹۵۵ء میں میٹرک کی تعلیم مکمل کی اور ۱۹۵۹ء میں لاہور کالج برائے خواتین لاہور سے بی اے آنرز کا مرحلہ بخوبی طے کیا۔

۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر صاحبہ نے اورینٹیل کالج ملحقہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔ اے فارسی کی منزل بھی بڑی کامرانی کے ساتھ پالی۔ تعلیمی اداروں میں ڈاکٹر صاحبہ کی اہل علم و فضل اور اصحاب تحقیق اساتذہ سے صوری اور معنوی دونوں صورتوں میں فیضیابی کا موقع میسر ہوا۔ چنانچہ انہی کے ایماء اور اصرار پر ڈاکٹر صاحبہ نے سید علی ہمدان پر تحقیقی کام انجام دیا۔ اس پر آپ کو [illegible] میں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا ہوئی۔

بزرگان دین پر تحقیقی کام انجام دینے کی بدولت ڈاکٹر صاحبہ کی روح میں مزید نکھار پیدا ہوا زیر نظر کتاب خلاصتہ المناقب کو اردو کا جامہ پہنانے کے لئے ہم نے ڈاکٹر صاحبہ ایک دفعہ اصرار کیا تھا چنانچہ محترمہ نے ہماری گزارش

پر لبیک فرما کر کتاب مذکور کا اردو ترجمہ مکمل کرنے کے بعد بغرض اشاعت ہمارے حوالے کیا۔ ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ رجسٹرڈ کی طرف سے کتاب مذکور کی نشرو اشاعت کا اہتمام کیا گیا ہے اور بحمد تعالیٰ کتاب اب شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی اب تک کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ چہل اسرار ۱۹۶۸ء

۲۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان ۱۹۷۱ء

۳۔ الفاطمہ ۲۱۹۷۲ء ۔ اور ادفتحیہ ۱۹۹۱ء ۵۔ مناجات ۱۹۹۱ء

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک علمی خدمات کے لئے ڈاکٹر صاحب کے دل میں مزید جذبہ ابھار دے۔ (آمین)

خیر اندیش

غلام حسین نورانی

جنرل سیکرٹری ندوہ اسلامیہ

نور بخشیہ رجسٹرڈ پاکستان

۲/۸/۱۴۱۳ھ

۲۶/۱/۱۹۹۳ء

انتساب

اپنے بچوں عظمیٰ ظفر، حماد ظفر، جواد ظفر،

اور قوم کے تمام بچوں

کے نام

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ انہیں

بزرگان دین کے فیضان سے بہرہ ور کرے اور حسنات دین و دنیا عطا فرمائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ

وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ بِرَحْمَتِکَ یَا

اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

ترجمہ:

پروردگار! ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھا اور اس پر درست عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور باطل کو باطل ہی کی شکل میں دکھا اور اس سے پرہیز کرنے کی توفیق بخش دے اے اللہ تمام اشیاء کی حقیقتوں کو اصلی حالت میں دکھا۔ اے سب سے زیادہ مہربان ہمیں تیری رحمت کا سہارا ہے۔

دُعا

رب ذوالجلال کی بارہ گاہ میں

الا ایھا المامول فی کل حاجتہ

اے ہر حاجت میں میری امیدوں کے مرکز

رجوتک فاکشف ضرمابی و فاقتی

میں نے تجھ سے آس لگائی تو میری مشکل اور تنگ دستی کا مداوا فرما

الا یا رجائی انت کاشف کربتی

اے کہ تو میرا حاجت روا ہے میرے کرب کو دور کر

فھب لی ذنوبی کلھا و اقض حاجتی

پس میرے تمام گناہ معاف فرما میری حاجت برلا

شاہ ہمدانؒ

بحضور

شاه ہمدانؒ

نغمہ می خواند آن مست مدام
در حضور سید والا مقام

سید السادات ، سالار عجم
دست او معمار تقدیر امم

تا غزالی درس اللہ ھو گرفت
ذکر و فکر از دودمان او گرفت

سید آن کشور مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین رامشیر

خطہ را آن شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین

آفرید آن مرد " ایران صغیر "
باهنرهای غریب و دلپذیر

یک نگاہ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہی بدہ

فیلسوف شہیر اقبالؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

مولانا رومی نے نہایت سوزمندی سے "انسانم آرزوست" کا اظہار کیا تھا، حکیم ملت، شاعر مشرق علامہ اقبال نے اسی انسان کامل کی آرزو اور معرفت میں مثنوی اسرار خودی " پیش کی، جاوید نامہ میں پیر رومی کو رفیق راہ بناکر افلاک کا تصوراتی سفر کیا، عالم بالا کی اس تخیلاتی سیر میں علامہ اقبال چند ایک عظیم اور صاحب فکر شخصیتوں کی ارواح سے دوچار ہوئے ان میں سے ایک جلیل القدر شخصیت " سید والامقام، سالار عجم، معمار تقدیر امم " یعنی شاہ ہمدان" کی ہے، آپ کا شعار " بحق پر داختن " اور نام نامی، اسم گرامی سید علی ہمدانی قدس سرہ ہے شاہ ہمدان دنیائے تصوف اور جہان فتوت میں منفرد مقام رکھتے ہیں بلکہ آٹھویں صدی ہجری میں فتوت کے ترجمان اور علمبردار ہیں، آپ کی تہتر سالہ زندگی انتہائی دلپذیر، ولولہ خیز اور روح پرور ہے آپ ایک تبحر عالم، بلند مراتب روحانی سالک، عظیم المرتبت عارف اور منزل تصوف میں مسافر مقیم، مقیم مسافر ہیں یعنی جن کا مقام رفعت ہمیشہ ہی ارتقاپذیر رہا - شاہ ہمدان نے تین بار مشرق و مغرب سے سفر کیا - بارہ مرتبہ سعادت حج سے مشرف ہوئے، آپ فاضل، موثر اور بلند پایہ مصنف ہیں، تصوف، فتوت، اخلاق اور انسانیت کے موضوع پر آپ کے شہپاروں کی تعداد عربی اور فارسی میں ستر سے متجاوز ہے - آپ ترجمان اسرار غزل گو ہیں ان سب سے بالاتر وہ عظیم مبلغ اسلام اور خدا شناس ولی ہیں - جو جہاں بھی گئے ہمیشہ وعظ و ارشاد میں مصروف رہے - آپ ہمدان سے ختلان، بدخشان، بلتستان، (تبت خورد)، لداخ، گئے - ختلان میں باقاعدہ اقامت کے لیے جگہ خرید کر وقف کردی، کشمیر منتقل ہوگئے، ہر جگہ مسجد، خانقاہ تعمیر کیں تاکہ تبلیغ اسلام اور تدریس علوم کا فریضہ باقاعدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پاتا رہے -

آپ کا عظیم ترین کارنامہ بلتستان اور خطہ کشمیر کے لوگوں کو دین اسلام سے

روشناس کراتا ہے کشمیر میں آپ نے دین ہی کی اشاعت نہیں کی بلکہ اپنے ساتھ تہذیب ، علوم و ہنر بھی لائے ۔ کلاہ بافی ، شالبافی ، سنگتراشی ، معماری ، خشت سازی ، چوب کاری ، جلد سازی وغیرہ جیسے فنون سے اہل کشمیر و بلتستان کو متعارف کیا ، جناب شاہ ہمدان رحمتہ اللہ علیہ اوران کے سات سو ہمراہیوں نے خطے کے ساکنین کو ذہنی ، علمی ، روحانی اور فنی جہتوں سے بہرہ ور کیا بقول علامہ اقبال؎

خطہ را آن شاہ دریا آستین   داد علم و صنعت و تہذیب و دین۔

اس مختصر تعارف میں حضرت سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح اور تعلیمات کا احاطہ ممکن نہیں ، راقم الحروف نے اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھی جسے شاہ ہمدانؒ کے شیفتگان نے دل کی گہرائیوں سے پسند کیا اور خاطر خواہ پذیرائی کی ، اس تصنیف کا بنیادی ماخذ کتاب خلاصتہ المناقب ہے

خلاصتہ المناقب جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی اس کے متن کے مختلف نسخوں کا تقابلی مطالعہ اور تصحیح میرا پی ایچ ۔ ڈی کا مقالہ ہے جو شہرہ آفاق استاد مرحوم مولوی محمد شفیع سابق استاد و پرنسپل ، اورینٹیل کالج لاہور کی رہنمائی میں شروع کیا گیا اور محترم و معظم ڈاکٹر محمد باقر سابق استاد و پرنسپل اورینٹل کالج لاہور کی زیر نگرانی پایہ تکمیل کو پہنچا ان کے ساتھ مرحوم و مغفور جناب سید وزیرالحسن عابدی پروفیسر زبان وادبیات فارسی کی فاضلانہ مشفقانہ اور محققانہ رہبری بھی شامل تھی میں نے اپنے ان تینوں اساتذہ کے فیضان ، تربیت اور طرز کار سے بطریق احسن استفادہ کیا اور تاحیات ان کی نوازشوں کی ممنون ہوں ۔

کتاب خلاصتہ المناقب کا مصنف نورالدین جعفر بدخشی ، شاہ ہمدانؒ کا نہ صرف معاصر ہے بلکہ آپ کا مقرب اور انتہائی جان نثار مرید ہے اس نے شاہ ہمدانؒ کے حیات کے آخری چودہ سالوں میں (جب آپ علم و معرفت کے آسمان کے مہرتاباں تھے) پوری طرح استفاضہ کیا جو سوانح اور واقعات قلمبند کیے ان میں اکثر مواقع پر وہ خود موجود تھا یا اس نے اپنے مرشد سے سنے یا اپنے ہم عصر پیر بھائیوں جو سفر و حضر میں شاہ ہمدانؒ کے ساتھ رہے ، سے سماعت کیے لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ خلاصتہ المناقب میں بیاں کردہ بیشتر مطالب عینی شواہد پر مبنی ہیں شاہ ہمدان کے سوانح اور آپ کی

تعلیمات کو اگر ہمدانیات کا نام دیا جائے تو کتاب خلاصۃ المناقب ' ہمدانیات کے مطالعے میں ایک بنیادی ماخذ ' معتبر اور مستند حوالے کی حیثیت رکھتی ہے ۔

شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح پر مشتمل ایک اور ماخذ رسالہ مستورات یا منقبۃ الجواہر ہے جس کا مصنف حیدر بدخشی (م۔۸۳۶ ہجری) ہے جو جناب سیادت کے مرید خواجہ اسحاق ختلانی کے شاگرد شیخ عبداللہ برزش آبادی کا مرید ہے اور میر سید محمد نوربخش قدس سرہ (م ۸۶۹ ہجری) کا ہم عصر ہے رسالہ مستورات کے مصنف نے اکثر واقعات خلاصۃ المناقب ہی کے حوالے سے درج کیے ہیں شاہ ہمدانؒ کے سوانح اور احوال ' بعد کے تمام تذکرہ نگاروں نے انہی دو کتابوں سے اخذ کیے ہیں ۔

خلاصۃ المناقب صرف احوال پر ہی مشتمل کتاب نہیں بلکہ شاہ ہمدان کی تعلیمات اور ان کی توضیحات کے لحاظ سے بیش بہا معلومات پر محیط دستاویز ہے اس لحاظ سے اسے ہمدانیات کا ایک جامع " دائرۃ المعارف " کہا جاسکتا ہے ۔

ادارہ "الندوۃ الاسلامیہ نور بخشیہ " ہمدانی مشرب اور نور بخشیہ روش کی تعلیمات کی توسیع میں شب و روز کوشاں ہے گرانقدر اور قابل ستائش علمی و قلمی خدمات انجام دے رہاہے خلاصۃ المناقب کا ترجمہ بھی اس سلسلے کی کڑی ہے خاکسار نے یہ ترجمہ سیکریٹری جنرل ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ جناب غلام حسین نورانی صاحب کے ایماء پر کیا ہے ان کی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی اس کتاب کی اشاعت سے درحقیقت (شاہ ہمدانؒ کے سوانح و احوال و اقوال سے متعلق) ایک اہم دستاویز کو منظر عام پر لائے ہیں ۔

کسی تحریر کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا اتنا سہل نہیں ہوتا ' مجھے اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کا بھی احساس ہے چنانچہ خلاصۃ المناقب کا ترجمہ بھی کافی دقیق کام تھا کیونکہ بعض عبارات نہایت پیچیدہ اور جملہ معترضہ کی وجہ سے خاصی طویل ہوگئی ہیں بعض تراکیب اور الفاظ غیرمانوس ہیں تاہم میں نے کوشش کی ہے کہ اصل ترجمہ ' عبارت کا مفہوم اور معنی کا تسلسل قائم رہے ' انسان ناقص العلم اور خطا کا پتلا ہے اس سلسلے میں کوتاہی خامی اگر کوئی محسوس کرے تو ازراہ کرم بلا جھجک مطلع کرے ۔

میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر توفیق ایزدی شامل حال نہ ہوتی ' میرے

رفیق حیات اور بچوں کا تعاون نہ ہوتا تو یہ اہم کام انجام پذیر نہ ہوتا۔
میں اپنی ہم کار مس اختر مرزا لیکچرار شعبہ عربی کی بھی مرہون منت ہوں کہ انہوں نے عربی عبارات کے ترجمے کی نوک پلک درست کی۔
دعا ہے کہ بارگاہ ایزدی میں ہماری یہ کاوش شرف قبولیت پائے۔

سیدہ اشرف ظفر
پرنسپل
گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاون
فیصل آباد
۲۳ مئی ۱۹۹۱ م

نورالدین جعفر بدخشی

خلاصۃ المناقب کے مصنف کے بارے میں اشتباہ کیا گیا یہ سوء فہم ہرمن ایتے کو ہوا، اس نے فہرست مخطوطات برٹش میوزیم میں اسے سید علی ہمدانیؒ کی تصنیف قرار دیا

پھر بانکی پور لائبریری کے مخطوطات کے فہرست نگار مولوی عبدالمقتدر کو ہوا ' مولوی عبدالمقتدر نے قاضی نور اللہ شوستری کے حوالے سے مصنف کا نام نورالدین جعفر بدخشی لکھا مگر بعد میں ہرمن ایتے کی رائے کو مستند سمجھتے ہوئے قاضی نور اللہ شوستری کی صحیح بات کو مسترد کر دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر سید عبداللہ نے بھی۔ اور ینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۲۶ء میں مصنف کا نام علائی درج کیا ہے۔

اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ کتاب ہذا جناب سیادت قدس سرہ کے احوال اور اقوال پر مبنی ہے چونکہ اکثر و بیشتر واقعات جناب سیادت کی زبانی ہی بیاں ہوئے ہیں اس لیے سرسری جائزے میں قارئین کو مصنف کا نام واضح نہیں ہوتا لیکن اگر بنظر غائر مطالعہ کریں تو عیاں ہے کہ سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کتاب کے مصنف نہیں بلکہ کوئی اور ہے جو انہیں " جناب سیادت " حضرت سیادت ' امیرنا ' سیدنا ' سندنا کہتا ہے اپنے آپ کو این فقیر ' این حقیر لکھتا ہے اس کا نام خلاصتہ المناقب سے نورالدین جعفر بدخشی مستفاد ہوتا ہے۔

نورالدین جعفر بدخشی کے احوال کلیتہ پردہ خفا میں ہیں ' خلاصتہ المناقب کی رو سے کہہ سکتے ہیں کہ ۷۷۳ ہجری میں بدخشاں سے خطہ ختلان (کولاب موجودہ روسی ترکستان) کے قریہ علیشاہ میں ساکن ہوا تھا ' تقریبا شوال ۷۷۵ ہجری تک قریہ علیشاہ ہی میں رہا جب شاہ ہمدان قدس سرہ ختلان کے سفر سے واپس آئے تو وہ بدخشاں کے علاقہ " روستا " میں منتقل ہوا تھا ایک مدت یہاں قیام پذیر رہا۔

کتاب احباب میں نورالدین نے خود کو حسینی سید لکھا ہے کہ اس کے والد بزرگوار بدخشان کے نواح میں متوطن ہوئے تھے وسط القامت اور حسن الوجہ تھے۔ وہ امیر قبیلہ تھے

رسالہ مستورات (برگ ۳۶۰ ۔ ب '۴۱۵ ۔ الف) سے ثابت ہوتا ہے کہ خلاصتہ المناقب کا مصنف نورالدین جعفر بدخشی کا مولد بدخشان کے مغربی علاقہ کی جگہ رستاق بازار ہے ۷۷۳ ہجری میں جب حضرت شاہ ہمدان ؒ ختلان آئے تو نورالدین نقل مکانی سے قبل ختلان میں مقیم تھا اس کی عمر تینتیس (۳۳) برس تھی۔

نور الدین جعفر بدخشی کی شاہ ہمدان ؒ سے بیعت بدخشان میں ہوئی ' بیعت کا مرحلہ بھی بہت تاخیر اور تعویق سے طے ہوا تھا جناب سید علی ہمدانی ؒ نے اپنے مرید کی

کئی انداز میں تربیت کی اور اسے کمال تک پہنچانے کی کوشش کی، کبھی تنقید سے کبھی تہدید سے کبھی دوسروں کے ساتھ موازنہ اور مقایسہ کرنے سے، کبھی اسے چاہ نیم کارہ کہہ کر تشویق دلاتے ہیں کہ "چرا چنین نکی تا ساعت فساعت برمزید باشی"

آخر کار نورالدین خاص مریدوں میں شمار ہونے لگا اور اپنے مرشد کی جانب سے دوسروں کی رشد و ہدایت پر مامور ہوا - جناب شاہ ہمدانؒ کے فرمان سے ان کی نگارشات شرح قصیدہ میمیہ ابن الفارض (جو رسالہ مشارب الاذواق کے نام سے مشہور ہے) بدرالدین وحشی کو اور شرح فصوص الحکم (جو حل الفصوص کے نام سے موسوم ہے) محمد بن شجاع کو تعلیم دینے پر مامور ہوا -

ایک موقع پر جناب سیادت قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی معرفت نہیں بیان کرسکا سوائے نورالدین کے کہ اس نے تصوف کی حقیقت کو خوب پایا ہے اور جو کچھ الفاظ میں بیان ہوسکتا ہے بخوبی کرتا ہے اپنے اس ملکہ کا اظہار نورالدین نے خلاصۃ المناقب میں کماحقہ کردیا ہے کہ شاہ ہمدان کے تمام مریدوں میں سے واحد مرید ہے جس نے سید کے احوال قلمبند کیے اور ان کے ساتھ تصوف کے رموز بیان کیے -

کولاب اور بدخشان دونوں جگہ جناب شاہ ہمدانؒ نے لوگوں کو نورالدین سے بیعت کرنے کی تلقین کی گویا ذہنی طور پر لوگوں کو آمادہ کیا کہ ان کے بعد لوگ نورالدین سے استفادہ کریں اور نورالدین کی اہلیت و استعداد سے لوگوں کو اطمینان دلایا کہ وہ ان کی رشد و ہدایت کرسکتا ہے چنانچہ وہ جماعت جو کولاب میں امیر خوشی کے گھر جناب شاہ ہمدانؒ سے بیعت کرنے کے لئے آئی ان سے فرمایا کہ دستھا بردست نورالدین بدھید جب لوگ فرمان بجالائے تو فرمایا۔"

دست او دست ماست نگران بناید بودن -

انہیں مزید باور کرایا کہ .نورالدین بیعت کردن اولی بود از بیعت کردن من یعنی نورالدین سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنے سے بہتر ہے، ذہنی طور پر لوگوں کو راغب کیا جب جناب سیادت سفرحج کے عزم سے قریہ علیشاہ سے باہر آئے اور دشت چوبک میں پہنچے تو اپنی سواری سے اترے، نورالدین کا ہاتھ پکڑا، رفقا کے پاس لائے

اور فرمایا

"جب میں چلا جاوں گا تو لوگ تمہارے پاس آئیں گے تمہیں چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آو' ہم نے تجھے طالبان صادق کی ہدایت پذیری کی اجازت دی ہے توقع ہے کہ اہل طلب جو کچھ مجھ سے حاصل کرتے ہیں تم سے بھی پائیں گے "

چنانچہ میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے جانے کے بعد نورالدین خطہ ختلان میں درس و تدریس میں مصروف رہا' سید نے مرید سے رابطہ منقطع نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے فیضان کو خط و کتابت کے سلسلے میں جاری رکھا' یہ حقیقت ان مکاتب سے عیاں ہے جو سید نے نورالدین کو لکھے ۔

" این مکتوبات حضرت امیر قدس اللہ سرہ بمولانا جعفر ارسال فرمود تا فیاض جود کسوت وجود را برساکنان خطہ شہود می اندازد۔

(مکتوبات امیریہ مائیکرو فلم نسخہ خطی برٹش میوزیم برگ ۲۴۷-(الف))

میر سید ہمدانی" نے اپنے شاگرد کی ستایش اور تجلیل کے لیے اپنا مرقع' پوستین اور آفتابہ عطا کیا' خلال' کان سے میل نکالنے والا چاندی کا آلہ اور لوہے کا موئے بنی گیر(موچنا)بھی عنایت کیا نورالدین رقمطراز ہے کہ مرشد کا مرقع پہن کر اس نے خود میں عجب امور مشاہدہ کیے اور جب شاہ ہمدان" نے سفر سے مراجعت کی تو فرمایا

یہ تصور نہ کرنا کہ یہ سعادت تیری اپنی ریاضتوں کا ثمرہ ہے بلکہ مدتوں سے اس درویش کی توجہ سفر اور حضر میں تیری طرف مبذول رہی' شب جمعہ حرم کعبہ میں تمہاری سعادت کے لیے ہزار بار فاتحہ پڑھی اور تمہارے لیے دعا مانگی ۔

اگرچہ سید کا خرقہ درویشی ان کے مرید اور داماد سید اسحق ختلانی قدس سرہ (۷۳۰-۸۲۶ ہجری) کو عنایت ہوا مگر خلاصتہ المناقب سے مستفاد ہوتا ہے کہ نورالدین جعفر کو بھی سید کے مریدوں میں ایک قابل قدر اور با ارزش مقام حاصل تھا جناب سید قدس سرہ اسے نہایت عزیز جانتے تھے ۔

سیادت نے ختلان میں خانقاہ ، مقصورات اور حجرے وغیرہ کی تعمیر شروع کی تھی ان کے وصال کے بعد ، ان کی تکمیل نورالدین جعفر بدخشی نے کروائی ۔

جناب شاہ ہمدانؒ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ہجری کو ہوا اوائل صفر ۷۸۷ ۔ ۱۳۸۵ء کو نورالدین بدخشان کے قصبہ رستاق کی خانقاہ فتح آباد میں تھا جب شمس الدین ماخانی ، حاجی اخی قوام الدین بدخشی کا درد انگیز اور غمناک خط لے کر پہنچا جس میں شاہ ہمدانؒ کے وصال کی خبر تھی ۔ نورالدین اس غم سے اسقدر متاثر ہوا کہ اسے عارضہ قلب لاحق ہوا ۔ خلاصۃ المناقب سے مترشح ہوتا ہے کہ نورالدین اس خبر کو سنتے ہی ختلان روانہ ہوا ۔ ختلان میں خانقاہ اعظم جس کی بنیاد سید علی ہمدانیؒ نے رکھی تھی کی تعمیر میں مصروف رہا تفرید کے ساتھ ساتھ وہ خلوات ، مقصورے ، عبادت خانے بنوانے کی طرف متوجہ رہا دریں اثنا کسی مرید نے نورالدین کو شاہ ہمدان کے احوال قلمبند کرنے کے لیے التماس کی ، چنانچہ صفر ۷۸۷ ہجری کے آخری جمعہ خلاصۃ المناقب لکھنے کا آغاز کیا گیا ۔

بقول جعفر بدخشی سید کا تابوت ۲۵ جمادی الاول ۷۸۷ ہجری کو ختلان پہنچا ، اس طرح سید کی تدفین سے قبل ہی کتاب خلاصۃ المناقب قلمبند کرنا شروع کی گئی ۔ یہ کتاب کب پایہ تکمیل کو پہنچی ، کچھ نہیں کہا جاسکتا صرف برلین کے نسخے کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ کتاب بیس محرم کو مکمل ہوئی مگر سن درج نہیں ۔ بہرحال یہ تو مسلمہ ہے سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ کے احوال و اقوال پر مشتمل خلاصۃ المناقب پہلی کتاب ہے جو سید کے وصال کے دو ، تین ماہ بعد ہی حیطہ تحریر میں آگئی ، نگارندہ یعنی نورالدین جعفر بدخشی نے اپنے مرشد کے اوصاف اور مناقب میں سے منتخب قلمبند کیے ہیں اسی لیے کتاب کا نام خلاصۃ المناقب رکھا کیونکہ فارسی زبان میں متصوفانہ ادبیات میں اہل تصوف و عرفان کے بارے میں تصنیفات اور صوفیانہ اصطلاحات کے لیے "مناقب" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے احمد افلاکی کی کتاب مناقب العارفین ہے ۔

کتاب میں تین جگہ خلاصۃ المناقب کا نام آیا ہے

(الف)ان کہ افتتاح این خلاصۃ المناقب تحریریافت درجمعہ کہ از اواخرماہ صفر...

(ب) ای دوست بدان کہ بعد از انشاع سواد این خلاصۃ المناقب و قبل تحریر البیاض...

(ج) اکنون ختم کردہ آید این کتاب نام نہادہ آمد بخلاصۃ المناقب بالفاظ عذب و جواذب...

صرف آکسفورڈ کے قلمی نسخے کے آخر میں مرقوم ہے کہ

وقع الفراغ من تسوید ھذا الکتاب المبین المعین المسمی بخلاصۃ المناقب ، المملوعن الاسرارالالھیتہ الحاوی باکثر الاحادیث النبویہ الجامع المناقب الطالبین اعنی الشیخ المحقق الصمدانی العارف المعروف .سیدعلی الھمدانی قدس سرہ السبحانی۔

خلاصۃ المناقب کے علاوہ مجالس المومنین ص ۲۱۳ میں احباب نامی کتاب نورالدین جعفر سے منسوب کی ہے ، نورالدین نے شاہ ہمدان قدس سرہ کی غزل کی شرح ان کے فرزند میر سید محمد کی فرمائش پر کی ہے 'غزل کا مطلع ہے

از کنار خویش مے یابم دمادم بوی یار زان ھیگیرم بھردم خویشتن را درکنار

نورالدین صرف مرشد ہی سے دلی عقیدت نہیں رکھتا بلکہ ان کے فرزند سے محبت وارادت کا پورا التزام کرتا ہوا دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہے کہ ہمیں جناب سیادت کے قرۃ العین سے اخلاص و محبت کرنے کی پوری مساعی کرنی چاہیے - کہ وہی ہمارے پاس ہدیہ الہٰی اور خلف سرادق پناہی ہے -

مصنف کا اصطلاحات الصوفیہ نامی ایک مختصر سا رسالہ سری نگر میں محفوظ ہے -

(فارسی ادب کی تاریخ ص ۴۸)

رسالہ مستورات (برگ ۴۱۷ - ب) کی رو سے نورالدین جعفر بدخشی

۲۱- رمضان ۷۹۷ ہجری پچپن (۵۵) برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوا اسی لحاظ سے ان کا سال ولادت ۷۴۰ ہجری ہوتا ہے - نورالدین جعفر بدخشی نے ریاضت نفس اور افاضۂ قلب میں بہت مساعی کیں شیخ کے تقرب کا ایسا مقام حاصل کیا تھا جو بہت کم مریدوں کو نصیب ہوتا ہے صوفیا کی اصطلاح میں وہ "فنافی الشیخ" ہوگیا تھا۔ اس نے سید کو ان کے کمال جمال میں مشاہدہ کیا تھا اس میں سید کی محبت اور شیفتگی اس حد

تک سرایت کیے ہوئے تھی کہ وہ رقمطراز ہے
"در بعض اوقات در آینہ نظر میکرد و در آئینہ روی حضرت سیادت میدید و بعداز او اہت نظر در آئینہ روی خود میدید"
قاضی نور اللہ شوستری نے نورالدین کو سید کے افاضل تلامذہ میں سے لکھا ہے - نورالدین جعفر بدخشی قدس سرہ کے بارے میں مزید اطلاعات دستیاب نہیں یعقوب صرفی کے مطابق کہا جاسکتا ہے کہ اس کا مدفن بدخشان کے شہر رستاق میں ہے

چو کردم بسوی بدخشان گزار   شد از طاقتن دل مرا کامگار
برستاق آن بحر ذوق شہود   کہ اورا علم نعت اللہ بود
و آن خانقاہ فلک دستگاہ   کہ ھست از علی ولایت پناہ
بکشت حقایق رسیدم بکام   کشیدم می عشق را جام بجام
ھم از روضۂ نورالدین جعفرم   رسیدم بفیض کہ شد رھبرم

(کتاب مغازی النبی ص ۱۱)

قاضی نور اللہ شوستری نے مصنف کی ایک اور تصنیف " احباب " کا ذکر بھی کیا ہے یہ کتاب بلتستان میں غلام حسن مدرس ہائی سکول کے پاس موجود ہے اس کی تبویب مندرجہ ذیل ہے -
چھ سطور پر مشتمل مختصر حمد و صلوۃ اور مقدمہ ہے 'کتاب میں باب کی بجائے وصل مندرج ہیں -

وصل اول فی الحب	۱ تا ۳	محبت کی اصطلاح اور حقیقت پر بحث ہے
وصل ثانی فی معانی الحب	۴ تا ۶	محبت کے لغوی اور مجازی معانی پر بحث کی گئی ہے -
وصل ثالث فی حب اللہ	۶ تا ۹	اللہ تعالیٰ سے عام لوگوں 'اولیاء اور انبیاء کی محبت پر بحث ہے -
وصل' رابع فی حبیب اللہ	۱۰ تا ۲۲	جناب رسول اللہ کی محبت اور اطاعت کے بارے

میں بحث ہے نیز سیرت النبی وصال تک کے
حالت درج کیے ہیں -

وصل خامس فی حب اہلیت ۴۳ تا ۸۶ اس میں آئمہ اہل بیت 'ازواج مطہرات کے ذکر کے ساتھ حضرت سلمان ؓ کی فضیلت بیان کی گئی ہے

وصل سادس فی خلوص الاداب الشریعت ۸۷ تا ۹۲ شرعی معاملات -نماز - عبادت وغیرہ کا ذکر ہے -

وصل سابع فی خلوص آداب الطریق ۹۳ تا ۱۰۷ صوفیانہ افکار واعمال کا ذکر ہے

وصل ثامن فی خلوص آداب الحقیقتہ ۱۰۸ تا اختتام - صوفیانہ اعمال و حقائق

ص ۱۰۱ ' ۱۰۲ پر اپنا سلسلہ فقر درج کیا ہے ساتھ ہی خرقہ پوشی کا ثبوت و اہمیت کو واضح کیا ہے

ص ۱۰۴ خرقہ کو واقعات معراج سے ثابت کیا ہے -

کتاب میں ابن جوزی ' زمخشری ' ابو نعیم ' سمنانی ' خوارزی کی کتابوں سے اقتباسات درج کیے ہیں

ص ۱۴۱ پر اپنا حال لکھا

خلاصتہ المناقب کی اہمیت

نورالدین جعفر بدخشی نے خلاصتہ المناقب میں جہاں اپنے عظیم مرشد کے احوال نہایت عقیدت و احترام سے پیش کیے ہیں وہاں تصوف و عرفان کی اصطلاحات کو جامع اور دلپذیر طریقے سے بیان کیا ہے صوفیانہ مسائل کی توضیح ' ولایت و طریقت کی صراحت میں آیات و احادیث سے استفادہ کیا ہے - بیشتر عبارات شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب فتوحات المکیہ یا شیخ نجم الکبری کی تصنیف فوائح الجمال کے تراجم ہیں مطالب کے لحاظ سے کتاب دو جزو پر حاوی ہے -

(ا) ولایت و محبت ' تصوف کی اصطلاحات 'کیفیات و احوال کی وضاحت

(ب) جناب سیادت کے احوال و اقوال

تعجب ہے کہ مصنف نے "اخی " کا لفظ تو لایا ہے مگر "اخی" کے دائرہ العمل فتوت کا اس

نے کہیں ذکر نہیں کیا ۔ خود مصنف نے موضوعات کے لحاظ سے کتاب کی بطریق ذیل تبویب کی ہے

(الف) دربیان فضائل آل عروۃ و ثمی
(ب) ذکر نسبہ و شرف حسبہ
(ج) ذکر نسب جد فقر و خبر میراث فقرہ۔
(د) ذکر اسفارہ بامر کبارہ
(ہ) ذکر جد و فخر صحبہ
(و) ذکر ابتلا ئہ و سبب جلا ئہ
(ز) ذکر خاتمہ عمرہ

کتاب کے شروع میں افتتاحیہ عبارت یعنی حمد باری تعالیٰ ' حضور سید المرسلین ؐ کی ستایش ' درود کی اہمیت ' اہل بیت اطہار کی مدح سرائی اور تصوف کے مسائل ولایت و محبت کے موضوعات نہایت دلپذیری سے بیاں کیے گئے ہیں آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ ' عربی ' فارسی اشعار ' بزرگوں کے اقوال سے موضوعات کی صراحت کی گئی ہے ان موضوعات کی گونا گونی سے ذیلی عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں

خلاصہ المناقب اگرچہ ختلان میں لکھی گئی مگر اس میں آٹھویں صدی ہجری کے دنیائے اسلام کے معاشرتی احوال کی بھی عکاسی ہوتی ہے کہ لوگ اولیاء اللہ سے کس قدر عقیدت رکھتے تھے اور ان سے کس طرح کی کرامات اور خوارق کا ظہور ہوتا تھا ۔ حاکمان وقت امرا ' وزراء کا صوفیا سے میل جول تھا وہ پوری ارادتمندی کا اظہار کرتے تھے ۔ اگر چہ شاہ ہمدان ؒ سے بعض آپ کی روحانی وجاہت کی بناء پر خائف تھے اور وہ طرح طرح کی ایذا رسانی بھی کرتے رہے مگر مجموعی طور پر سب نے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے ۔

خلاصۃ المناقب اپنے موضوعات کے لحاظ سے ایک گران قدر تصنیف ہے جو ہمیشہ ہی سے مورد توجہ رہی جیسا کہ مسئلہ ولایت خاصا اہم ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم میں اجمالا اور فتوحات المکیہ میں تفصیلا لکھا ' خود شاہ ہمدان قدس سرہ

نے فصوص الحکم کی شرح حل النصوص کے نام سے لکھی ، نورالدین جعفر بدخشی نے خلاصۃ المناقب میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ متاخرین میں سے مولف مناقب مرتضویہ نے خلاصۃ المناقب کے حوالے سے ایمان و ولایت کا موضوع نقل کیا ہے ۔ (ملاحظہ ہو اردو ترجمہ از شریف حسین سبزواری بنام کوکب دری طبع جالندھر ۱۹۲۴ء لاہور)

کتاب " نورنامہ میں قطب اور حقیقت قطبیہ خلاصۃ المناقب ہی سے مقتبس ہے اس سے ولایت کا بیان بابا کشمیری دت بابا متخلص بہ خاکی کی کتاب " ریشی نامہ " مندرج ہے ۔

خلاصۃ المناقب کے تمام دنیا کے کتابخانوں میں چھ نسخوں کا سراغ ملتا ہے

۱۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں باڈلین لائبریری کا نسخہ جو ایک سو دس اوراق پر مشتمل ہے

۲۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا نسخہ جو (۹۵) پچانوے ورق پر مشتمل ہے ، آیات ، اور عربی عبارات کے فارسی تراجم حاشیے میں دیئے گئے ہیں ۔ قدرے کرم خردہ ہے ۔

۳۔ استنبول کا نسخہ ۷۵ اوراق پر مشتمل ہے ، آیات ، احادیث ، عربی عبارات پر اعراب نہیں

۴۔ بادلین لائبریری کا نسخہ ، نسخ قدیم میں اکتیس صفحے پر مشتمل ہے ، مرحوم و مغفور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے کہنے پر ڈاکٹر تائیفل نے اسے ٹائپ کرواکر بھیجا تھا ۔

اتفاق ہے کہ آکسفورڈ اور پنجاب یونیورسٹی کے نسخے کافی حد تک ملتے جلتے ہیں ۔ بہ جز آنکہ موخرالذکر میں عربی عبارت کا ترجمہ حاشیہ میں دیا گیا ہے ۔ استنبول اور بادلین کے نسخے باہم مماثل ہیں ۔

۵۔ بلتستان میں موجود نسخہ جو ۹۰ اوراق پر محیط ہے اس میں کاتب اکثر عبارات اور جملے چھوڑ دیتا ہے ۔ برگ ۵۷ ۔ الف تو صفحات ہی چھوڑ دیئے

گئے جو بعد میں کاتب نے حاشے میں قلمبند کیے ہیں - شروع میں احادیث والے صفحات کسی ستم ظریف نے نکال دیئے ہیں "اس نسخے کی فوٹو کاپی مجھے برادر محترم غلام حسن مدرس ہائی سکول خپلو بلتستان نے کمال مہربانی سے بھیجی حسن اتفاق سے اسی نسخے کی ایک کاپی محترم شکور علی انور نے بھی بھیج دی میں ان کی تہہ دل سے شکرگزار ہوں - کہ انہوں نے بیشتر معلومات بھی بہم پہنچائیں -

۶- ایک نسخہ سری نگر میں موجود ہے جو مجھے نہیں مل سکا -

اردو متن خلاصتہ المناقب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس بادشاہ مالک حقیقی کی بار گاہ میں لا محدود ، روشن حمد و ثنا جس نے اپنی ذات سرمدی کی محبت اور وحدانی قدرت کاملہ محض اپنے کرم و سخا کی بناء پر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نورانی جوہر کو موجودات کے لیے روشنی کا مینار بنایا اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔

وما خلقنا السمٰوات والارض وما بینھما الا بالحق (۱)

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ، حق کے ساتھ پیدا کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ، خدائے عزوجل سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

لولاک لما خلقت الکون (۲)

اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہ ہوتے تو میں کائنات کو نہ بناتا۔

اس ذات ستودہ صفات کے لیے تمام بابرکت تعریفیں کہ جس نے اس جوہر فرید کے رشحات نور سے سعادتمندوں کی آنکھوں سے گمراہیوں کے اندھیرے دور کیے ، اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے ۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ااقررتم و اخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (۳)

ترجمہ ۔ اور جب اللہ تعالٰی نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ میں جب تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب (یا جو کچھ بھی تمہارے پاس ہو) کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی ۔ پھر عہد لینے کے بعد پوچھا کیا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا ، انہوں نے جواب دیا بے شک ہم نے اقرار کیا فرمایا کہ اس عہدوپیمان پر گواہ رہو میں

بھی تمہارے ساتھ گواہ رہوں گا جو کوئی اس کے بعد پھر جائے وہ فاسقوں میں سے ہے
۔ حضور سرو کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔
" ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمتہ ثم رش علیہ من نورہ فمن اصاب ذالک النور اهتدیٰ ومن اخطا ضل " (۴)
ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ظلمت کے ساتھ بنایا پھر اپنے نور سے اس پر ضیاپاشی کی جس نے اس نور کو پالیا وہ ہدایت یافتہ ہوا ' جو محروم رہا وہ گمراہ ہوا۔

اس ذات قدیم و لطیف کی مدح شریف جس کے کمال کے پر تونے مراتب وجودیہ کو ظہور عطا فرمایا 'ارشاد رب العزت ہے کہ ۔

" ربنا الذی اعطیٰ کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ " (۵)

ترجمہ ۔ ہمارا پروردگار وہ جس نے ہر چیز کو (خاص بناوٹ اور غرض سے) خلق کیا پھر اسے ہدایت بخشی حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

" اعملوا فکل میسر لما خلق لہ " (۶)

ترجمہ ۔ عمل کرو کہ (انسان) جس کام کے لیے بنایا گیا ہے وہ کام اس کے لیے آسان کیا گیا ہے ۔

اس واجب الوجود جمیل کا کامل شکر ہے کہ اس کے لطف قدیم اور فضل عمیم سے دور قمر کے بیابان کے پیاسوں نے اس جوہر سے آب حیات نوش کیا یعنی خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کے جام صحبت سے فیضان پایا ۔ حضور کو اس کے ابدی نور نے اس فیض وحید کے لیے برگزیدہ بنایا ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ۔
" الم تر الیٰ ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعلہ ساکنا ج ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا " (۷)
ترجمہ ۔ کیا تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سائے کو دراز کرتا ہے اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرائے رکھتا ' پھر سورج کو اس کا رہنما بنا دیا پھر ہم اسے آہستہ آہستہ اپنی جانب سمیٹ لیتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے ۔

الموت تحفتہ المومن (۸) موت مومن کے لیے تحفہ ہے ۔

بیحد و بے حساب درود و سلام اس مطہر اور ستودہ ذات کے لیے لہ جس پر درود بھیجے بغیر رب و معبود کی عبادت شرف قبولیت نہیں پاتی درود پڑھنے تک نماز موخر رہتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

الدعوات موقوفۃ والصدقات محبوسۃ حتی یصلی علی " (۹)

یعنی دعائیں موقوف رہتی ہیں صدقات رکے رہتے ہیں جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں ۔

" الدعاء یحجب عن السماء ولا یصعد الی السماء من الدعاء شی ء حتی یصلی علی " (۱۰)

یعنی دعا آسمان اور زمین کے درمیان رک جاتی ہے ' آسمان تک نہیں اٹھتی جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے ۔

آپ کے اہل بیت پر درود و سلام جن کی محبت نفاق کو ختم کرتی ہے اتفاق و یگانگت کو بڑھاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں ۔

ارفعوا اصواتکم بالصلوٰۃ علی وعلیٰ اھل بیتی فانھا تذھب النفاق " (۱۱)

ترجمہ ۔ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اپنے درود کی آواز بلند کرو کہ اس سے نفاق جاتا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تمام باہمت امت پر بھی میرا سلام جو بہترین امت ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

" کنتم خیر امتہ اخرجت للناس " (۱۲)

ترجمہ ۔ تم بہترین امت ہو ' جسے لوگوں کی ہدایت کے لیے قائم کیا گیا۔

ذکر افتتاح الکتاب اللہ الملک الوھاب کی مدد سے

اے دوست جان لو کہ خطہ مبارکہ ختلان کی خانقاہ اعظم میں جسے جناب سیادت کی پر نور ذات نے مکمل کیا تھا ' سنہ ۷۸۷ ہجری ماہ صفر کے آخری جمعۃ المبارک میں اس کتاب خلاصۃ المناقب لکھنے کا افتتاح ہوا ۔

صاحبان عرفان کی کوششوں سے مقصورے ' خلوت خانے اور عبادت خانے مکمل ہوئے تو ایک محب نے میدان التماس میں جادہ پیائی کی ' اس کے اخلاص نے دل میں ادھیڑپن کی کیفیت پیدا کردی ' ارباب دل کی گزارش سے بھی اس التماس کو تقویت حاصل ہوئے جبکہ اہل نوازش کی یہ عظیم آرزو لازم التوجیہ تھی کیونکہ طریق تعزیت میں معلی شوق نے جوش محبت کو بڑھا دیا تھا لازما(ا) اس تحریر کے لیے وہ التماس عنایت الہی سے قبول کرلی گئی اللہ تعالٰی کا فرمان ہے ۔

" وھو الغفور الودود " ۱۳ وہی مغفرت کرنے والا ' محبت کرنے والا ہے ۔

ا۔ مصنف کے مرشد گرامی قدر یعنی سید علی ہمدانیؒ کا ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ہجری کو وصال ہوا جبکہ وہ ختلان (کولاب موجودہ روسی ترکستان) میں خانقاہ اعظم کی تعمیر و تکمیل میں مصروف تھا۔ اس روح فرساخبر سے نورالدین جعفر شدید صدمے سے دچار ہوا حتی کہ درد فرقت نے اسے خفقان قلب میں مبتلا کردیا ۔ ابھی جناب سیادت کا جنازہ ختلان نہیں پہنچا کہ اس نے مریدوں اور عارفوں کی التماس سے اپنی توجہ جناب سیادت کے احوال قلمبند کرنے کی طرف مبذول کی ۔

اس عروہ وثقٰی کے بعض فضائل کا بیان

حضرت احدیت کی رفعتوں پر پرواز کرنے والا شاہباز ' عزت و جلال کے کوہساروں کا شاہسوار ' معرفت کے سبزہ زاروں کا چاند ' سمائے قدسی کا آفتاب ' فضائے قدوسی کا نور ' وجود انسان کا کیمیا ' حضرت رحمان کا پسندیدہ و مختار ' بارگاہ ایزدی کا شکور و فخور ' محمد رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نور عین مرتضٰی و بتول (سلام اللہ علیہما) کا ثمرہ دل 'احادیث و تفاسیر کی حقیقتوں سے آگاہ ' حقائق و سرار کی بصیرتوں سے بہرور ' طریق سبحانی کے طالبوں کا کا مرشد ' جمال رحمانی چاہنے والوں کا موصل ' مشہور ومعروف عارف سید علی ہمدانیؒ اللہ تعالٰی انہیں اپنی سرمدی عنایتوں سے سرفراز کرے ' ہمیں

آپ کے حقانی نور سے ہمیشہ مستنیر ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے نفحات اسرار (چہل اسرار) سے نظم

ای گرفتاران عشقت فارغ از مال ومنال
والہان حضرتت را از خود و جنت ملال
مفلسان کوی شوقت را غلامی کردہ چرخ
سالکان راہ وصلت را دو عالم پایمال
عارفان وصف تو مضبوط اشراف ملک
مدبران در تہت سرگشتہ تیہ ضلال
ھرکہ بر خاک درت رہ یافت عزی یافت او
کز بیان وصف او فرسودہ شد سیر مقال
پیش مجروحان نیش نوشی بر شفا
تشنگان وصل را ھر آتشی چون صد زلال
کشتگان تیغ عشقت زندگان جاودان
صید شاہین ہمت شاھان ملک بی زوال
در تمنای خیالت علائی شد جان فشان
تاچہ خواھد دید آخر زین تمنای محال

ترجمہ ۔ تیرے عشق کا دردمند مال و دولت سے بے نیاز ہوجاتا ہے تیری بارگاہ کے دیوانوں کو جنت اور اپنی ذات کا ملال نہیں ہوتا۔

۲۔ آسمان تیرے کوئے شوق کے مفلسوں کی غلامی کرتا ہے تیری راہ کے وصال کے سالکوں کے لیے دونوں عالم مسخر ہیں۔

۳۔ تیرے وصف کے عارفین اشراف ملک کی مانند ہیں ' تیری بارگاہ میں مدبر گتھیوں میں سرگرداں ہیں۔

۴۔ جس نے تیری خاک در کا راستہ پالیا وہ صاحب عزت ہوگیا ' اس کے اوصاف بیان کرنے سے سیر مقال کی زبان قاصر ہے۔

۵۔ تیرے ہجر کے مجروحین کے لیے تکلیفیں ' آزمائشیں عین راحت ہیں ۔ تیرے وصال کے مشتاق کے لیے آگ بھی آب زلال کی مانند ہے (جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام) کے لیے آگ "یا نارکونی بردا وسلاما کے فرمان سے گلزار ہوگئی)

۶۔ تیری تیغ عشق کے کشتگان زندہ جاوید ہیں ' تیرے غم کے شاہین ملک لازوال کے بادشاہ ہیں ۔

۷۔ علائی تیرے تمنائے خیال میں جانفشان ہوگیا ' آخر اس نے اس تمنائے محال سے کیا دیکھا (سبحان اللہ کیا حسن بیان ہے)

آپ کے نسب کا ذکر اور حسب کا شرف

اللہ تعالٰی آپ کی روح کو مقدس کرے اور ہمارے فتوح کو زیادہ کرے ۔ آپ ابن سید شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن شرف بن محب بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن حسن بن جعفرالحجہ بن عبداللہ زاہد بن حسین بن علی بن زین العابدین بن حسین شہید زکی بن علی وفی الرضی النقی کہ ان سب پر اللہ کی رحمتیں ہوں 'ہیں ۔

عربی اشعار

صفاوة انساب مطہرة منزلتہ من حضرة الباری
فیا منتہ بمناصب اجمعہا فمن عندھم کل المناصب طاری

ترجمہ ۔ پاک انساب کی پاکیزگی حضرت باری تعالٰی کی جانب سے ہے آسمان سے نازل شدہ انساب تو تمام مناصب پر فائض ہیں ۔

۲۔ آپ کے مطہر نسب کے علاوہ باقی سب نسب عارضی ہیں یہ برگزیدگی علم اور تقویٰ کی بناء پر ہے ۔

حضرت سیادت کہ اللہ تعالٰی آپ کی روح کو مقدس کرے ' ہمارے لیے نیکیوں

میں اضافے کا باعث فرمائے ' والدہ کی جانب سے سترہویں سلسلے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتے ہیں -

عربی کلام

خیرۃ اللہ من الخلق ابی ثم امی فانا ابن الخیرتین
فضۃ قد صفیت من ذھب فانا الفضۃ ابن الذ ھبین
من لہ جد کجدی فی الوری او کامی فانا ابن القمرین

ترجمہ - مخلوق میں سب سے برگزیدہ میرے پدر گرامی اور پھر میری ماں ہیں پس میں ابن الخیرین ہوں یعنی دو افضل ترین انسانوں کی اولاد ہوں

۲- چاندی جسے سونے سے صاف کیا گیا ہو ' پس میں دو نکھرے ہوئے سونے کا حاصل ہوں -

۳- مخلوق میں میرے جدامجد جیسی جد کس کی ہے یا میری ماں جیسی ماں کس کی ہے پس میں قمرین ' چاند جیسے دو نورانی انسانوں کی اولاد سے ہوں -

میرے ماموں جن کا لقب سید علاء الدین ۔ابوالمکارم رکن الدین علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی متوفی ۷۳۶ ہجری اولیاء اللہ میں سے تھے آپ کی حسن تربیت سے مجھے بچپن ہی سے قرآن مجید حفظ ہوگیا تھا ' میں والد کے معاملات کی جانب راغب نہ ہوتا تھا کیونکہ وہ حاکم ہمدان تھے ' امراء وسلاطین کی جانب ملتفت تھے۔

آپ کے کلام سے

نظم

سری کز سر معنی باخبر شد
درو گنجایش شادی و غم نیست
جہان از عکس رویش گشتہ روشن
اگر اکمہ نہ بیند ہیچ غم نیست
چون باز ار چشم ھمت بستی از کل
مقر عز تو جز دست جم نیست
بجز ھمت نیابی راہ مقصود

همای همت آنجا متہم نیست
علی چون همت عالی نداری
تراگاهی بکویش لاجرم نیست

ترجمہ - وہ سر جو اس کے اسرار حقیقت سے آگاہ نہ ہو اس میں خوشی و غمی کا گذر نہیں ہوتا -
۲- جہاں اس کے فروغ حسن سے منور ہے اگر مادر زاد نابینا نہ دیکھے تو کوئی پرواہ نہیں
۳- اگر باز کی مانند اپنی چشم ہمت ہر چیز سے بند کردے کسی کو خاطر تلے نہ لائے تو تیر مستقر جمشید (بادشاہ حقیقت) کے دست رافت کے سوا اور کوئی نہیں -
۴- راہ مقصود تک توفیق کے سوا نہیں جایا جاسکتا اس لیے ہماری ہمت کو وہاں مورد الزام نہیں ٹھہرایاجاسکتا۔
۵- علی اگر تو بلند ہمتی نہیں رکھتا تو اس کے کوچے میں تیرا گزر ممکن نہیں -

آل یٰسٓ و طٰہٰ سے محبت

اللہ کا شکر ہے کہ ہادی اسلام نے مجھے اہل اسلام کے خواص و عوام کی محبت سے نوازا - آل یٰس وطٰہ سے محبت اور ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائی - ان کی موافقت کے بغیر سعادت کو قابل ستائش نہیں گردانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۴۳)

ترجمہ - آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا -

وقال صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ ولہ الحمد عرض حب علی و فاطمۃ و ذر یتھما علی البریۃ فمن بادر منھم بالا جابۃ جعل منھم الرسل فمن اجاب بعد ذلک جعل منھم اوصیاء ومن اجاب بعد ذلک جعل منھم الشیعۃ وان جمعھم فی الجنۃ (۱۵)

ترجمہ ۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

بے شک اللہ کے لیے حمد و ثنا ہے کہ اس نے علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کی ذریت کی محبت تمام اہل بریہ کو پیش کی جس نے اجابت میں تقدم کیا ان میں سے رسول بنائے پھر جس نے قبولیت میں پیش قدمی کی ان میں سے اوصیاء بنائے پھر جو ان کی محبت میں آگے بڑھے انہیں محبان علی بنایا اور یہ سب جنت میں جمع ہوں گے ۔

حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

من احب ان یحیی حیاتی و یموت موتی و یدخل الجنۃ الّتی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالب و ذریتہ الطاھرین آئمۃ الھدیٰ و مصابیح الدجیٰ من بعدہ فا نھم لن یخرجوکم من باب الھدیٰ الی باب الضلالۃ (۱۶)

یعنی جو چاہتا ہے کہ ویسی زندگی گزارے جیسی میں نے گزاری ' ویسی موت پائے جو میری ہے اس جنت میں داخل ہو جس کا میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے ' پس وہ علی بن علی ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) اور ان کی ذریت مطہرہ سے محبت کرے کہ حضورؐ کے بعد وہ ہدایت کے امام اور روشنی کے چراغ ہیں ' کبھی تمہیں باب ہدایت سے ضلالت کی طرف نہیں لے جائیں گے ۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں ۔

اول من اتخذ علی بن ابی طالب اخا من اھل السما اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل و اول من احبہ منھم حملۃ العرش ثم رضوان خازن الجنۃ ثم ملک الموت وان ملک الموت ۔ترحم علی محب علی ابن ابی طاب کما ۔ترحم علی الانبیاء علیھم السلام (۱۷)

ترجمہ ۔ اہل سماء میں سے جس نے سب سے قبل علی کرم اللہ کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل تھے ' پھر میکائیل پھر جبرئیل جس نے سب سے پہلے حضرت علی سے محبت کی

وہ حاملان عرش تھے - پھر رضوان خازن جنت پھر ملک الموت اور ملک الموت علی بن ابی طالب کے محب پر اس طرح رحم کرتا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام پر

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

" لما اسری بی الی السماء ثم من السماء الی سدرہ المنتہیٰ او قفت بین یدی ربی فقال یا محمد قلت لبیک و سعدیک قال قدبلوت خلقی فایھم رایت اطوع لک قلت ربی علیا ' قال صدقت یا محمدؐ ' قال فھل اتخذت لنفسک خلیفتہ یودی عنک احکامک و یعلم عبادی من کتابی مالا یعلمون قلت اخترلی فان خیرتک خیرتی ' قال اخترت لک علیافا تخذہ لنفسک خلیفتہ و وصیا والحلتہ علمی و حلمی وھو امیر المومنین حقالم ینلھا احد قبلہ و لست اعطیتہ لاحد بعدہ یا محمد ھو رایتہ الھدیٰ و امام من اطاعنی ونور اولیائی و ھو الکلمتہ التی الزمتھا للمتقین من احبہ فقد احبنی و من ابغضہ فقد ابغضنی فبشرہ بذالک یا محمد ' قلت - ربی فقد بشرتہ فقال علی انا عبد اللہ و فی قبضتہ ان یعا قبنی فبذنوبی و ان تم لی وعدی فان اللہ مولائی ' قال اجل و اجعل ربقتہ الایمان بہ قلت قد فعلت ذلک ' قال یا محمد غیرانی تخصہ بشیٔ من البلاء لم اخص بہ احدا من اولیائی ' قلت - ربی ! واخی و صاحبتی ' قال قد سبق فی علمی ' انہ مبتلی لولا علی لم یعرف حزبی ولااولیائی ولا اولیاء رسلی " (۱۸)

ترجمہ - جب میں آسمان کی جانب گیا پھر آسمان سے سدرۃ المنتہی تک تو میں وسعت رب کے مابین کھڑا ہوا تو پروردگار نے فرمایا - اے محمدؐ ! میں عرض پیرا ہوا لبیک یارب ' پوچھا گیا کہ آیا تم نے میری مخلوق کو آزمایا ہے ان میں سے اپنا سب سے زیادہ مطیع کسے پایا ' میں جواب دیا ' پروردگار علی کو ' فرمایا ' اے محمد تو نے سچ کہا ' پھر فرمایا - پس ہم نے اسے تمہارا خلیفہ بنایا ہے تاکہ تمہارے احکام لوگوں تک پہنچائے اور میرے بندوں کو جو نہیں جانتے ' کتاب الہیہ کی تعلیم دے ' میں نے گزارش کی کہ پھر میں نے بھی اسے چن لیا ہے کیونکہ تیرا چناو ہی میرا چناو ہے ' فرمایا - میں نے علی کو تمہارے لیے اختیار کیا ' اسے تمہارا خلیفہ ' وصی بنایا ' علم و حکمت کا وارث کیا اسے امیرالمومنین بنایا حقاکہ اس سے قبل ایسی نوازش ہوئی ہے نہ ہوگی - اے محمدؐ وہ

ہدایت کا نشان ہے ' جس نے تیری اطاعت کی ' اس کا امام ہے ۔ اولیاء کا نور ہے کلمہ تقوی ہے جسے متقین کے لیے لازم قرار دیا ' جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی ' جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ' اے محمدؐ اسے یہ خوشخبری سناو ' میں نے یہ عرض کی کہ میں نے یہ خوشخبری اسے سنائی تو علی نے کہا ' میں اللہ کا بندہ ہوں میرا انجام دست قدرت میں ہے اگر وہ عذاب کرے تو میرے گناہوں کی وجہ سے ہوگا اگر وہ اپنے وعدے کو پورا کرے تو میرا آقا ہے تمام جلالت اسی کی ہے ۔ تسلیم ایمان بھی اسی کے لیے ہے ' فرمایا ۔ اے محمدؐ! اس کے علاوہ میں نے اسے اپنی آزمائشوں سے متخصص کیا ہے اس سے قبل اولیاء کو ان آزمائشوں میں نہیں ڈالا تھا ' میں گزارش کی پروردگار وہ میرا بھائی اور دوست ہے ' فرمایا ۔ میں نے اسے علم میں برتری دی ' بے شک وہ آزمایا گیا ہے ' اگر علی نہ ہوتا تو میرا گروہ ' میرے اور میرے رسولوں کے دوست پہچانے نہ جاتے ان کی معرفت نہ ہوتی ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ۔

حین تخلف جبرئیل قال ۔ قال اللہ من تحب من الخلق یا محمد فقلت علیا ' فقال ۔ التفت الی یسارک ' فالتفت فاذا علی من یساری قائم (۱۹)

یعنی ۔ پھر جبرئیل ٹھہرے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ! آپ مخلوق میں سے کسے دوست رکھتے ہیں ' میں نے جواب دیا علی کو ' کہا ' اپنے بائیں جانب ملتفت ہوں ' جب میں نے توجہ کہ تو دیکھا علی میرے بائیں طرف کھڑے ہیں ۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

ان اللہ خاطبنی لیلتہ المعراج بلغتہ علی ' قلت ۔ یارب انت خاطبتنی ام علی ' قال ۔ یا محمد اناشی لست کالا شیاء لا اقاس بالناس ولا اوصف بالشبہات خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک فاطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد فی قلبک احدا احب الیک من علی ابن ابیطالب فخاطبتک بلغتہ و لسانہ لما تطمئن قلبک لما عرج بی الی السماء رایت علی باب الجنتہ مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی حبیب (ولی) للہ و الحسن والحسین صفو تا للہ والفاطمتہ امتہ اللہ وعلی محبھم رحمتہ اللہ وعلی مبغضھم لعنتہ اللہ (۲۰)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھ سے لغت علی میں بات کی تو میں عرض پیرا ہوا اے پروردگار مجھ سے تو خطاب فرمارہا ہے یا علی ؟ فرمایا - اے محمدؐ! میں ایسا نہیں جسے تو لوگوں میں سے کسی کی مانند قیاس کرے نہ ہی میں مشابہات سے توصیف کیا جاسکتا ہوں تجھے میں نے اپنے نور سے بنایا ہے اور علی کو تیرے نور سے خلق کیا ہے ' میں تیرے قلب کے اسرار سے آگاہ ہوں ' چونکہ تیرے دل میں علی کے محبت کے سوا کوئی اور محبت نہیں پاتا اس لیے میں نے تم سے علی کی زبان اور لہجے میں بات کی ہے تاکہ تیرا دل مطمئن رہے ' پھر فرمایا کہ جب میں آسمان کی رفعتوں پر گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا پایا کہ - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ' محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی اللہ کے ولی ہیں ' حسن اور حسین اللہ کے منتخب ہیں اور فاطمہ اللہ کی کنیز ہیں ان کے دوستوں پر اللہ کی رحمت ہو اور ان سے بغض رکھنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو حضور نبی کریم علیہ الصلواۃ والسلام فرماتے ہیں کہ -

" ان اللہ جعل لاخی علی ابن ابیطالب فضائل لا تحصی کثیرۃ فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقرا بھا غفرا اللہ لہ ماتقدم من ذنبہ ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ مقرا بھا تنزل الملیکۃ تستغفرون لہ ما بقی تلک الکتابتہ رسم ومن استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا بالنظر (۲۱)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب کے فضائل بکثرت اور لامحدود بتائے ہیں پس جو کوئی آپ کے فضائل میں سے کسی فضیلت کو بیان کرے یا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی گناہوں کی (جو اس سے سرزد ہوں) مغفرت کرے گا ' جو کوئی آپ کے فضائل میں سے کوئی فضیلت لکھے گا جب تک وہ تحریر مرقوم رہے گی فرشتے اس کے لیے طلب مغفرت کرتے رہیں گے ' جو کوئی آپ کی فضیلتوں میں کوئی فضیلت سنے گا اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمائے گا - جو سننے سے اس پر عائد ہوئے ہوں گے ' اگر کوئی ان فضیلتوں میں سے کوئی فضیلت دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمائے گا جو اکتساب نظر کی وجہ سے سرزد ہوئے ہوں گے -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے -

" النظر الی علی ابن ابیطالب عبادۃ و ذکرہ عبادۃ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولاۃ والبراءۃ من اعداۂ " (۲۲)

ترجمہ - علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے ان کا ذکر کرنا عبادت ہے اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا مگر علی کی محبت اور اس کے دشمنوں سے بیزاری کی بناء پر - حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کما ھدانی ربی ان لا یقبل ایمان عبد الا بمحبۃ اھل بیتی

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے اہل بیت سے محبت کے بغیر کسی کے عمل مقبول نہیں ہوں گے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -

" والذی نفسی بیدہ لا تزول قدم عبد یوم القیامۃ حتی یسالہ اللہ عن حبنا اھل البیت ، فقال عمر - ما ایۃ حبکم من بعد کم فوضع یدہ علی راس علی ابن ابی طالب و ھو الی جانبہ فقال حبی من بعدی حب ھذا " (۲۳)

ترجمہ - قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے روز کسی کے قدم نہیں اٹھیں گے جب تک اس سے ہمارے اہل بیت کی محبت کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا ، حضرت عمرؓ نے کہا- یا رسولؐ آپ کے بعد اس محبت کی پہچان کیا ہوگی حضورؐ نے اپنا ہاتھ علی بن ابی طالب کے سر پر رکھا اور وہ حضورؐ کی جانب متوجہ ہوئے پھر فرمایا میرے بعد میری محبت کی پہچان اس علی کرم اللہ وجہہ سے محبت ہے -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں -

" اذا کان یوم القیامۃ یقعد علی ابن ابیطالب علی الفردوس وھو جبل قد علا علی الجنۃ و فوقہ عرش رب العالمین و من تحتہ تتفجر الانھار و تتفرق فی الجنان و ھو جالس علی کرسی من نور تجری بین یدیہ التسنیم ، لا یجوز احد علی الصراط الا و معہ براءۃ بولاۃ و ولایۃ اھل بیتہ ویشرف علی الجنۃ فیدخل محبہ الجنۃ و مبغضہ النار " (۲۵)

یعنی ، جب قیامت کا دن ہوگا تو علیؓ ابن ابی طالب فردوس پر بیٹھے ہوں گے وہ جنت کے اوپر ایک پہاڑ ہے اس کے اوپر رب العالمین کا عرش ہے اس کے نیچے جنت کی نہریں جاری ہیں - جو جنت کے تمام اطراف میں پھیلی ہوئی ہیں ، علی کرم اللہ وجہہ نور کی کرسی پر بیٹھے ہوں گے ان کے دونوں ہاتھوں سے تسنیم جاری ہوگی ، صراط مستقیم

سے کوئی نہیں گزر سکے گا سوائے اس کے، جس کے پاس علی کرم اللہ وجہ اور ان کے اہل بیت کی محبت کا پروانہ ہو وہ جنت سے مشرف ہوگا، علی سے محبت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا اور بغض رکھنے والا دوزخ میں جائے گا۔

حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"لو اجتمع الخلائق علی حب علی ابن ابیطالب لما خلق اللہ النار" (۲۶)

یعنی، اگر تمام مخلوق علی بن ابی طالب کی محبت پر جمع ہوجاتی تو اللہ تعالیٰ آتش دوزخ کو نہ بناتا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے فرمایا۔

"انت العروۃ الوثقیٰ" ۲۷ "یعنی تو ہی عروہ وثقیٰ" (۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"فضل علی ابن ابی طالب علیٰ جمیع الصحابتہ بسبعین مرتبتہ" (۲۸)

یعنی، علی بن ابی طالب کو تمام صحابہ کرام پر ستر گنا فضیلت حاصل ہے۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ابوبکر نظیر ابراھیم و عمر نظیر موسیٰ و عثمان نظیر ھارون و علی نظیری" (۲۹)

یعنی، ابوبکرؓ حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہیں عمرؓ حضرت موسیٰؑ کی مثل عثمانؓ حضرت ہارونؑ کی نظیر اور علی کرم وجہ میری مثل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لکل نبی وصی و وارث وان علیا ومیی و وارثی" (۳۰)

یعنی، ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے تحقیق علی میرا وصی اور وارث ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے فرمایا

"تقاتل علی التاویل کما قاتلت علی التنزیل" (۳۱)

یعنی، تم قرآن مجید کی تاویل کے لیے اس طرح ڈٹ جاو گے جیسے میں اس کی تنزیل پر مستعد رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
" صلت الملا ئکتہ علی و علیٰ علی ابن ابی طالب سبع سنین ، قالوا ولم ذاک یا رسول اللہ قال لم یکن معی من الرجال غیرہ " (۴۲)
یعنی ، ملا ئکہ نے مجھ پر اور علی کرم اللہ وجہہ پر سات سال درود پڑھا ، صحابہ کرام نے پوچھا۔
ایسا کیوں ہوا (یعنی تخصیص کی وجہ کیا تھی ؟) فرمایا اس دوران رجال میں سے میرے اور علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی نہ تھا۔

یقیناً اسی لیے دعا سب کی تعمیم کے ساتھ وارد ہوئی کہ
" اللھم صلی علیٰ محمد و آل محمد "

کیونکہ غار حرا میں وحی سے قبل عبادت و بندگی اور اوصاف ملکیہ کے حصول میں علی کرم اللہ وجہہ آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہوتے تھے ، ان کی طفولیت شان مردانگی لیے ہوئے تھی کیونکہ اس زمانے میں آپ کا سن دس برس یا آٹھ برس تھا ، اندازہ کرلیں عالم بلوغت میں شان کیا ہوگی ۔

مختلف شاعروں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آل اطہار کے حضور عقیدت کا جو اظہار کیا ہے وہ پیش خدمت ہے ۔

خواجوی کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماید

مرحبا اے نکہت ، عنبر نسیم نوبہار
جان فدائے نفحہ ات باد اے شمیم مشکبار
سنبل اندر جیب داری یاسمین در آستین
مشک و صندل درمیان عود و عنبر درکنار
دوش ہنگام سحر در کعبہ افگندی گزر

یا ز راہ یثرب افتاد بر روضہ گزار
یا نسیم روضہ دارالقرار آوارہ ای
کز تو می آید نسیم نافہ مشک تتار
یا مگر برمرقد شاہ نجف گذشتہ ای
کز تو می آید روان بیقرار ما قرار
شاہ مردان چون خلیل اللہ بصورت بت شکن
شیر مردان از رسول معنی یاد گار
مہراو از آسمان لافتیٰ الا علی
تیغ او از گوہر لاسیف الا ذوالفقار
عالم اورا گر امیر المومنین خواند سزا است
آدم اورا گر امام المتقین گوید روا است

ترجمہ - اے نسیم نوبہار کی عنبر جیسی خوشبو ' روح تیری مشکبار خوشبوؤں کے جھونکوں پر نثار

۲- اپنے دامن میں سنبل لیے ہوئے ہیے آستین میں چنبیلی ہے مشک و صندل ' عود اور عنبر اپنے ساتھ لیے ہے

۳- کل صبح کے وقت کعبے سے ہوکر آئی ہے یا یثرب میں روضہ رسول سے تیری گذر ہوئی ہے

۴- یا جنت کی ہوا لائی ہے کہ تجھ سے مشک تاتاری کے نافے کی خوشبو آرہی ہے

۵- یا شاہ نجف کے روضے سے ہوکر آئی ہے کہ ہماری بے قرار روح کو سکون مل رہا ہے

۶- شاہ مردان جو بت شکنی میں خلیل کی مانند ہیں ' شیر مردان جو حقیقت میں رسول اللہ کی یاد گار ہیں -

۷- آسمان سے ان کی مہر " لافتیٰ الا علی " (یعنی کوئی جوانمرد نہیں سوائے علی

کے) نازل ہوئی ہے - ان کی تلوار " لاسیف الاذوالفقار " (ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں) کا جوہر لیے ہوئے ہیں -

۸- زمانہ اگر انہیں امیر المومنین کہے تو بجا ہے ' آدم آپ کو امام المتقین پکار لے تو روا ہے -

ایضا ولہ

در قیامت کا فرنیش خیمہ در محشر زنند
سکہ دولت بنام آل پیغمبر زنند
شہواران در رکاب راکب دلدل روند
خاکیاں لاف از ھوای خواجہ قنبر زنند
تشنگان وادی ایمن چو در کوثر رسند
از شغف دست طلب در دامن حیدر زنند
ھرکہ او چون حلقہ نبود بدر حیدر مقیم
رھروان راہ حق چون حلقہ اش بدر زنند
رہ بمنزل برد ھرکہ مذہب حیدر گرفت
آب حیوان گرفت ھرکہ خضر را رھبر گرفت

ترجمہ

۱- روز قیامت جب مخلوق کے لیے محشر میں خیمہ لگایا جائے گا تو سکہ آل پیغمبر کے نام کا چلے گا -

۲- شہوار ' راکب دلدل کے رکاب میں چلیں گے خاکی (انسان) خواجہ قنبر کی محبت کا دم بھریں گے -

۳- وادی ایمن کے پیاسے جب حوض کوثر پر پہنچیں گے تو انتہائے شوق

سے طلب کے ہاتھ دامن حیدر کی طرف بڑھائیں گے۔

۴۔ جو کوئی در حیدر پر حلقہ کی مانند مقیم نہیں ہوگا، راہ حق کے سالک اسے زنجیر کی مانند دروازے پر ماریں گے۔

۵۔ جس کسی نے مذہب حیدر کو اختیار کیا اس نے منزل کا راستہ پالیا جس کسی نے خضر کو رہنما کیا اس نے آب حیات کو حاصل کرلیا۔

من کلام شیخ الشیوخ فرید الدین عطار قدس سره

مثنوی -

ای پسر توبی نشانی از علی ؑ
عین و لام یا بدانی از علی ؑ

ازدم عیسیٰ ؑ کسی گر زنده خاست
او بدم دست بریده کرده راست

مصطفیٰ ؐ گفتست چون آدم ؑ بعلم
نوح ؑ فهم آنگاه ابراهیم ؑ حلم

یا چو یحییٰ ؑ زهد موسیٰ ؑ بطش کیست
گرنمی دانی شجاع دین علیست

پس محمد ؐ چون وصال دوست دید
هر کمالی را که آن اوست دید

گفت با ا وی هزار وشش هزار
جمله اسرار سرش بی شمار

سی هزار اسرار گفتا این مگوی
سی هزار دیگرش گفت این بگوی

برعلی ؑ سی ذکر کرده آشکار
کو درین اسرار مارا پای دار

گفت یارب امتم آزاد کن
جمله را درحشر شان دل شاد کن

گفت بخشیدم تمام امتت
بلکه از جمله جهاں در حرمتت

چون محمد ؐ باز جای خود رسید
هر دو عالم در درون خویش دید

محوگشته فانی مطلق شده
در ر علم مستغرق شده

خویش راکل دید کل را خویش دید
همچنان کز پیش بید از پس بدید

سی هزار اسرار از سر کلام
درمیان آورد از بهر نظام

سی هزار اسرار با حیدر بگفت
باز حیدر رفت و باچه باز گفت

صاحب و زوج بتولی مرتضاست[ع]
بر یقین او پیشوای اولیاست

در دل او بود مکنونات غیب
زان برآورد او یدبیضا زجیب

راز خود با هیچکس هر گز نگفت
در شبا روزی یکی ساعت نخفت

موج میزد در دلش دریای راز
بود او سر حقیقی نی مجاز

گرنه بودی ، نبودی خواب و خور
کار ما بودی نه بودی ماه و خور

گرنه او بودی ، نبودی واصلی
کار ما بودی همه بی حاصلی

گرنه الله بودی کجا در تافتی
جو هر عطار کسی دریافتی

خود جوانمردی چو او دیگر نبود
همچو او در ملک یک صفدر نبود

ترجمہ ۔

۱۔ اے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ ہی سے تیری پہچان ہے ' عین ' لام ' یا علی ہی سے جانتا ہے (یعنی انہی کی نسبت سے پہچانا جاتا ہے اور حضرت علی ہی سے فیضان علم جاتا ہے)

۲۔ اگر کوئی دم عیسیٰ سے زندہ ہوا ہے تو حضرت علیؑ نے اپنے انفاس سے دست بریدہ کو صحیح کردیا

۳، ۴ جناب مصطفےٰ نے فرمایا کہ وہ علم میں آدم کی مانند ہیں فہم میں حضرت نوح کی طرح ' حلم و بردباری میں حضرت ابراہیمؑ جیسے ہیں زہد میں یحییٰؑ اور شجاعت میں حضرت موسیٰؑ کی مثل ہیں اگر تو نہیں جانتا تو دین کے بہادر علیؑ ہیں ۔

۵۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وصال ہوا ان کا ہر کمال علیؑ نے پایا

۶۔ آپ نے علیؑ سے اپنی لاتعداد غیبی اسرار میں سے چھتیس ہزار کہے

۷۔ تین ہزار اسرار کے لیے فرمایا کسی سے نہ بیان کرنا دوسرے تین ہزار کے لیے حکم ملا کہ بیان کرنا۔

۸۔ علی پر تیں ۳۰ ذکر آشکار فرمائے کہ وہ ان اسرار میں ثابت قدم رہے

۹۔ آپ نے فرمایا پرودگار میری امت کو بخشنا اور روز قیامت دلشاد رکھنا ۔

۱۰۔ ارشاد ہوا میں نے تمام امت کو بخشا بلکہ تمام اہل جہاں سے محترم کیا ۔

۱۱۔ جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام موعود پر پہنچ گئے سر دوعالم خود میں مشاہدہ کئے ۔

۱۲۔ محو ہوئے فانی مطلق ہو گئے بحور علوم میں مستغرق ہوئے۔
۱۳۔ خود کو انہوں نے کل پایا کل کو خود دیکھا جیسے سامنے سے دیکھتے تھے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔
۱۴۔ سرکلام سے تین ہزار اسرار نظام عرفان و معرفت کے لیے آپ نے پیش کیے۔
۱۵۔ تین ہزار آپ نے جناب حیدر ؑ سے کہے جب وہ رخصت ہوئے تو انہوں نے کیسے تفویض کیے۔
۱۶۔ جناب بتول ؑ کے شریک حیات شوہر نامدار مرتضیٰ ؑ ہیں یقیناً وہ اولیاء کے پیشواء ہیں
۱۷۔ آپ کے دل میں مکنونات غیب اس لیے انہوں نے گریبان سے ید بیضا دکھلایا۔
۱۸۔ اپنا راز کسی سے نہیں بیان کیا شب و روز ایک گھڑی آرام نہیں کیا۔
۱۹۔ آپ کے دل میں دریائے راز موجزن تھا وہ سر حقیقی تھا مجاز نہیں تھا۔
۲۰۔ اگر آپ نہ ہوتے تو شب و روز کی رونقیں نہ ہوتیں اگر آپ نہ ہوتے تو ماہ و خورشید نہ ہوتے۔
۲۱۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی وسیلہ نہ ملتا ہمارے کام سب بے مدعا بے مقصد اور لا حاصل ہوتے۔
۲۲۔ اگر آپ نہ ہوتے تو در کس طرح آبدار بنتے عطار کا جوہر کون جان سکتا۔
۲۳۔ آپ جیسا جوانمرد اور کوئی نہیں ملک میں آپ کی طرح کا صفدر کوئی نہیں۔

من کلام شیخ مصلح الدین سعدی قدس الله روحه و دام لنا فضله

منم کز جان شدم مولای حیدر
امیرالمومنین آن شاه صفدر
علیؑ کو را خدا بیشک ولی خواند
بامر حق وصی کردش پیمبر
بحق پادشاه هر دو عالم
خدائی بی نیاز و فرد اکبر
بحق آسمانهائی ملایک
کز آنجا هیچ جای نیست برتر
به پنج ارکان شرع و هفت اقلیم
بنه چرخ و ده و دو برج دیگر
بکرسی و بعرش و لوح محفوظ
بحق جبریل آن خوب منظر
بمیکائیل و اسرافیل و صورش
بعزرائیل و هول گور و منکر
بتوریت و زبور و صحف و انجیل
بحق حرمت هر چار دفتر
بحق آیته الکرسی و یٰسن
بحق سوره طٰه سراسر
بحق آدمؑ و نوحؑ ستوده
بحق هودؑ و شیثؑ داد گستر

بدرد یحیی و درمان لقمان
بذولقرنین و لوطؑ نیک محضر

با براهیمؑ و قربان کردن او
باسحاقؑ و باسماعیلؑ و هاجر

بختم انبیا احمدؑ که باشد
شفیع عاصیان در روز محشر

بحق مکه و بطحا و زمزم
بحق مروه و رکن و مشعر

بتعظیم رجب با قدر شعبان
بحق روزه و تصدیق داور

برنج اهل بیت و آه زهرا
بخون ناحق شبیرو شبر

باب دیده طفلان محروم
بسوز سینه پیران غم خور

که بعد از مصطفیٰ در جمله عالم
نبد فاضل تر و بهتر ز حیدر

مسلم بد " سلونی " گفتن اورا
که علم مصطفےؑ را بود اودر

یقین اندر سخا و علم و عصمت
ز پیغمبر نبود او هیچ کمتر

اگر دانی بگوی جز علیؑ کیست
که خود باز آمد از مهرش ز خاور

چه گویم وصف آن شاهی که جبریلؑ
گهی بد مدح گویش گاه چاکر

بدان لعتم که خلقان تا بدانند
که سعدیؒ زین سعادت نیست بی بر

آیا سعدیؒ تو نیکو اعتقادی
ز دین و اعتقاد خویش بر خور

ترجمہ :

۱۔ میں دل و جان سے حیدر کا غلام ہوں ۔ وہ امیرالمومنین جو شاہ صفدر ہیں
۲۔ علیؑ جسے بے شک خدا نے ولی کہا ، امرِ حق سے پیغمبر نے انہیں اپنا وصی کیا
۳۔ ہر دو عالم کے بادشاہ ، خدائے بے نیاز ، فرد اکبر کی طفیل
۴۔ آسمان کے فرشتوں کی طفیل کہ وہاں سے برتر کوئی جگہ نہیں
۵۔ شرح کے پانچ ارکان ہفت اقلیم ، نو آسمانوں اور بارہ برجوں کے واسطے میں
۶۔ کرسی ، عرش ، لوح محفوظ ، جبرئیل خوب منظر کے واسطے میں
۷۔ میکائیل ، اسرافیل ان کے صور ، عزرائیل ، نکرین اور قبر کی دہشت کے واسطے میں
۸۔ توریت ، زبور ، صحف و انجیل ، چاروں آسمانی کتابوں کے صدقے میں
۹۔ آیۃ الکرسی ، یٰس ، سورہ حٰمٓ سب کے واسطے سے
۱۰۔ آدمؑ اور نوحؑ ستودہ صفات ، ھود اور شیثؑ دادگستر کے واسطے سے
۱۱۔ یحییٰؑ کی دردمندی ، لقمان کے درمان ذوالقرنین ، نیک فطرت لوطؑ کے واسطے سے
۱۲۔ حضرت ابرھیمؑ ان کی قربانی ، اسحاقؑ ، اسماعیلؑ اور جناب ھاجرہ کے واسطے سے
۱۳۔ جناب خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واسطے جو روز محشر گناہگاروں کے شفیع ہیں ۔
۱۴۔ مکہ ، بطحا ، آب زمزم ، مروہ ، رکن ، مشعر کی طفیل
۱۵۔ رجب کی عظمت ، شعبان کی قدر و منزلت ، روزہ اور داور محشر کی تصدیق کی طفیل
۱۶۔ اہل بیت کے رنج و محن اور جناب زہراؑ کی آہوں اور شبیر و شبر کے ناحق خون کے واسطے سے
۱۷۔ طفلان محروم کے آنسوؤں کی طفیل ، غمزدہ بزرگوں کے سوز دروں کے صدقے
۱۸۔ کہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد دنیا میں حیدر سے بہتر اور فاضل تر کوئی نہیں
۱۹۔ سلونی ، کہنا آپ کے لیے مسلم تھا کیونکہ علم مصطفےٰ کے باب آپ ہیں
۲۰۔ یقیناً سخاوت ، علم و عصمت میں آپ پیغمبر کی مانند تھے ۔

۲۱۔ اگر جاننا چاہتا ہے تو جان لے کہ علی کون ہے وہ جس کے لیے سورج مغرب سے پلٹا تھا۔

۲۲۔ اس بادشاہ کی میں کیا تعریف کروں جبریل جس کا کبھی مدح گو تھا کبھی خادم تھا

۲۳۔ یہ قصیدہ اس لیے کہا ہے کہ لوگ جان لیں کہ سعدی اس سعادت سے بے بہرہ نہیں

۲۴۔ اے سعدی تو خوش اعتقاد ہے اپنے دین اور عقیدہ سے فیض حاصل کر

حب و بغض کے بارے میں

اے دوست جان لے حب مجازی وہ ہے جس میں ایک سیاہ نقطہ دوسرے سیاہ نقطے سے ارتباط حاصل کرے ایک دوسرے کی ظلمت کو تقویت دیں ان کا مجازی سرچشمہ نفس ہے ۔

بغض مجازی وہ ہے جس میں مذکورہ نقاط میں سے کسی کو دوسرے سے انقباض ہو ' ان کا باہمی تعلق منقطع ہوجائے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہوا و ہوس سے محفوظ رکھے

حب حقیقی وہ ہے جس میں ایک روشن نقطہ دوسرے روشن نقطے سے انبساط پائے اور ایک دوسرے کے نور کے معاون ہوں اس حقیقی محبت کا مصدر قلب اور روح ہیں ۔

حقیقی بغض وہ ہے کہ ان دو نقطوں میں سے کوئی نقطہ دوسرے نقطہ سے منقبض ہو دونوں کے درمیان پیدا ہو ' اللہ تعالیٰ ہمیں اس بے بصیرتی سے بچائے ۔

حب و بغض جو کسی وجہ سے مجازی اور کسی بناء پر حقیقی ہوں سو ادیہ اور بیاضیہ (تاریک اور روشن) نقطوں کے درمیان سے وجود پاتی ہیں ' یقیناً تمام سادات کی محبت اور تعظیم واجب ہے لیکن مجہول الحقیقت امور میں ان کی اطاعت لازم نہیں سوائے اس کے کہ علماء متقین میں سے ہوں جیسا کہ

حضرت امیر کبیر سیدعلی ہمدانی کہ خدائے لطیف انہیں لطف صمدانی سے

نوازے ۔ کیونکہ ہمارے امیر کا علم و معرفت اور تقوی تمام عالم پر مثل آفتاب روشن ہے۔

حب کی حقیقت حجاب کا پوری طرح اٹھنا ہے تاکہ باقی محب رہے یا محبوب اس حقیقت کا سرچشمہ سراسر ہے 'محب اور محبوب کے درمیان جامع مناسبت ہے ۔ قالب توحید میں ان کی حقیقت کا بلند ہونا ہے ان معانی کا اتحاد ان و جہوں سے ہے انہیں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ اللطیف ۔

اول ظاہری معنی کی بناء پر
دوئم باطنی معنی کی وجہ سے
سوئم تحقیق کی بناء پر

لیکن ظاہری جہت سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان ولایت کا مورث ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ولی الذین آمنوا (۴۲)اللہ مومنوں کا دوست ہے امیرالمومنین علی کرم اللہ اہل ولایت کے امام ہیں ' حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

انت امام کل مومن و مومنۃ بعدی (۴۳)

ترجمہ ۔ اے علی تو میرے بعد تمام مومنات اور مومنوں کے امام ہو ۔
پس اہل ولایت کمال ایمان کی وجہ سے امیرالمومنین کو دوست رکھتے ہیں منافق عدم ایمان کی بناء پر انہیں دوست نہیں رکھتے ۔
باطنی وجہ یہ ہے کہ جنت محمد رسول اللہ کا دل ہے حضور رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ " الجنتہ وما فیھامن النعیم من نور " جنت اور اس کی نعمات میں سے جو کچھ ہے میرے نور سے ہے ۔
امیر کی محبت حبیب خدا یعنی محمد رسول اللہ کے دل میں ہے لازما اہل ایمان امیر کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ جنت سے حصہ رکھتے ہیں ' اہل نفاق اگرچہ محبت کا دعوی کرتے ہیں مگر آپ سے محبت نہیں کرتے کیونکہ جنت ان کے نصیب میں نہیں ۔

تحقیق سے جو تعلق رکھتا ہے وہ یہ کہ اعیان ثابتہ احدیت کی تجلی میں ظہور پذیر ہوئی ہیں حق تعالیٰ نے تمام اعیان کے اسرار ان کے دل میں رکھے ہیں اس کی تجلیات و مظہر سے صور علمیہ ذاتیہ یعنی روح اعظم وجود میں آئی لیکن اس کی جوہریت ' مجلاّ ئے ذات ہے اور نورانیت مجلاّئے علم ہے وہ چونکہ حقیقت میں محمد ہے یقیناً علی کرم اللہ و جہہ مجلاّئے ذات قدیم ہوئے کیونکہ علی کرم اللہ و جہہ باطن محمدؐ ہیں ' پس جس میں ذات اور جمال صفات کا ظہور زیادہ ہوگا وہ علی کرم اللہ سے زیادہ محبت کرے گا جس میں کم ہوگا وہ کم تر ہوگا۔

یک زرہ ہستی خدا شاد شدن
آں گاہ زہستی خود آزاد شدن
بہتر بود آں زطاعت ہر دو جہاں
زاں جاست بشاگردی استاد شدن

ترجمہ ۔ ہستی خدا سے تھوڑا سے راضی رہنا پھر اپنی ہستی سے بے نیاز ہونا دونوں جہان اطاعت سے بہتر ہے یہیں پر انسان شاگردی سے استاد بن جاتا ہے ۔

جسمیں ذات مستور ہو ' جلال صفات کا زیادہ ظہور نہ ہو وہ علی کرم اللہ و جہہ کو دوست نہیں رکھے گا ۔ جیسا کہ خوارجی اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے ہمیں اس سے بچائے ۔ یہ تمام امور پرودگار عالم (سراد) کے ارادہ کمال کی بناء پر حضرت جلالی سے صادر ہوتے ہیں ۔

سید علی ہمدانیؒ کی نسبت کا ذکر

آپ کے سلسلہ فخر اور وراثت جد کے اختیار کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو باعث فخر بنائے اور فتوح کو زیادہ کرے

وہ شیخ المحقق سبحانی، مرشد مرتقی محمود مزدقانی (م ۷۶۱ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ الاکبر علاء الدولہ سمنانی (م ۷۳۶ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ الانور نورالدین عبدالرحمان الاسفراینی (م ۶۹۵ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ اکبر جمال الدین احمد جوزقانی (م ۶۶۹ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ الاعلی علی لالا (۶۴۲ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ نجم الدین کبری (۶۱۸ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ عمار یاسر (م ۵۸۲ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابو نجیب سہروردی (م ۵۶۳ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ احمد غزالی (م ۵۱۴ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابوبکر نساج (م ۴۸۷ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابوالقاسم جرجانی (م ۴۵۰ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابو عثمان مغربی (م ۳۷۴ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابو الکاتب مصری (م ۳۴۶ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ ابو العلی رود باری (م ۳۲۱ ہجری) کے شاگرد
وہ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی (م ۲۹۷ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ سری سقطی (م ۲۵۱ ہجری) کے شاگرد
وہ شیخ معروف کرخی (م ۲۰۰ ہجری) کے شاگرد
وہ امام علی رضا (م ایک روایت کے مطابق مسموما شہید ہوئے ۲۰۳ ہجری) کے شاگرد
وہ امام موسیٰ الکاظم (م ایک روایت کے مطابق مسموما شہید ہوئے ۱۸۳ ہجری) کے شاگر اور فرزند
امام جعفر صادق (ایک روایت کے مطابق مسموما شہید ہوئے ۱۴۸ ہجری) کے شاگرد اور

فرزند

وہ امام محمد باقر (ایک روایت کے مطابق مسموما شہید ہوئے ۱۱۴ ہجری) کے شاگرد اور فرزند

وہ امام علی زین العابدین (ایک روایت کے مطابق مسموما شہید ہوئے ۹۴ ہجری) کے شاگرد اور فرزند

وہ امام حسین الشہید (میدان کربلا میں ظلم و ستم سے شہید ہوئے ۶۱ ہجری) کے شاگرد اور فرزند اپنے پدر گرامی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ و جھہ (۴۰ ہجری میں شہید ہوئے) کے شاگرد

وہ سید المرسلین ، رسول رب العالمین محمد علیہ وعلیہم السلام کے شاگرد کہ آپ پر تمام مومنین مومنات پر بہترین صلوات اور کامل ترین تحیات ہوں ۔ ۔

ہر کرا ساقی لطفش آب داد	می شود در زمرہ اہل و داد

ترجمہ ۔ جسے اس کے لطف کا ساقی سیراب کرے وہ اہل مودت کے زمرے میں زندہ (جاوید) ہوجاتا ہے ۔

اخی تقی الدین علی دوستی

حضرت سیادت قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں نے عالم متقی (اخی تقی الدین علی دوستی متوفی ۷۳۳ ہجری ، ۷۳۴ ہجری) کو مامور کیا کہ میں ان سے استفادہ کروں ، جب میں بارہ سال کا ہوا ، استاد متقی کے احوال پر غور کیا کہ تو معلوم ہوا کہ وہ خلوت خانے میں جاتے ہیں اور صبح و شام کے وظائف میں سر ہلاتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا کیفیت ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ۔ ذکر کرتا ہوں میں نے دوبارہ پوچھا کہ کیا ذکر میں سر کو جنبش دینے کی ضرورت ہے ، جواب میں فرمایا ،

" بے شک شیخ مزدقانی قدس اللہ سرہ نے مجھے اسطرح سکھایا ہے "

میں نے استاد سے التماس کی کہ مجھے بھی یہ ذکر تعلیم دیں ، قبول کیا اور جب تین دن میں نے استاد کے ساتھ ذکر میں موافقت کی اچانک مجھے " غیبت " کا حصول ہوا اور

میں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جمال جہان آرا سے مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ حضور ایک بلندی پر تشریف فرما ہیں جب میں نے چاہا کہ اس مقام تک پہنچوں تو حضور ؐ نے فرمایا- فرزند تو اس مقام تک نہیں آسکتا شیخ محمود مزدقانی کے پاس جاو تاکہ تمہیں اس مقام تک پہنچائیں ' عالم غیبت کے بعد میں نے استاد سے التماس کی کہ مجھے شیخ محمود کی خدمت میں لے جائیں انہوں نے قبول فرمایا جب میں شیخ محمود مزدقانی کے صحبت سے مشرف ہوا تو انہوں نے فرمایا

اے سید اگر تو خانقاہ میں مخدومی کے لیے آیا ہے تو تجھے دل و جان سے خدمت بجا لاناہوگا کیونکہ مرید کو خدمت میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اگر آپ خدمت کے لیے آئے ہیں -اس سیاہ فام غلام (جو غلام خانقاہ کے خاکروب ہے) کے جوتے اس کے سامنے رکھا کرو تاکہ مقصود حاصل کرسکو - رسم طلب ' ترک ہستی ہے - لازما میں فی الفور حد ادب کا پابندہوا اس خدمت کو قبول کیا پھر میں نے شیخ سے بیعت کی اور خانقاہ کا خدمت گزار ہوگیا -

آپ کی چہل اسرار میں سے نظم

راحت ار خواہی بیا بادرد او ہمراز شو
دولت ار جوئی برو در عشق او جانباز شو
ساز راہ عشق سربازی و بدنامی بود
گرسر این راہ داری ورپی این ساز شو
برتن و جان چند ارزنی چون نیرزی ارض نی
صعوہ ارزں گزار و بر ورش شہباز شو
تابکی ہمچون زنان این راہ و رسم و رنگ و بوی
راہ رندان گیر وباصاحب دلان دم ساز شو
چون زغن تا چند باشی بستہ مردار تن
در ہوای سیر جان یک لحظہ درپرواز شو
جان وتن بند ست و کفر ودین حجاب اندر رہش
جملہ راہ برہمزن و باعشق ہم آواز شو

باز اوج کبریائی مانده اندر دام دام
دام و دانه برو روح خرم بحضرت باز شو
گرہمای قاف قربی بال ہمت برکشای
در فضای لامکان باقدسیان انباز شو
قفل این در شد علائی و کلید آن نیاز
درنیازی داری این جا برسریر ناز شو

ترجمہ۔

۱۔ اگر راحت چاہتا ہے تو آ اور اس کے درد کا ہمراز ہوجا ' اگر دولت کا متلاشی ہے کہ اس کے در عشق پر جان لڑا دے

۲۔ راہ عشق کا سامان بدنامی اور سربازی ہے اگر اس راستے کی تمنا ہے تو اس سازوسامان کو حاصل کرلے ۔

۳۔ جب تو ایک دانہ برابر اہمیت نہیں رکھتا تو تن و جان پر کب تک نازاں ہوگا ممولے کو دانے کے ساتھ چھوڑ خود اس کے آستانے پر شہباز بن جا۔

۴۔ عورتوں کی طرح کب تک ان روایات و رسومات ' رنگ و بو کا پابند رہے گا رندوں کی روش اختیار کر یا صاحبان دل کا دمساز ہوجا۔

۵۔ چیل کی مانند کب تلک جسم کے مردار سے وابستہ رہے گا ' سیر جان کے شوق میں یک لخت محو پرواز ہوجا

۶۔ اس کی طلب میں جان و تن بیڑیاں ہیں اور کفر و دین حجاب ہیں سب کو درہم برہم کر عشق کا ہم آواز ہوجا

۷۔ اوج کبریا کا شہباز اپنی مراد کے دام میں پھنس گیا ہے دام و دانہ کو ختم کر اور بارگاہ میں شادمان لوٹ آ

۸۔ اگر تو قاف قرب کا ہما ہے تو ہمت و جوانمردی کے بال و پر کھول فضائے لامکان میں قدسیوں کا ساتھی بن جا

۹۔ اس دروازے کا قفل ؟الائی ہے اس کی کنجی نیاز ہے اگر نیاز مندی رکھتا ہے تو سریر ناز پر متمکن ہوجا

میں نے ایک سال تک ذکر کیا میں مصروف رہا مگر حضوری نہ پاسکا ' ایک دن شیخ کی خدمت میں آیا التماس کی کہ مجھے خاکروب کا کام سونپ دیں اسے میری جگہ "ذکر" کا حکم دیں ' شیخ نے فرمایا کہ خاکروب تو خانقاہ کا صحن صاف کرتا ہے اور تو اپنے باطن کو بھی پاک نہیں کرسکا ۔ خلوت میں جاو ' ہمت بلند رکھو تاکہ مقصود حاصل ہو انشااللہ اللطیف الختار ۔ جب شیخ کی ہمت کاملہ کی مدد سے میں خلوت میں گیا اورذکر میں مشغول ہوا تھوڑی تھوڑی حضور کی کیفیت حاصل ہونی شروع ہوئی پھر اس قدر مستغرق ہوا کہ مجھے ذکر سننے کی تاب نہ رہی ' پس شیخ نے حکم دیا کہ کوئی سید کے پاس ذکر بلند نہ کرے کیونکہ روح جانے کا خدشہ ہے ' تین ماہ مجھے زنجیروں میں باندھے رکھا نہایت کم کھانا دیتے تھے تاکہ وجود آرام پائے ۔۔

گربیابی نظری از درمردی روزی زان نظرعارف و چالاک و مسلمان گردی

ترجمہ ۔ اگر کسی مرد کامل کی کبھی نظرپالے تو اسی نظر کے فیضان سے عارف ' چالاک اور مسلمان بن جائے گا ۔

رسالہ مستورات برگ ۳۵۰ ۔ ب میں ہے کہ شیخ سے گزارش کی کہ مجھے مبرز خانقاہ صاف کرنے کا حکم دیا جائے تاکہ شکست نفس ہو ' فرمایا تو خانقاہ کا صحن کیا صاف کرے گا ابھی تو اپنے نفس کو پاک نہیں کرسکا ۔ جناب سیادت کو شیخ سے اس قدر عقیدت تھی کہ بیت الخلا میں جو کنکریاں رکھتے وہ اپنی پیشانی سے صاف کرتے حتی کہ پیشانی سے گوشت اڑ گیا ' اسے ٹوپی کے نیچے چھپالیا ' ایک دن شیخ نے دیکھا تو فرمایا اے سید اپنی جان پر اسقدر سختی نہیں کرنی چاہی اب اگر تو کچھ کرسکتا ہے تو خانقاہ کے درویشوں کے لیے آب طہارت لایا کرو چنانچہ کچھ مدت میں نے وہ خدمت انجام دی

اس تربیت کے باوجود سماع کے وقت خانقاہ کے صحن میں رقص کرتا تھا ' خانقاہ میں ہفتے میں دو بار محفل سماع ہوتی تھی اس فقیر (جعفر بدخشی) نے جناب سیادت سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی ابتدائے ارادت میں سماع کا دلدادہ نہ ہو اس سے کچھ کام نہیں ہوسکتا ہے (حاشیہ صفحہ ۱۳۵ پر ملاحظہ ہو)

میں چھ سال تک خلوت خانے میں رہا اور زبان پر کبھی بھی جھوٹی باتیں نہیں

آئیں جب صبح وظیفے سے فارغ ہوتے تو ایام اربعین کے علاوہ بیلچے سے کام کرنے کا حکم ملتا تھا۔ یہ ایام اربعین میں ہمدان جاتا تھا اور ہمدان کی وسیع و عریض خانقاہ میں ایک بار فقراء کا اجتماع ہوتا تھا۔

اے دوست جان لو کہ عزت (گوشہ نشینی) میں دوام عبادت شرط ہے کہ بعض اوقات قرآن مجید پڑھا جائے، کبھی خالی فضا میں جائے (ذکر و فکر میں مشغول ہو) یا نیت خیر سے سونا بھی جائز ہے لیکن خلوت کے دنوں میں یہ بھی چھوڑ دینا چاہیے ذکر دائم میں مشغول رہنا چاہیے سوائے فرض نمازوں، سنن رواتب[1] کے یا چاشت اور تہجد کی نمازیں حضور کے ساتھ پڑھے اگر حضور میسر نہ ہو تو ہلکی دو رکعتوں پر اختصار کرے شیخ سے ماخوذ ذکر میں مصروف رہے وہی سب سے زیادہ نافع ہوگا۔

حضرت سیادت نے اللہ تعالیٰ ان کی روح کو پاکیزہ اور انفاس کو زیادہ کرے، فرمایا خلوت خانے میں چھ سال کی ریاضت کے بعد مجھے اخی علی دوستی قدس سرہ کی صحبت کا حکم ملا لیکن میں ایام اربعین میں ایک بار فقرہ کا اجتماع ہوتا ہے

جناب اخی کی خدمت شریف میں جب صبح کے وظیفے سے فارغ ہوتے تو کسی

حاشیہ صفحہ ۵۲۔

ا۔ سید علی ہجوری فرماتے ہیں کہ جس نے سماع کا انکار کیا اس نے کلیتا شریعت کا انکار کیا سماع کی حقیقت آفتاب کی مانند ہے کسی کو جلاتا ہے کسی کو جلا بخشتا ہے کسی کو نوازتا ہے کسی کو گداز عطا کرتا ہے (کشف المحجوب ص ۵۲۸) خود سید علی ہمدانی رسالہ مستورات ۳۹۹ الف فرماتے ہیں یہ درد لادوا ہے، ریش بے مرہم ہے سوز بے آتش ہے ارادت۔ سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ تیری ارادت اس میں گم ہوجائے جب تک تو خود پرستی نہیں چھوڑے گا خدا پرست نہیں ہوسکتا جو کوئی اہل ارادت میں شامل ہوجائے وہ دونوں جہاں میں حق کے سوا اپنے کوئی مراد نہیں رکھتا مقامات صوفیہ ہمدانی برگ ۲۸۳ الف رسالہ ذکریہ میں فرماتے ہیں ارادت معرفت کا ثمرہ ہے سالکوں کی ولایت کا آغاز ہے اور طالبوں کی صبح سعادت ظہور ہے (ص ۵۸)

ایسے کام میں ، جس سے دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل ہو ، مشغول رہتے ، وگرنہ شیخ فرماتے درویش یہ پتھر اس مقام تک لے جائے ، پھر فرماتے دوسری جگہ لے جائیں اسی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے حتی کہ میں نے ایک دن گستاخی کی اور سوال کیا کہ پتھر منتقل کرنے سے فائدہ کیا ہے شیخ علی دوستی باوجود یہ کہ اس خاکسار کی اتنی ہی تعظیم کرتے تھے جتنی خود شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کی ، غیرت میں آئے پاوں سے جوتا اتارا میری پشت پر اس زور سے مارا کہ میرے گوشت میں نعل کا نشان پڑ گیا اب بھی اس آواز کفش کا سرور میرے کانوں میں رہتا ہے پھر فرمایا فائدہ یہ ہے کہ کفار نفوس دائرہ اسلام میں داخل ہوں ۔ شعر

آنجا کہ منتہای کمال ارادت است　　　چند آنکہ جور پیش محبت از زیادت است

جہاں ارادت منتہائے کمال پر ہو " سختی " زیادہ محبت کی دلیل ہے

دو (۲) سال کے بعد جناب اخی علی دوستی قدس سرہ نے حکم دیا اے سید تمہیں میرے بھائی کی خدمت میں واپس جانا چاہیے میں نے دس دن اس انتظار میں توقف کیا کہ اخی " امر جازم " (حتمی فرمان) فرمائیں ۔ مقررہ دن چاشت کا وقت ہوگیا اخی خلوت سے باہر نہ آئے ، درویشوں نے التماس کی کہ اخی کی خلوت میں جانا چاہیے میں آگے بڑھا دیکھا کہ جناب اخی اثبات ذکر کی جانب اپنے سر مبارک زانو پر رکھے رحلت کر گئے ہیں (اناللہ واناالیہ راجعون) پڑھا ، باہر آکر اطلاع دی تدفین کے تین روز بعد اخی کے اشارے سے شیخ محمود مزدقانی کی صحبت میں واپس آگیا ۔

اولیاء اللہ سے استفاضہ

حضرت سید قدس اللہ روحہ و زادکل یوم فتوحہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں ایک ہزار چار سو ولیوں قدس اللہ اسرار ھم سے شرفیاب ہوا ہوں ان میں سے چار سو اولیاء سے ایک ہی مجلس میں صغر سنی میں مشرف ہوا ۔ اس اجتماع کا سبب یہ تھا کہ ہمارے علاقے کے بادشاہ کو عراق اور خراسان کے اکابر سے ملاقات کی سعادت پانے کی خواہش ہوئی اس کے نیک رائے رکھنے والے وزیروں سے مشورہ دیا کہ اکابر دین کو بلاوجہ بلانا

مصلحت نہیں ہے کوئی مدرسہ ' خانقاہ بنائی جائے اس کے اتمام پر اجتماع کی التماس کی جائے ' بادشاہ بہت خوش ہوا اس نے تعمیر کا حکم صادر کیا جب عمارت مکمل ہوگئی تو خراسان اور عراق کے علماء اور فقرا کو اجلاس میں مدعو کیا گیا میرے والد اور ماموں بھی موجود تھے اس اجتماع اکابر میں مجھے بھی ساتھ لائے ۔

بادشاہ کے دائیں طرف چار سو محقق تشریف فرما ہوئے بائیں جانب متعدد مشہور علما متمکن ہوئے ۔ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور فاتحہ کی درخواست کی مجلس میں شریک تمام سادات ' علما ' فقرا نے میرے لیے فاتحہ پڑھی ۔ پھر التماس کی گئی کہ فقرائے مجلس میں ہر ایک اس فرزند کے لیے حدیث بیان کرے تاکہ بطور تبرک سنی جائے ۔ چنانچہ سب سے پہلے شیخ علاء الدولہ سمنانی نے میرے لیے حدیث سنائی اور سب سے آخر میں خواجہ قطب الدین نیشاپوری (م ۷۴۰ ہجری) نے بیان کی ۔ (۳۵)

نظم

نیکنام اندر شکم مادر باشد سعید
چون بیاید دم بدم گردید مزید
ہرزمانش لطف دیگر گون بود
باد لطفش دایما خوش می وزید
مرد حق گر بیند اورا بیگی
در پذیرت چون تیغش برگزید

ترجمہ ۔ نیکنام انسان شکم مادر ہی میں سعید ہوتا ہے دنیا میں آنے کے بعد ہر لحظہ نیک تر ہوتا ہے ہر لحظہ اس کا لطف بالاتر ہوتا ہے اس کے لطف کی ہوائیں ہمیشہ چلتی رہتی ہیں مرد حق اگر اسے دیکھے تو بلاتردید قبول کرتا ہے اسے اپنے فیض سے برگزیدہ بنادیتا ہے

اہل مجلس نے خواجہ قطب الدین نیشاپوری سے التماس کی کہ منبر پر دینی فیوضات نثار کریں قبول کیا ' اپنے بیانات کے دوران خواجہ کی زبان پر چند بار " خضر " کا لفظ آیا ' جب منبر سے نیچے آئے تو جناب علاء الدولہ سمنانی ؒ نے التماس کی کہ

خواجہ خضر کہنا چاہیے کہ تعظیم کے قرین ہے ' آپ جب خضر کہتے تو میں شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ حضرت خواجہ اس مجلس میں شریک تھے اور سماعت فرما رہے تھے ' خواجہ قطب الدین نے تسلیم کیا۔ نظم

ادب تاجیست از نور الہی بنہ برسر ' برو ہر جاکہ خواہی

ترجمہ - ادب نور الہی کا ایک تاج ہے اسے اپنے سر پر سجا' جہاں جی چاہے چلا جا۔

حضرت سیادت قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ان اولیاء میں سے تینتیس (۳۳) اولیاء قدس اللہ اسرارھم نے مجھے دیار طلب کے نو واردوں کی رہنمائی اور ارشاد کی دعوت دی لیکن ان کی اجازت کے باوجود میں ان کے اشغال کی طرف توجہ نہ دے سکا - حتی کہ ایک بزرگ کی خدمت میں گیا ' وہ اپنے بیٹے کو قینچی کے ساتھ میرے پاس لائے 'التماس کی کہ اس فرزند کو مریدی میں قبول فرمائیں 'اجابت میں تاخیر ہوئی کیونکہ میں اسفار میں مشغول رہا - جب کسی کو مرید کیا جائے تو پھر اطمینان سے بیٹھ کر رہنمائی کرنی چاہیے -

لازما وہ بزرگ غصے میں آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں قطاع الطریق (رہزن) پایا ' میں نے تاخیر کی معذرت چاہی اور (اسے مریدی میں) قبول کیا ان بزرگ نے مجھے سمجھایا کہ اے سید خواہ مسافر ہو یا مقیم ' توبہ طریقت کے سوال کو قبول کرنا چاہیے - میں آج تک اس وصیت پر عمل کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا -

حضرت سیادت قدس اللہ سرہ نے احادیث بیان کرنے والے عظام کبار کے اسماء اور القاب ' معارف وعلم کے سرادق میں آنے والوں کی معلومات کے لیے اپنے خط مبارک سے ثبت فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں -

شیخ محمود مزدقانی ' شیخ اخی علی دوستی ' اخی محمد حافظ ' اخی محسن
اخی حسین ' شیخ جبرئیل کروی ' شیخ خالد ' شیخ ابوبکر طوسی '
شیخ نظام الدین غوری ' شیخ شرف الدین درگزینی ' شیخ اثیرالدین
شیخ نجم الدین ہمدانی ' شیخ محی الدین لنکانی ' شیخ محمد اذکانی
شیخ محمد مرشدی ' شیخ عبداللہ مطری ' شیخ علی مصری
شیخ مراد اگریدوزی ' شیخ عمر برکانی ' شیخ عبداللہ سقالی

شیخ ابوبکر حربہ ' شیخ بہاء الدین ممکندی ' شیخ عزالدین ختائی '
شیخ بہاء الدین ساغرچی ' شیخ مشرف الدین منیری ' شیخ رضی الدین اوچی
شیخ سعید حبشی ' شیخ زین الدین المغربی ' شیخ عوض علاف
شیخ ابوالقاسم تحطوی ' شیخ عبدالرحمان مجذوب ' شیخ محمد محمود مجذوب
شیخ حسن بن مسلم '

اللہ تعالیٰ ان کی ارواح پر اپنے فیضان قدس کی لطافتوں کو جاری رکھے اور ان کی نفحات انس سے ہمیں فیضیاب کرے اور ہماری روح کو بھی ویسا ہی فتوح نصیب ہو جیسا ان کے ارواح کو نصیب ہوا۔

تصرف مشایخ

حضرت سیادت قدس اللہ سرہ و اظہر لنابرہ ' فرماتے ہیں کہ جناب شیخ محمود مزدقانی قدس سرہ ' تائید حق سے مخلوق پر عظیم تصرف کے مالک تھے حتی کہ ایک دن بلی نے اپنا روز مرہ کا حصہ کھایا اور معمول پر اکتفا نہ کی بلکہ ایک درویش کا حصہ بھی کھا گئی ' جناب شیخ نے اس پر عتاب کیا ' بلی پلٹی اور منہ میں اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے واپس آئی ' شیخ نے فرمایا کہ بلی نے حد حد کی مانند عتاب کا جواب دیا ہے اسی دوران بلی نے اپنا بچہ دھان سے گرایا اور اپنا سر شیخ کی قدموں میں رکھا' حاضر مجلس سے عجب غوغا بلند ہوا ۔

شیخ کی صحبت میں بے شمار صاحبان دل حاضر ہوتے تھے شیخ جس کی طرف بھی نگاہ کرتے اسے صفائے عظیم حاصل ہوجاتا تھا ' جناب شیخ مجرد ہی تھے ' مجرد ہی اس دنیا سے دار آخرت کو رخصت ہوئے ' میرا بھی پختہ ارادہ تھا میں شیخ سے موافقت کروں لیکن اس دیار کے رہنے والوں نے قضاو قدر کی معاونت سے مجھے تشویش از دواج میں ڈال دیا ۔ شعر

جری قلم القضا بما یکون فسیان التحرک و السکون

ترجمہ ۔ قضا کا قلم جیسا بھی تھا چل گیا ۔ حرکت و سکون برابر ہوگئے

جناب شیخ علی دوستی قدس سرہ اس طرح کے صوفی صافی تھے کہ ایک ذکر سے زیادہ کی طاقت نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ ایک ذکر کے اثبات کے آخر میں ان کا وصال ہوا آپ کی ذات بااسرار بہرمواج اور دائم البسط تھی' ایک روز جناب شیخ علاء الدولہ سمنانی سے پوچھا گیا کہ جناب اخی علی دوستی دائم البسط کیوں ہیں ؟ فرمایا ' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں " لطف " سے خلق کیا ہے -

ایک دوسرے موقع پر پوچھا گیا کہ (اخی علی دوستی) کے ساتھ آپ کو بے انتہا محبت ہے حالانکہ اخی کو جتنے بھی اربعین گزرے ان میں چند " واقعہ " پیش آئے اور شیخ محمد دھستانی کو ہر روز کئی واقعہ حاصل ہوئے ' جواب فرمایا کہ علی دوستی کو ہر مقام پر توقف عطا کیا گیا تاکہ وہ تحقیق مقامات کریں اور سالکوں کی رہنمائی فرمائیں اور محمد دھستانی تو اپنے لیے دوڑ رہے ہیں - حضرت شیخ بزرگ انہیں " دوندہ " کہتے ہیں -

ایک اور موقع پر فرمایا کہ علی دوستی محبوبوں میں سے ہیں اگر ہر روز ہزار نفس بھی قتل کریں تو روز محشر مسئول نہ ہونگے اور محمد دھستانی [illegible] میں سے ہیں اگر ایک بھی فروگذاشت ہوئی تو جوابدہ ہوں گے - ؎

گر بخدا رسیدہ خون پدر حلال دان ورنہ حرام باشدت شیر حلال مادری

ترجمہ - اگر خدا رسیدہ ہوا تو خون پدر کو حلال سمجھ وگرنہ ماں کا شیر حلال بھی حرام ہے

اصحاب میں مشہور ہے کہ شیخ علاء الدولہ قدس سرہ نے مقام افرادی کے کمال کے باوجود ایک دن " اخی " کے آستانہ خلوت کو بوسہ دیا ' خادم نے سوال کیا - یا شیخ اس **تواضع میں** کوئی بھید ہے ہمیں بھی اس " سر " سے آگاہ کریں ' فرمایا علی دوستی ہمارا ایسا مرید اور شاگرد ہے کہ سو ہزار شیخ و استاد کا وہ شیخ اور استاد ہے ' صوفیہ کثرھم اللہ تعالیٰ کے درمیان مشہور ہے کہ حضرت قطب قدس سرہ ہر سال ایک بار اخی علی دوستی کی زیارت کو آتے ' ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کو اس دوران صحبت کی اجازت نہ ہوتی

اس فقیر نے خواجہ عبداللہ " سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ یعنی اپنے والد بزگوار سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے شیخ صفی الدین م ۷۳۵ ہجری

اور علاء الدولہ سے اتنی عقیدت نہ تھی کہ انہوں نے میرے شیخ یعنی عبدالرزاق کاشی (م ۷۳۰ ہجری) پر اعتراضات لکھے تھے ' لیکن میں نے ایک دن خواب دیکھا کہ حضرت مصطفیٰ ایک باغ میں جلوہ افروز ہیں ' میں اس باغ میں جانا چاہتا ہوں شیخ صفی الدین دروازے کی ایک طرف پکڑے ہوئے ہیں اور شیخ علاء الدولہ نے دوسری طرف تھام رکھی ہے اور بارگاہ مصطفیٰ نے مجھے حاضر ہونے میں مانع ہیں - پس میں نے آہ و زاری کی ' شیخ صفی الدین نے اپنے جانب کو چھوڑا میں گیا اور دیکھا کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ریشم کے قالین پر متمکن ہیں ' میں نے سلام کیا ' آپ نے میری جانب سے رخ پھیرا اور فرمایا ' کیا تو نہیں جانتا کہ صفی الدین اور علاء الدولہ ہمارے دربان ہیں ' میں نے گزارش کی ' یا رسول اللہ میں توبہ کرتا ہوں ' حضرت مصطفیٰ نے تبسم کیا روئے مبارک میری جانب کیا اور فرمایا دوبارہ ایسا نہ کرنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ نہیں کرتا - جب میں باہر آیا تو شیخ علاء الدولہ نے بھی اپنی طرف سے راستہ چھوڑ دیا -

اس تنبیہہ کے بعد میں نے بغرض زیارت مسافرت اختیار کی ' پہلے شیخ صفی الدین کی خدمت میں حاضر ہوا جب شیخ علاء الدولہ کی زیارت کے لیے پہنچا تو معلوم ہوا تو اس روز حضرت قطب (قطب الدین نیشاپوری) کی دعوت ہے ' وقت زیارت میں نے دل میں کہا ' ہوسکتا ہے کہ قطب الدین کے کھانے سے بچا ہوا مجھے ملے ' اچانک خادم طشت میں سفید روٹیاں لایا ان دو طبق میں سے ایک طبق کی سفید روٹیوں پر سخت روٹی کا ٹکڑا بھی رکھا ہوا تھا وہ مجھے دے دیا ' پس میں سمجھ گیا کہ وہ سخت روٹی ' طعام قطب سے ہے پس میں نے وہ ٹکڑا بطور تبرک رکھ لیا میں نے وقت صحبت شیخ کے پاس ایک کتاب دیکھی ' عرض پیرا ہوا کہ یہ کتاب دیکھنے کی اجازت ہے شیخ نے اجازت دے دی ' جب میں نے ورق گردانی کی تو دیکھا کہ توحید کے موضوع پر ہے ' میں نے صوفیانہ اصطلاح میں کہا ' شیخ کیسی ہے کہ کتاب فصوص قفل عربی رکھتی ہے اور مقبول نہیں ' یہ کتاب عربی میں نہیں شیخ کی تصنیف ہے اور بلاشبہ مقبول ہے - شیخ نے تبسم کیا ' مجھے دعائے خیر دی اور کہا شاگرد ایسا ہی ہونا چاہیے والا فلا (وگرنہ نہ ہو) رخصت کرتے وقت شیخ نے مجھے دعا دی اور میرے کان میں فرمایا

' بلغک (تجھے مل گیا) میں جان گیا کہ اشارہ کیا ہے کہ قطب کے کھانے سے بقیہ تمہیں مل گیا ہے۔

اگر کوئی کسی جماعت کی دعوت کرتا ' اور کھانے کی سخت احتیاج ہوتی تو شیخ علی دوستی اپنے ساتھیوں سمیت بن بلائے ہی اس دعوت میں چلے جاتے کبھی ایسے بھی ہوا کہ صاحب دعوت چھت پر بھاگ گیا اخی نے سیڑھی لگائی ' چھت پر گئے ' اور کہا اسے فلان سمجھ ' اسے فلان خیال کر ' اس پر فلان کا قیاس کر' اور طعام حاضر کر وہ تعمیل کرتا پھر اسے اسطرح خوش کرتے کہ وہ اپنی اخی کی خدمت میں دعوت قبول کرنے کا شکرانہ بھی بجالاتا۔

جناب اخی ہر سال خربوزوں کی فصل اپنے ہاتھ سے لگاتے ' ہر سال فصل خوب ہوتی ' خربوزے پک جاتے تو اپنے ہاتھ سے لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔

شیخ سعید حبشیؒ

جناب سعد حبشی کی صوفیا ان بزرگوار کو ابو سعد کہتے ہیں ہر وقت نئی صورت میں نظر آتے ہیں ہر زائر سے ایک بار ضرور ملتے ہیں اگر ملازم دن میں کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو شیخ کو ہر بار ایک نئی صورت میں پاتا ہے ' بعض سفروں میں شیخ کے ایک خادم سے ملاقات ہوئی ' اس نے دریافت کیا کہ آپ نے شیخ کو کس صورت میں دیکھا ہے ' میں نے پوچھا کیا تم شیخ کے اختلاف صور سے باخبر ہو اس نے جواب دیا بے شک میں نے ایک مدت شیخ کی خدمت کی اور میں نے انہیں مختلف صورتوں میں دیکھا ہے۔

رنگ عارف رنگ معروفست وبس رنگ معروفی نہ پیش است و نہ پس

ترجمہ۔ عارف کا رنگ معروف ہے اور بس ' رنگ معروف کسی حد کا پابند نہیں ' سامنے یا پیچھے نہیں ہے دوران صحبت شیخ سے سننے میں آیا کہ جب حضرت آمنہ کا حضرت عبداللہ سے عقد ہوا ' میں مکے میں تھا ' میں شیخ کی خدمت سے باہر آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ شیخ کی عمر کیا ہوگی ؟ جواب ملا کہ ہم نے اپنے آباو اجداد سے سنا

ہے کہ شیخ سعید کی عمر طویل ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ کتنی سال ہے ۔۔

من بقا دارم بقا دارم بقا　　　من بقاہا ازلقا دارم لقا

پس خواجہ بزرگوار نے حضرت سیادت سے التماس کی کہ حساب کرنا چاہیے کہ حضرت مصطفیٰ کی ولادت سے اب تک کتنا عرصہ ہوا ہے، غور و فکر کے بعد جناب نے فرمایا آٹھ سو تیس (۸۳۰) سال ہوئے ہیں (اگر حضور علیہ الصلوۃ السلام کی ولادت باسعادت سے ہجرت تک عرصہ منہا کریں تو یہ ۷۷۷ ہجری کا زمانہ متعین ہوتا ہے) یہ حکایت بدخشان میں اس مسجد کے حجرے میں معروف تھی جو شہ بہاءالدین کی بہن زبیدۃ ترکان خاتون نے اللہ تعالیٰ دونوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے زبدہ سادات کے لیے کہ ان کے اسلاف کا احترام واجب ہے تعمیر کروائی تھی ۔

اے دوست جان لے کہ اولیاء اللہ کی تعداد بیحساب ہے اتنی کہ شمار نہیں کی جاسکتی جیسا کہ منازل السائرین میں مذکور ہے، یہ بھی ذہن نشین رکھو کہ ان مقامات میں بھی اختلاف ہے ان کی جامع انتہا کو بھی یکجا نہیں کیا جاسکتا۔ رباعی

مردان خدا خود ہمہ گونا گونند　　　بعضی چو الف راست و بعضی نونند
بعضی میان خلق در شہرت وصیت　　　بعضی دگرش داخل علم نونند

ترجمہ ۔ مردان خدا طرح طرح کے ہیں، بعض الف کی مانند راست ہیں بعض مثل نون ہیں، بعض لوگوں کے درمیان شہرت اور مقبولیت پائے ہوئے بعض علم نون کے زمرے میں داخل ہیں ۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال مقام محمود کے باوجود یمن کی جانب رخ کرتے اور عمامے کو سینہ مبارک سے ہٹا کر فرماتے تھے ۔

"اجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن" (۳۶)
میں یمن کی طرف سے نفس رحمانی پاتا ہوں ۔

آپ کی مراد خواجہ اویس تھے ' خواجہ اویس قدس سرہ یمن میں شتربانی کرتے تھے ' شتربانی کی اجرت سے اپنی صالحہ ماں کو نان ونفقہ مہیا کرتے انہوں نے ایک دن اپنی والدہ سے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی ' والدہ نے کہا جاو لیکن اگر حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں تشریف فرما نہ ہوئے تو توقف نہ کرنا اور جلد لوٹ آنا ۔

چنانچہ اویس قدس سرہ زیارت کے لیے گئے ' حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ اقدس میں نہ تھے ' آپ یمن لوٹ آئے ' جب حضرت مصطفیٰؐ گھر تشریف لائے تو ایسا نور نظر آیا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ' پوچھا آج درخانہ پر کوئی آیا تھا ' جواب ملا ۔ جی ہاں ! یمن سے ایک شتربان اویس نامی آیا تھا سلام کہا اور واپس چلاگیا ' حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اویس کا نور تھا جو وہ ہمارے گھر میں بطور ہدیہ چھوڑ گیا اور خود چلا گیا ۔

کہتے ہیں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا جامہ مبارک حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ خواجہ اویس کو بھیجا اور وصیت کی کہ میری امت کے لیے دعا کریں اور حق تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں ' حضرت عمر فاروقؓ وصیت بجا لائے ' ملاقات کے وقت 'سلام کے بعد خواجہ اویس نے فرمایا ' اے عمر تم پر بھی سلامتی ہو پس میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا ۔ جامہ مبارک قبول کیا ایک گوشے میں گئے ' جامہ اٹھایا خدائے جل جلالہ کے حضور سجدہ کیا روئے اور کہا ۔

بار خدا ! اس لباس کے صدقے امت محمد کو اپنی رحمت سے بخش دے ۔ دعا میں دیر ہوئی تو حضرت عمر فاروقؓ خواجہ اویس کے پاس آئے ' خواجہ نے فرمایا ۔

اے عمر تم نے جلدی کی جب کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کاموں میں صبر جمیل کی تعلیم دی ہے کہ

" اذاجدالک امر فاصبر ثم اصبر ثم اصبر "

جب کوئی امر ظاہر ہو تو تم صبر کرو ' پھر صبر کرو پھر صبر کرو

لیکن چونکہ آپ ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو بجالائے ہیں اس لیے یہ درہم جو کہ شتربانی کی اجرت ہے ' لیلیں ' زاد راہ بنائیں اور وطن واپس جائیں کہ میں

بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو بجا لاتا ہوں ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب قیامت ہوگی امنا وصدقنا ، حق تعالٰی ستر ہزار فرشتوں کو حضرت اویس کی شکل کا بنائے گا تاکہ خواجہ روز قیامت بھی حضرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے مستور رہیں ، اس فقیر نے حضرت سیادت سے پوچھاکہ اس پردہ میں کیا حکمت ہے جواب فرمایا کہ

اللہ تعالٰی جو سب سے زیادہ غیور ہے کی جانب سے غیرت احمدی کی رعایت ، جیساکہ حرز یمانی میں مذکور ہے

"واثرنی ولا توثر علی احدا " مجھے ترجیح دیں اور مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دیں ۔

حضرت عمر فاروق کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کو اویس کے طرف جانے کا حکم دیا (تذکرۃ اولیاء) ۔

میرود آتش غیرت بسرم شمع صفت　　　　که چراگرد درش باد صبارا راهست

غیرت کی آگ شمع کی مانند میرے سر تک سوزاں ہے کہ ہوا اس کے دروازے تک کیوں راستہ پارہی ہے ۔

باوجود یہ کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم موجودات میں سے افضل اور خاتم انبیاء ہیں آپ کی نبوت تمام انبیاء کی جامع ہے ۔

نبوت و ولایت

اے دوست جان لے کہ نبوت ۔ حق تعالیٰ کی جانب لوگوں کو بلانا ہے اور ولایت ۔ اللہ تعالیٰ کا قرب ہے ' پس نبی مبعوث ہوتا ہے کہ لوگوں کی ہدایت کرے اور انہیں اللہ کی ذات ' صفات افعال اور آخرت کے احکام سے متعارف کرائے ۔

ولایت کی غرض و غایت ۔ فرشتوں اور حق تعالیٰ سے استفاضہ ہے کیونکہ ولایت ' نبوت کا باطن ہے اور نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

" ماکان محمد ابا احد من رجا لکم و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین " (۴۷)

ترجمہ ۔ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ۔

ولایت باقی ہے جب تک دنیا باقی ہے حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

جب تک اللہ کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے تین سو رجال قلب آدمؑ پر ہیں چالیس کے دل قلب موسیٰؑ پر ہیں ' سات کے دل قلب ابراہیمؑ پر ہیں پانچ قلب جبرئیل پر ہیں ' تین قلب میکائیل پر اور ایک قلب اسرافیل پر ہے جب ان میں سے ایک انتقال کرتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کی جگہ لے لیتا ہے جب تین میں سے کوئی رخصت ہوتا ہے تو پانچ میں ایک ادھر منتقل ہوتا ہے جب پانچ میں کوئی انتقال کرتا تو سات میں ایک اس کی جگہ آتا ہے جب سات میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو چالیس میں ایک اس کی جگہ لیتا ہے جب چالیس میں کوئی انتقال کرتا ہے تو تین سو میں سے کوئی اس کی جگہ آتاہے جب تین سو میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو عوام میں سے کوئی اس کی جگہ آتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی بدولت اس امت سے بلائیں دور فرماتا ہے ۔

ولایت دو قسم کی ہوتی ہے

ولایت عامہ ۔ کہ تمام اہل ایمان کی ہے

ولایت خاصہ - جو صرف فنافی اللہ ہونے والوں کے لیے مخصوص ہے -

پس ولی وہ ہے جو نور ذات میں فنا ہوجائے ' حق تعالیٰ کی بقائے ذات سے باقی رہے اسماء و افعال سے ظاہر ہو ' اس لیے مشائخ نے فرمایا ہے کہ

" الفقیر اذالم یکن یحیی و یمیت فلیس بفقیر "

فقیر نہیں جیتا اور مرتا مگر یہ کہ فقیر ہی ہوتا ہے -

ولایت ایک اور اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے ' مطلقہ اور مقیدہ

مطلقہ -صفات الہیہ میں سے ایک صفت ہے وھو الولی الحمید (۳۸)

اس کے مظہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یہ ولایت ان پر ختم ہوتی ہے -

مقیدہ -ولایت مقیدہ صفت الٰہی ہے اس بناء پر کہ مقید مستند ہے اولیاء اور انبیاء کے ساتھ یہ مقیدہ اس مطلقہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس فیضان کی بدولت جو ذات واحد کی ولایت مطلقہ سے اولیاء اور انبیاء تک پہنچ رہا ہے وہ مطلقہ کلیہ ' مقیدہ جزئیہ میں کسی حد تک ظہور پذیر ہوتی ہے ' مقیدہ میں اس مطلقہ کا ظہور انسان کے مرتبے اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے -

انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور ولایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ولایت کے تحت ہے پس ولایت محمدیؐ دوسرے انبیاء کی وایت کے مقابلے میں مطلقہ ہوتی ہے ' انبیاء کی ولایت اولیاء کی ولایت کی نسبت مطلقہ ہوتی ہے ہر ایک ولایت ' ولایت مطلقہ و مقیدہ محمدیؐ سے مقتبس ہے نیز انبیاء کسی مظہر کے متقاضی ہوتے ہیں جو عالم ملک میں ولایت مطلقہ و مقیدہ کے خاتم کے مظہر ہیں شیخ محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸ ہجری) کہتے ہیں کہ میں ولایت محمدی کا خاتم ہوں اور مہدی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہیں ' ولایت مقیدۂ محمدی کے خاتم کے ہیں ' پس شیخ محی الدین ولایت میں قلب محمدیؐ کے مرتبے کو پہنچے ہوئے ہیں آپ کے بعد کسی کے لیے اس مرتبے تک رسائی حاصل کرنا ممکن نہیں لیکن دوسرے انبیاء کے مرتبے کو پایا جاسکتا ہے ہر کوئی اپنے مشرب کے مطابق حاصل کرتا ہے اور مہدی مرتبۂ روح تک پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ امیرؒ نے حل الفصوص میں الولایۃ المطلقۃ المقیدہ کے ضمن میں بیان کیا ہے -

روایت ہے کہ بعض اولیاء نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے ولی ولی کو نہ پہچانے ' ممکن ہے کہ ظاہری آنکھ سے دیکھے بغیر دیدہ باطن سے پہچان لے ' ممکن ہے کہ پہلی ملاقات میں نہ پہچانے ' باتوں کے دوران یا ملاقات کے آخر مین پہچان لے ' ممکن ہے کہ بار بار کی صحبت کے بعد شناسا ہو ' اس فقیر سے جو کچھ بھی ہوسکا اس کتاب میں ان کی تعداد اور احوال کا ذکر ہوگا انشاء اللہ اللطیف -

ملامتیہ

اے دوست جان لو کہ افاضل اولیاء وہ ہیں جنہیں صوفیا قدس اللہ اسرارھم اہل ملامت کہتے ہیں شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے ان وصف کمال کے متعلق فرمایا ہے وھم اعلی الطائفہ - یعنی تمام اولیاء میں بلند تر مرتبہ رکھنے والے اہل ملامت ہیں -

ملامتی کی دو تعریفیں کی گئی ہیں - ایک یہ کہ ملامتی وہ ہے جو احوال کو چھپائے اور اظہار عجز کرے سوائے ضرورت کے بغیر - باوجود یہ کہ اہل ملامت میں سے ہر ایک کو حق تعالی نے بارہ سو روحانی قوتیں عطا کی ہیں اگر ان قوتوں میں سے ایک قوت کو بھی دنیا اور عقبی پر مسلط کرے تو وہ سب کو فنا کردے ' ان قوتوں میں سے ایک اپنے احوال کو چھپاتا ہے تاکہ عجز کا اظہار ہو ' شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

و نبینا وابوبکرو عمر صلوات اللہ علیھم منھم

اور ہمارے نبی ' ابوبکر اور عمر صلوات اللہ علیھم ان میں سے ہیں -

ملامتی کی دوسری تعریف یہ ہے کہ ملامتی اسرار قضا و قدر کے مشاہدے کے لیے مقام شرود پر عبور کرے ' لیکن اہل شرود ' شرود میں ماٰفقت نہیں کرتے اس لیے تمام ملامتیوں کی افضلیت تمام اولیاء پر لازم نہیں ہوتی

بیان کیا جاتا ہے کہ جناب پہلوان محمود پوریا قدس سرہ کبھی کبھی خرابات میں آتے ' عورتوں سے کہتے کہ اپنی پنڈلیاں برھنہ کریں ' جب وہ کرتیں 'خدا کی حمد و ثنا

کرتے جب پوچھا جاتا کہ کس قدر سرور حاصل کیا تو کہتے کہ اس سے زیادہ لذت ممکن نہیں جناب پہلوان کبھی کبھی خود بھی گریہ کرتے اہل خرابات بھی ساتھ گریہ کرتے ' اس روز وہ دوسرے دنوں کے مقابلے میں زیادہ پاکباز اور باپردہ ہوتے تھے

اہل ملامت " محبوبان " میں سے ہیں ان میں افضل قطب ہوتا ہے مقام قطب کو محبوب کے سوا کوئی نہیں پاسکتا ہر محبوب محب ہوتا ہے اور ہر محب محبوب ہوتا ہے جس پر محبوبیت کی علامت ظاہر ہو اس کی محبیت باطن کو " محبوب " کہتے ہیں ' محبوبیت کی علامت اجتہاد پر کشف کو فوقیت ہے ۔جس پر محبت کی علامت ظاہر ہو اس کی محبوبیت باطن کی کیفیت کو محب کہتے ہیں ۔ اس میں محبیت کی علامت سے اجتہاد کو کشف پر فوقیت حاصل ہوتی ہے ۔

محبت کا آغاز ایک مفروضہ (امرموھوم) ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ محبت حجاب ہے کیونکہ جس کا محبوب " ذات اللہ " ہے وہ محب اور محبوب کی صفات میں تضاد کی وجہ سے ہمیشہ محجوب ہوگا ۔ اور جس کسی کا محبوب محبت ذاتیہ نہ ہو وہ جہات محبت کے اجتماع کی وجہ سے محجوب نہیں ہوگا اور وہ جہات محبیت اور محبوبیت ہیں ' لیکن اس حقیقت کا حصول نہیں ہوگا جب تک محب ' محبت ذاتیہ سے سرشار نہ ہو جیسا کہ سید الطائفہ (جنید بغدادی) اور نوری قدس اللہ اسرار ھما فرماتے ہیں ۔ محبۃ المحبۃ محبۃ یعنی محبت کی محبت محبت ہے ۔

جب محبت ذاتیہ اس کی محبوب ہوگی تو حجاب رفع ہوجائے گا ' محب کے ' محبت جو اس کا مقصود ہے ' میں فنا ہونے کی وجہ سے جہات محبت سے تضاد ختم ہوجائے گا جیسا کہ محققوں نے کہا ہے ۔ الحب و المحبوب و المحبۃ شی واحد

یعنی محب ' محبوب اور محبت حقیقت واحدہ ہیں ۔

پس یقیناً لازم ہے کہ محب ' محبوب کے خصایص اور محبوب ' محب کے اوصاف بیان کرے اور تمام محبوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہیں کیونکہ ازل سے ابد تک وہ اہل جبروت ' ملکوت اور ملک میں حق تعالیٰ کے سب سے زیادہ چاہنے والوں میں سے ہیں دوسرے انبیاء علیہم السلام دنیا میں حب الٰہی کے داعی ہیں ۔

قطب

ہر زمانے میں مرتبہ قطبیہ پر فرد واحد ہی ہوتا ہے 'اسے غوث کہتے ہیں ' مرتبہ قطبیہ کا وظیفہ " اللہ اللہ " ہے سکون حرف ہا اور تخفیف ہمزہ کے ساتھ ۔

منقول ہے کہ جب سے روح اعظم وجود میں آئی ہے " اللہ " کہنا شروع ہوگیا تھا اور کہا جاتا رہےگا جب تک قیامت قائم نہیں ہوتی 'ابھی وظیفہ تمام نہیں ہوا اللہ گفتن سے مراد " اللہ دیدن " ہے یقیناً یہ دید دنیا میں پوری ہوگی نہ آخرت میں جیسا کہ کہا گیا ہے

" ان اللہ تعالٰی لا یتجلی فی صورۃ مرتین ولافی صورۃ الاثنین "

بے شک اللہ تعالے ایک ہی صورت میں دوبار تجلی نہیں فرماتا ۔

جب تک دنیا میں اقطاب میں سے کوئی قطب 'افراد میں سے کوئی فرد باقی ہے قیامت قائم نہ ہوگی جیسا کہ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

" لا تقوم الساعۃ حتی لا یبقی فی الارض من یقول اللہ اللہ " (۳۹)

قیامت برپا نہ ہوگی جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے

قطب تمام الہیہ کمالات اور صفات سے متصف ہوتا ہے سوائے وجوب ذاتی کے کیونکہ اس نے امکان کے توسط سے خلیفہ حدیث ' متخلف قدیم جسے واجب الوجود ہے کے درمیان امتیاز حاصل کیا ہے کوئی ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جو قطب سے فیضیاب نہ ہو ' قطب اہل جبروت ' ملکوت اور ملک کا خلیفہ ہے

شعر

فذاتی بالذات خصت عوالمی
بمجموعھا اوراد جمع وعمت
وجادت والاستعداد کسب بفیضھا
وقبل التھی للقبول استعدت
فبالنفس اشباح الوجود تنعمت
وبالروح ارواح الشھود تھنت (۴۰)

ترجمہ -

۱- میری ذات کو تمام عوالم میں سے خاص (برگزیدہ) کیا ' ان تمام اوارد کے مجموعے کو اکھٹا کیا تو وہ اس کا ثمرہ (حاصل) ہوگئی -

۲- وہ وجود پذیر ہوا اور اسے فیض کے اکتساب کی استعداد ملی ' استعدادت قبول کرنے کے لیے اسے پہلے ہی اہلیت عطا ہوئی تھی -

۳- وجود کے ڈھانچے سے نفس نشونما پاتے ہیں ' شہود کی ارواح نے اس کی روح سے سرور حاصل کیا -

افراد جو قطب نہیں ہوتے ' افراد صوفی منتہی ہوتے ہیں ان کے علاوہ صوفی صاحب حال تام ' متصوف 'صاحبان علم ' بزرگ ' متبہ اور نیکنام ہوتے ہیں ' اللہ تعالٰی کے سوا مرتبہ قطبیہ کے کمال کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا ' قطب کا علم و معرفت ' تمام عوالم اور وجود کے اجمالی اور تفصیلی علم پر محیط ہوتا ہے اور صحیح علم پر مبنی ہوتا ہے کثیر اثرات اور واضح التفاتات کی رو سے ان کے نفوذات ہمیشہ باقی رہتے ہیں -
چونکہ ولی تمام حضرات کا ضابط نہیں ہوتا اپنے کسی بھی مخترع سے توجہ ہٹالے تو وہ مخترع فنا ہو جاتا ہے مراتب وجود یہ پر ان کا علم ' علم الٰہی کی مانند نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالٰی کا علم شہودی ہوتا ہے اور ان کی اطلاعات علمی ہوتی ہیں اس لیے اعیان ثابتہ ' افراد اور قطب ان کو قبول کرتے ہیں ان کے جامع نہیں ' قطب اور افراد میں قبول کرنے کی استعداد فیض اقدس سے حاصل ہوتی ہے جو واحدانیت کا ثمرہ ہیں -

ہر ایک کا ظاہری وجود فیض قدس سے عنایات وصول کرنے کے لیے مستعد ہوتا ہے سب سے پہلے فیض اقدس ' موجود اقدم کو حاصل ہوتا ہے جوکہ قطب ہے جب وہ دوسرے کو ملتا ہے تو اسے فیض مقدس کہتے ہیں ' فیض کلی صرف یہ دو ہیں ' باقی فیوض انہی دو کے جزو ہیں -

عوالم وجود تین سو ساٹھ ہزار ہیں بعض روایات کے مطابق ستر ہزار ہیں بعض کی رو سے اٹھارہ ہزار اور بعض کے مطابق سترہ ہزار عالم ہیں - جیسا کہ عقلیہ ' روحیہ ' نفسیہ ' طبعیہ ' جسمانیہ ' عنصریہ ' مثالیہ ' خیالیہ ' برزخیہ ' حشریہ ' جناتیہ ' جہنمیہ '

اعرافیہ ' روحیہ ' صوریہ ' جمالیہ ' جلالیہ ' کمالیہ - وغیرہ یہ تمام مزکورہ عالم ' دو عالم یعنی ظاہراور باطن میں مدغم ہیں انہیں عالم غیب و شہادت کہتے ہیں -

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے

عالم الغیب والشھادۃ ھوالرحمٰن الرحیم (۴۱)

یعنی ظاہر و غیب کا جاننے والا وہی رحمان وہی رحیم ہے

علم تصوف کا موضوع ' اسماء ' صفات اورذات ہے اس کی بنیاد اللہ کی معرفت ہے اس کا فائدہ اور اس قوم کی اصطلاحات جو کچھ معلوم ہے واضح اور بنیادی مسائل پر مشتمل ہے ؤہ مسائل ' کثرت کا وحدت سے صدور ' کثرت کا وحدت کی طرف لوٹنا ' اسماء کے مظاہر کا بیان ان کے سلوک کی کیفیت ' ان کے نتائج کا بیان ' سب ذکر کیا جائے گا انشاء اللہ اللطیف تعالیٰ

دیگر اولیا

قطب کے بعد امامین کا مرتبہ ہے کہ انہیں وزیرین بھی کہتے ہیں اسے کے بعد اولیاء اربعہ جیسے خلفائے راشدین پھر سات ابدال جو ہفت اقلیم کے محافظ ہیں -ان کے بعد اولیاء جیسے عشرہ ومبشرہ پھر بارہ ولیوں کا مرتبہ جو بارہ برجوں اور ان سے متعلق حوادث /کوان پر معمور ہیں - ان کے بعد بیس ولیوں کا مرتبہ ہے پھر چالیس ابدال پھر ننانوے ولی پھر تین سو نوے ولی یہ محدود اولیاء 'عالمین میں وکلاء اللہ ' ہیں جب تک دینی اور دنیاوی امور باقی ہیں ان کی تعداد کم یا زیادہ نہیں ہوتی -

لیکن تجلی باطن کے ظاہر پر غلبہ پانے یا ظاہری تجلی کے باطن پر غالب آنے کی وجہ سے دوسرے اولیاء کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور ہر ایک کی غلبہ کی نوبت سو سال ہوتی ہے - لازما جن سو سالوں میں تجلی ' باطن ' ظاہر پر غالب آتی ہے اولیاء اللہ کم ہوتے ہیں اگر برعکس ہوتو صورت حال بھی برعکس ہوتی ہے -

افراد قدس اللہ اسرار ھم بھی بے شمار ہوتے ہیں اور مرتبہ میں قطب کے برابر ہوتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ سے بلاواسطہ فیضان پاتے ہیں لیکن قطب فیض رسانی

میں خلیفہ ہوتا ہے افراد اگرچہ افاضہ کرتے ہیں مگر قوت کی بناء پر خلافت کی جہت سے نہیں

بعض افراد قلب محمدؐ پر ہوتے ہیں جیسا کہ ختم خاص، لیکن ان کی تعداد گھٹتی، بڑھتی ہے، ہر تین ختم، افراد میں سے ہوتے ہیں، مجذوب اور رجال غیب بھی کم یا زیادہ ہوتے ہیں کہ رجال غیب، ترکوں، یا ہندوؤں کی جنس سے ہوتے ہیں

" عرائس اللہ " چار ہزار ہیں انہیں ضنائن اللہ اور مناظر اللہ کہتے ہیں، حق تعالیٰ نے ان کے احوال ان سے اور لوگوں سے مخفی رکھے ہیں۔

کسی معتمد سے مروی ہے کہ اولیاء اللہ بیس ہزار اور ایک ہیں، ہر گروہ کا ان میں سے ایک امام ہوتا ہے، دوسرے امام کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں بجز اس کے کہ کوئی فطری (جبلی) ہو وہ کسی کا مطیع نہیں ہوتا، کسی کے ساتھ میل جول نہیں رکھتا اور تنہا ہوتا ہے۔

بعض اولیاء جنہیں اخیار کہتے ہیں تعداد میں سات ہوتے ہیں، انہیں " سیاح " بھی کہتے ہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ نے انہیں کمال معرفت عطا کی ہے، بساط عالم پر سیاحت کا حکم دیا ہے تاکہ دنیا کے اطراف میں جو بھی صالح بندے اور طلاب ہیں، اہل سیاحت ان کی ہدایت کریں جناب شیخ کتانی قدس اللہ سرہ السبحانی فرماتے ہیں کہ " نقبا" تین سو ہیں نجبا ستر ہیں، بدلا (ابدال) چالیس، اخیار سات، عمد چار ہیں۔ غوث ایک ہوتا ہے، نقبا کا مسکن مغرب ہے نجبا کا ٹھکانہ مصر اور ابدال کا شام ہے اخیار ہمیشہ روئے زمین پر سیاحت میں رہتے ہیں، عمد زمین کے گوشوں میں ہوتے ہیں غوث کا مسکن مکہ معظمہ ہے۔

عوام میں سے جب کسی کو حاجت پیش آتی ہے سب سے پہلے نقبا آہ و زاری کرتے ہیں پھر ابدال، اس کے بعد اخیار اور پھر عمد، اگر قبولیت دعا ہوجائے تو فبہا ورنہ غوث حضور الٰہی میں گڑگڑاتا ہے مسئلہ تمام نہیں ہوتا جب تک حاجت بر آری نہ ہوجائے۔

حضرت سیادت قدس اللہ سرہ وزادلنابرہ، سیاحت مطلقہ کے اکابر میں سے ہیں کہ آپ مسافر مقیم اور مقیم مسافر ہیں اگرچہ کسی بھی صفت اور مقام کے پابند نہیں

جیسا کہ نظم میں فرماتے ہیں -

نظم

تو کان گوھر کافی و گوھر نونی　　چہ کاف و نون کہ زکاف و نون تو افزونی
محیط گنبد دوار را توئی مرکز　　صفائے صفہ اسرار را تو استونی
ز دور دایرہ گر سوی مرکز آئی باز　　یقین شود کہ زھر وصف و وھم بیرونی
سپہر مطلع انوار آفتاب جلال　　بگرد نقطۂ ذات تو کردہ گردونی
ظھور سر کمالات سرہدی از تست　　گرچہ خازن اسرار را تو مخزونی
قباب غیرت او پردۂ جمال تو شد　　توئی کہ در صدف علم در مکنونی
لواء عزتو برسدہ قدم زدہ اند　　عزیز در صدف اہل صفانہ کنونی
دفین مخزن لاھوت راکہ کون و مکان　　نداشت طاقت دید ازان تو مدفونی
علا ـ یاگر ازین حال حیرتست ترا　　امید قطع مکن چون بوقت مرھونی

ترجمہ -

۱۔ تو کاف و نون کے گوہر کی کان ہے ' کاف و نون کیا ہے تو ' تو اس سے بھی بڑھ کر ہے

۲۔ گنبد دوار (آسمان) کے دائرے کا تو ہی مرکز ہے ' صفہ اسرار کی صفاوت کا تو ہی ستون ہے

۳۔ دائرے سے مرکز کی طرف لوٹ آئے تو یقیناً تو ہر وصف اور تصور سے بالاتر ہے

۴۔ مطلع انوار کا آسمان ' جلال کا آفتاب تیرے ہی نقطے کے گرد گھوم رہے ہیں -

۵۔ کمالات سرہدی کے اسرار کا ظہور تجھ سے ہے اگرچہ اسرار کے خزانے کا مخزن تو ہی ہے

۶۔ اس کی قباب غیرت تیرے جمال کا پردہ بنی تو ہی صدف علم کا مخفی گوہر ہے -

۷۔ اہل صفا کی صف میں تو آج ہی عزیز نہیں ہوا بلکہ تیری عظمت کا پرچم تو

آستانہ ازل پر سربلند ہے

۸۔ کون و مکان لاہوت کے مخفی خزانوں کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے اس لیے تو پردہ میں پنہاں ہے

۹۔ اے علائی اگر اس حال سے تو حیرت میں ہے تو امید منقطع نہ کر کہ احسان و لطف کا وقت ہے

ایک اور موقع پر جناب سیادت نے فرمایا ۔ جو کچھ امام علیؑ زین العابدین کو دیا مجھے عنایت کیا گیا ۔

جناب علی زین العابدین کی صفت ان کے مبارک لقب سے واضح ہے ۔
حضرت جابروں کے خوف سے ہمیشہ منزل بمنزل سفر کرتے رہے ، صغر سنی میں آپ کو چاہ زندان میں رکھا گیا آپ کے محب قید خانے سے آپ کی مناجات سنتے تھے ۔شعر

الا ایھا المامول فی کل حاجۃ
رجوتک فاکشف ضربائی و فاقتی

الا یا رجائی انت کاشف کربتی
فھب لی ذنوبی کلھا واقض حاجتی

ترجمہ ۔ اے کہ ۔ تمام حاجتوں میں میری جائے امید ، میں نے تیری ذات سے توقعات وابستہ کیں پس تو ہی میری مشکلوں کا مداوا کر اور فاقہ (درویشی) کو ختم کر اے میری امیدوں کے مرکز تو ہی کرب کو دور کرنے والا ہے پس میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور میری حاجت برلا

ایک دوسرے موقع پر آپ نے حالت غیرت میں فرمایا کہ اس زمانے میں مجھے کسی نے نہیں پہچانا لیکن میری وفات کے سو سال بعد ایسے طالب ہوں گے جو میرے رسالوں سے فائدہ حاصل کریں گے اور میری قدر منزلت سے آگاہ ہوں گے ۔

عوام اولیاء کے بعد " خواص مومنان " کا مرتبہ ہے جیسے زاہد ،عابد و تائب اہل توبہ ہزاروں ہیں ، دنیا میں اولیاء اور اہل توبہ کی بقا " بدل " کے طریقے سے ہے ۔ منقول ہے کہ روزانہ جب سورج مشرق سے نکلتا ہے تو ہزاروں آدمی توبہ کرتے ہیں اور غروب ہونے تک سب توبہ شکنی کرتے ہیں سوائے ایک تائب کہ ، اللہ تعالیٰ محمد

اور ان کی آل کے صدقے ہمیں کمال توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیاء کے احوال

بعض اولیاء اللہ تجلی ذات پاتے ہیں بعض کو تجلی صفات اور بعض کو تجلی افعال حاصل ہوتی ہے ان گروہوں میں سے ہرگروہ کو خاص ذوق اور شرب ملتا ہے ' انہیں کائنات کی آوازوں میں سے ہر آواز ' کلمات میں سے ہر کلمہ ' حرکات میں سے ہر حرکت ' افعال میں سے ہر فعل اعتقادات میں ہر عقیدہ ' ذرات موجودات میں سے ہر ذرہ ' حروف میں سے ہر حرف سے بکثرت ' ذوق اور فہم نصیب ہوتا ہے کیونکہ یقیناً ذرات میں سے ہر ذرے میں حقیقت ذات اپنی تمام صفات ' اسمائے عظیمات اور افعال موثرات کے ساتھ جاری و ساری ہے اسی لیے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ہرذرہ یہ قابلیت رکھتا ہے کہ اس میں تربیت سے کمالات ظہور پذیر ہوتے ہیں ' چونکہ انسان کی قابلیت (قبول کرنے کی استعداد) زیادہ روشن ' جامع اور واضح ہے اس لیے وہ تنزلات کے اول و آخر کے ظہور کامظہر ہوتا ہے۔

حضور نبی محترم کا ارشاد گرامی ہے

"ان اللہ خلق آدم و تجلی فیہ "

بے شک اللہ تعالٰی نے آدم کو خلق کیا اور اس میں تجلی کی پھر فرمایا

" ان اللہ خلق آدم علی صورتہ و فی روایتہ علی صورۃ الرحمٰن "

بے شک اللہ تعالٰی نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اور بعض روایتوں میں ہے رحمن کی صورت پر لازما انسان ' انسان کبیر کا روشن آئینہ ہے کیونکہ صورت الہیہ 'ذات 'صفات ' اور افعال کے سوا اور کچھ نہیں عالم کبیر کی جلاء ' ذات ' صفات اور افعال کے سوا اور کچھ نہیں کیونکہ ذات جب "موجد" کے اسم سے تجلی کرے تو وجود حاصل ہوتا ہے ' جب اسم "محی " سے تجلی کرے تو موجود " حی "بن جاتا ہے ' جب "تقدیر " سے تجلی کرے تو " حی قادر" ہوتا ہے جب " مبقی" کے اسم سے تجلی کرے تو وہ "قادر"باقی ہوجاتا ہے جب " ملیمی"سے تجلی کرے تو " باقی عالم " بن جاتا ہے جب اسم " مریدی

" سے تجلی کرے تو عالم " مرتاد " ہوجاتا ہے ، جس اسم سے وہ جلوہ پزیر ہوگا مجلی اسی اسم سے مستفیض ہوگا۔

آئمہ اسماء اللہ

حیات ، علم ، ارادت ، قدرت ، سمع ، بصر ، کلام ائمہ اسما اللہ ہیں غیرائمہ اسماء اللہ کو جس طرح بھی باہم ربط دیں ، عقل انہیں قبول کرتی ہے کیونکہ اسماء اللہ بلکہ تمام موجودات کو حقیقت میں ترتیب نہیں اگرچہ کشف ، عقل اور حس ترتیب سے ادارک کرتے ہیں کیونکہ سلوک میں تربیت سے حجاب ختم ہوجاتا ہے جب مقام تحقیق پر فائز ہوں تو ترتیب آنکھ سے ختم ہوجاتی ہے عقل کلیات کا ادراک کرتی ہے ،حس جزائیات کو پاتی ہے ، طیب اور مکروہ میں امتیاز کرتی ہے ۔بعض ہمیشہ صحو میں ہوتے ہیں انہیں کبھی سکر نہیں ہوتا ۔ جبکہ بعض ہمیشہ "سکر" کی حالت میں ہوتے ہیں انہیں کبھی محو نہیں ہوتا ، بعض کو سکر ہوتا ہے لیکن پھر "محو" میں آجاتے ہیں ۔شہود ذات کی کیفیت دنیا میں کسی حد تک سہل لمعات اور روشن تجلیات پر مشتمل ہوتی ہے شہود صفات کی دوامی کیفیت مختلف ہوتی ہے صفاتی سکر ، شہود ذاتی سے زائل ہوجاتا ہے شہود ذاتی میں بھی سکر ہوتا ہے مگر جلد ختم ہوجاتا ہے کیونکہ شہود ذات کی حالت کو دوام نہیں ہوتا ۔ اس شہود کے ابدی ہونے کا آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اس شہود میں دوام سے مراد "مقام محمود" ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں یہ دعا وارد ہے ۔

"اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلوۃ القائمۃ آت محمدًا الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد (۴۴)

ترجمہ ۔ اے بار الہا ! اس دعوت تامہ اور اس کے اثر میں قائم ہونے والی نماز کے رب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا انہیں فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے ہمیں قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور کر بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا یہ دعا اذان کے بعد پڑھنی چاہیے۔

تمکین کے بعد دوام شہود کی کیفیت متفقہ ہے کیونکہ اولیاء نے فرمایا ہے کہ ہم ہمیشہ حق تعالیٰ کے مشاہد ہیں، بعض نے کہا کہ اگر ایک لحظے کے لیے بھی محجوب ہوں تو مرتد ہو جائیں۔

بعض نے کہا کہ لحظے بھر کے لیے بھی محروم ہوں تو مرجائیں۔

یہ دوام شہود کی حالت، تجلی افعال کے شہود کے علاوہ نہیں کیونکہ شہود تجلی صفات میں اختلاف ہے اس لیے تجلی صفات میں دوام حال بیان کیا گیا ہے، کتابوں میں مسطور ہے کہ بعض کو ہمیشہ شہود حاصل ہوتا ہے بعض کو تین روز تک رہتا ہے ممکن ہے کہ بعض دن رات میں ستر ہزار بار مشاہدہ کریں اور بعض کبھی کبھی۔

مواہب اولیاء

اہل وصول کے "مواہب" بھی متفاوت ہوتے ہیں، بعض کو ملکوت ارضی پر تصرف عطا کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ کو پتھروں سے پانی جاری کرنے کا معجزہ ملا بعض کو ملکوت ہوا پر تصرف حاصل ہوتا ہے جیسے سلیمانؑ کو بعض کو ملکوت سماوی پر تصرف ملتا ہے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شق قمر کا معجزہ ملا۔ بعض کے کمال تصرف کی حد یہ ہے کہ اس کی ایک نگاہ سے قابل مرد کامل بن جاتا ہے ایسے کامل کا وجود کیمیا سے بھی زیادہ گرانقدر ہے کیونکہ ان کی تعداد نہایت قلیل ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی نگاہ سے متاثر ہو کر کہا۔

لما ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدری کانی انظر الی اللہ (۴۵)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر مارا، ایسے لگا کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں

بعض ایسے صاحبان نظر ہیں کہ اگر وہ کسی قوم کی طرف نگاہ کریں اور اس قوم سے ناخوش ہوں تو اسی ایک نظر سے وہ قوم دوزخ میں جائے گی اگر ان سے خوش

ہوئے تو اسی نظر کی بدولت بہشت میں جائیں گے ۔
زمان و مکان کا طے ہونا بھی ان کے مواہب میں سے ہے ۔
مقام وھب میں جس طرح کا بھی تصرف کرنا چاہیں ' ہوگا اگر کبھی سوال کریں ' مانگنے والے کے لیے خیر ہو تو فوراً قبولیت ہوگی وگرنہ تاخیر ہوگی حتیٰ کہ اپنے وقت پر اجابت دعا ہوگی ' لبیک عبدی (میرے بندے میں حاضر ہوں) تو کبھی بھی تاخیر نہیں پاتی ۔ حدیث میں اس طرح ہے کہ اگر سمجھیں تو اجابت دعا میں تاخیر مانگنے والے کے لیے عین سعادت ہے کہ بعض اوقات مطلوب کا طالب کو مل جانا مضرت کا باعث ہوتا ہے اور اسے علم نہیں ہوتا ۔

مختلف کاملین کے احوال ' مقام سوال میں مختلف ہوتے ہیں ' بعض سوال نہیں کرتے جیساکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جبرئیل سے کہا تھا ۔

" واماالیک فلا حسبی من سوالی علمہ بحالی " (۴۸)

اور تم سے نہیں جس سے سوال ہے وہ میرے حال کو بہتر جانتا ہے اور کافی ہے ۔
عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ۔ پچاس سال ہوئے کہ میں نے کوئی دعا نہیں کی ' کسی کے لیے کرنا بھی نہیں چاہتا۔

بعض ابتلا کے آغاز میں سوال نہیں کرتے لیکن آخر میں سوال کے متقاضی ہوتے ہیں پس انہوں نے سوال کیا اور پالیا ۔ جیساکہ حضرت ایوب صابر علیہ السلام ۔ بعض عجلت کی بناء پر سوال نہیں کرتے بلکہ فرمان " ادعونی " (۴۷) (تم مجھ سے مانگو) کی تعمیل میں طلب کرتے ہیں ' بعض احتیاط اور امکان کی بناء پر مانگتے ہیں ۔ اسی لیے ہے کہ بعض نہیں جانتے کہ ہر زمانے میں ان کی استعداد کس امر کو قبول کرنے کی اہل ہے بلکہ استعداد قبول فیض میں امتیاز نہیں کرتے ' بعض جانتے ہیں کہ ہر زمان ان کی استعداد کس امر کو قبول کرنے کا قابل ہے یہ گروہ اہل حضور کے کاملین کا ہے جو سوال کرنے سے گرمیوں کے پھل سردیوں میں ظاہر کرتے ہیں ' ریت سے تیل نکالتے ہیں اگر ہمت کریں تو جو مشرق میں ہے اسے مغرب میں لے آتے ہیں ۔
اس تبدیلی (تصرف و تبدل) کی حکمت یہ ہے کہ محققین کے نزدیک تمام

اشیاء ہر لحظہ بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ متکلم کے بیانات ' لازما جب محقق کی ہمت اس خلق جدید کے قرین ہوتی ہے تو وہ جہاں چاہے اسے ظاہر کرلیتا ہے اور مسخ بھی اسی کے تحت ہے ملا ئکہ کا مختلف صورتوں میں ممثل ہونا بھی اسی حکمت کے تابع ہے ۔

جان لے کہ اولیاء کی دعاوں کی قبولیت متفاوت ہے کیونکہ بعض کی دعا فورا شرف قبولیت پاتی ہے ' بعض کی ایک ماہ تک معرض التوا میں رہتی ہے بعض کی دعا ایک سال تک موخر رہتی ہے ' اللہ کے ہاں اس کے قدر مرتبہ کے مطابق اس سے کم یا زیادہ مدت بھی ہوسکتی ہے ۔ یہ دعا قولی نہیں ہوتی بلکہ دل میں نیت ہوتی "" رب افعل کذا وکذا " یعنی اے رب اس طرح کر 'اس طرح کر 'قلبی دعا کی دلیل ہے ۔

جس طرح عوام کو فرسودہ وسواس ' لسانی اذکار' انسانی شخصیت کی زیارت ہوتی ہے ' اسی طرح خواص کو بھی ارواح کی زیارت ہوتی ہے مکالمہ بھی ہوجاتا ہے کبھی ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص زائر سے ملا بھی نہ ہو 'زائر کا وقار اس میں ظاہر ہوجائے اور زائر کی آمد کا یقین ہوجائے ' بعض حالات میں ارواح ' صاحب ہمت ولی کے پاس حاضر ہوتی ہیں اس کی ہمت پر منحصر ہے کہ وہ احیاء ' اموات ' انبیاء ' اولیاء ' شہداء اور دیگر لوگوں کی روحوں میں امتیاز کرے ۔

بعض اولیاء ہوا میں پرواز کرتے ہیں جیسے ابدال ' ابرار مقربین ' سیاح ' حضرت خواجہ اور قطب علیہم السلام طیران میں سے ہیں بعض اولیاء ایک دن میں سات سو قرآن ختم کرتے ہیں ' بعض ایک لحظہ میں ہزار قرآن پڑھتے ہیں ' روا ہے کہ یہ ختم لفظی ہو یہ بھی روا ہے کہ معنوی ہو یہ عنایت تو عالم قدرت کی جانب سے ہے

" واللہ علی کل شی قدیر " اور اللہ ہرچیز پر قادر ہے

بعض کو تصرف عطا ہوتا ہے مگر وہ کرتے نہیں ' بعض پر عجز اس طرح طاری ہوتا ہے کہ نور احدیت کے غلبے کی بناء پر حروف مقطعات کو فراموش کردیتے ہیں ۔

لا تدعنی الا بیاعبدہ فان العبد اشرف اسمائی (۴۹)

مجھے نہ پکارو مگر اس کا بندہ کہہ کر کہ عبدہ میرا سب سے اشرف نام ہے ۔

مجنون مجذوب کو فیض نہیں ملتا سوائے ناقص استعداد کے کیونکہ وہ ہمیشہ دل کی جانب متوجہ رہتا ہے ' ہیئت کو متنبہ کرتا ہے پاک رو ہوتا ہے اگر پاک رو نہ ہو تو انتباہ باطل

ہو جائے گا اسے کوئی نور نہیں ملے گا۔ لیکن مادر زاد مجنوں اور مخبوط الحواس مجنوں کو
انتباہ بے فائدہ اور لاحاصل ہے۔

اقسام ولایت

اے دوست جان لے کہ بعض کی ولایت متعدی ہوتی ہے تاکہ وہ دوسروں کی راہنمائی کرے، بعض کی ولایت متعدی نہیں ہوتی بلکہ عقیم ہوتی ہے، ولایت خاصہ، حق تعالیٰ کی تجلی ذات، تجلی صفات، افعال کے شہود سے مخصوص ہوتی ہے، شہود ذات کے ولی کو اخص، شہود صفات کے ولی کو خاص، شہود افعال کے ولی کو عام کہتے ہیں۔

ولایت دو قسم کی ہوتی ہے۔ عطائی اور کسبی

عطائی وہ ہے جو اچانک مخفی جذبے سے مجذوب ولی کمال کو پہنچے، اس سے قبل کے آغاز میں کوئی آگاہی پائے اور یہ ولایت نادر ہوتی ہے

کسبی ولایت وہ ہے جو واضح اور روشن مجاہدوں سے حاصل ہو اگرچہ یہ بھی باطن کے جذبہ خفیہ سے حاصل ہوتی ہے، لیکن جس میں جذبہ مجاہدے پر سبقت کرے اسے مجذوب، محبوب، مراد، معصوم اور محفوظ کہتے ہیں جو کچھ وہ کرے اس کے لیے مواخذہ نہیں ہوتا کہ کل ما فعلہ المحبوب فھو محبوب یعنی محبوب جو بھی عمل کرے وہ محبوب ہوتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا یہ مقام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر (۵۰)

بے شک ہم نے آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتح مبین عطا کی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے

تمام انبیاء مجذوب سالک ہیں، اولیاء بعض مجذوب سالک ہیں اور بعض سالک مجذوب بعض مطلق۔ یقیناً ولایت جذبے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی حضوصا اہل ارشاد کی اگر جذبہ حقیہ، قاطعہ نہ ہو تو ارشاد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" (۵۱) یعنی شیخ اپنی قوم ایسے ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں، نیز فرمایا کہ

"ذرۃ من اعمال الباطن خیر من اعمال الظاہر کالجبال الرواسی" (۵۲)

باطن کا ذرہ بھر عمل پہاڑ برابر ظاہری عمل سے بہتر ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ

جذبتہ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین (۵۳)
ترجمہ - جذبات حق میں سے کوئی جذبہ عمل ثقلین کے برابر ہے
کسبی ولایت جو پر نور مجاہدوں سے حاصل ہوتی ہے شیخ مامون جو رشدو ہدایت کرتا ہے ' کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ' شیخ مامون وہ ہے جو شریعت کا عالم طریقت سے آگاہ اور حقیقت کا شناسا ہو ' کیونکہ شریعت - رسول کا فرمان ' طریقت - رسول کا عمل اور حقیقت - رسول کا حال ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔
الشریعتہ اقوالی و الطریقتہ افعالی و الحقیقتہ احوالی فی روایتہ حالی (۵۴)
نئی شریعت میرے اقوال ' طریقت مے افعال اور حقیقت میرے احوال ہیں اور بعض وایتوں میں حال ہے -

آداب خلوت و ذکر

اس فقیر نے جناب سیادت سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ رسول محترم ملی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال اور احوال نجات کا باعث ہیں مگر طریقت کے ساتذہ نے تعین کیا ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے کون سے قول اور عمل سے لایت خاصہ کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ سید الطائفہ جناب شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ آٹھ چیزیں ہوں تو اس کو ولایت کا حصول ہوتا ہے -

- ہمیشہ عوام سے خلوت میں ہونا۔
۲- ہمیشہ کامل وضو ہو -
۳- ہمیشہ روزہ قلیل طعام کے ساتھ
۴- خالق انام کے ذکر کے علاوہ خاموشی -
۵- ہمیشہ اللہ ذوالجلال والاکرام کا ذکر کرنا -
۶- دل کو ہمیشہ اچھائی اور برائی سے پاک رکھنا۔
۷- ان اوصاف سے متصف شیخ سے ہمیشہ ربط قلب رکھنا -
۸- اللہ حکیم و علیم کی ذات باری پر ہمیشہ ترک اعتراض کرنا

جب خلوت اختیار کرے تو لازم ہے کہ ادب کا بہت خیال رکھے کیونکہ ذاکر

خدائے تعالی کا ہم نشین ہے ' اللہ تعالی سے روایت کرتے ہوئے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

انا جلیس من ذکرنی (۵۵) جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں ۔

بعض اولیاء نے خلوت میں اچانک اپنے پاوں دراز کرلیے اور پھر ہاتف غیبی سے سنا کہ آیا بادشاہوں کے سامنے ایسے ہی بیٹھتے ہو ۔ جو کوئی آداب خلوت مد نظر نہ رکھے ' خلوت کی ہیبت اسے خلوت خانے سے باہر نکال دیتی ہے کیونکہ خلوت کی ہیبت ' فردانیت کی مانند ثابت ہے ' جب خلوتخانے میں جائے تو باوضو پورے ادب کے ساتھ قبلہ رخ دو زانوں یا آلتی پالتی مار کر بیٹھے کیونکہ یہ بہتر ہے چار زانو ہو کر بیٹھنا حافظ وضو ہے اور دس بار کہے ۔

" اللھم صل علی محمد و آل محمد "

چالیس بار کہے ۔ یا خیرالفاتحین

پھر سورہ فاتحہ اور یہ دعا پڑھے ۔

" رب اعنی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک و توفیق طاعتک وا جتناب معصیتک یا رب ھب لنا من لدنک رحمتہ انک انت الوھاب وصل علی محمد و آلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین "

ترجمہ ۔ اے پرودگا مجھے اپنے ذکر میں مشغول رکھ ' شکر اور حسن عبادت پر قائم رکھ اپنی طاعت کی توفیق دے ' معصیت سے اجتناب کی ہمت عطا کر اے رب ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرما کہ تو ہی سب سے زیادہ عطا کرنے والا ہے محمدؐ پر اپنی رحمتوں کے صدقے میں سلامتی نازل فرما اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ۔

پھر شیخ سے استمداد کرے اور ذکر " لا الہ الا اللہ " میں مشغول ہو ' اثبات کے بعد ہمیشہ شیخ کو خاطر میں رکھے سوائے جب ذکر کا غلبہ ہو اس ذکر کو ہمیشہ اپنا وظیفہ بنائے کہ یہ افضل الذکر ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

" افضل العبادات الذکر و افضل الذکر لا الہ الا اللہ " (۵۷)

بہترین عبادت ذکر ہے اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے

" چہار ضرب " ذکر کی کیفیت یوں ہے کہ ناف کے برابر سر نیچے لائے ' پھر کلمہ " لا " کہے سر سیدھا کرے مد طویل کے ساتھ " الہ " کہے دائیں جانب سر سے اشارہ کرے

اور " لا " کہتے ہوئے دوبارہ سر سیدھا کرے اور مدطویل کے ساتھ " اللہ " ہے اور دل کی طرف اشارہ کرے جو بائیں طرف ہے لازم ہے کہ ایک ہی سانس میں ان کلمات کو برابر کہے ' اگرچہ بعض اولیاء وقت ذکر سانس کو روک لیتے ہیں مگر حضرت سیادت نے مجھے اسی طرح تعلیم دی ہے کہ

" ہر ذکر کو ایک سانس میں کیا جائے "

جب صورت ایمان جو " لا الہ الا اللہ " ہے کا اظہار زبان سے کرے تو لازم ہے کہ دل میں اس کے معنی ثبت کرے ۔ کہ میں خدا کے سوا کچھ نہیں طلب کرتا ' یعنی میرا مقصود صرف ذات خدا ہے لازم ہے کہ ذکر خفی کرے ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

فاذکروا اللہ کذکرکم آباء کم او اشد ذکرا (۵۸)

اللہ کا ذکر ایسے کرو جیسے اپنے آباء کا کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ محبت سے تاکہ بدن میں حرارت ذکر سرایت کرجائے ' شیطان اپنا تسلط ختم کرے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم الا فضیقوا محاربتہ بالذکر وفی روایتہ بالصوم (۵۹)

شیطان ابن آدم میں جریان خون کی مانند جاری و ساری رہتا ہے ذکر سے اسے شکنجے مین ڈالو بعض روایتوں میں ذکر کی بجائے " صوم " یعنی روزے سے ہے ۔

جب " ذکر " غالب آجائے تو ہر ذمیم اور مانع صفت سلطان ذکر سے ختم ہوجاتی ہے ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

" ولذکر اللہ اکبر " (۶۰) اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے ۔

لیکن سلطان ذکر نصیب نہیں ہوتا جب تک ذکر میں دوام اور معنی ذکر میں حضوری نہ ہو ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

و داو موا علی الذکر فانہ مفتاح الخیرات (۶۱)

ذکر میں مداومت کرو کہ یہ نیکیوں کی کلید ہے ۔

" حضور " کے بغیر ذکر کا فائدہ تزلزل وجود ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ کبھی کبھی نیند میں دیکھے کہ نور اس پر سامنے سے اترتا ہے یا پیچھے سے اس تک پہنچتا ہے ۔ انتہائی خوف

یا اضطرار کے عالم میں " لا الہ الا اللہ " کہے ، کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ نور دکھائی نہ دے لیکن وجود میں کپکپی طاری ہو ، بیداری کے عالم یا نیند میں لیکن اس کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ دوام ذکر میں " حضور " ہو کیونکہ گناہگار اور غافل دل کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

" ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ " (۶۲)

تم اللہ کو پکارو اور قبولیت کا یقین رکھنے والے رہو۔

" واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب لاہ " (۶۳)

اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (۶۴)

بے شک اللہ تعالیٰ متقین کی دعا قبول فرماتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

التقوی ھھنا واشار الی صدرہ (۶۵)

آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر متقیوں سے اور حدیث کی فارسی یہ ہے کہ تقوی یہاں ہے اور حضور نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ تقوی سینے میں ہے یعنی یہ ہے کہ دل میں خدائے و دودو کے سوا کچھ نہ ہو اور جو کچھ غیراللہ ہو اسے دل سے نکال دے۔

اس فقیر نے جناب سیادت سے پوچھا کہ حضور کیا ہے جواب فرمایا کہ جان لو " اللہ کہنا " اللہ دیدن " کے مترادف ہے یا آنکھ سے خون بہانا یا آنسو ٹپکانا یا تکلف سے وجد پیدا کرنا ، کیونکہ اگر وجد نہ بھی ہو تو صدق اور اخلاص سے وجد طاری کرنے سے وجد کا عادی ہوجائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے گمان کو سچا کردے گا رب عزوجل سے بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

" اناعند ظن عبدی بی " (۶۶) میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خدائے عزوجل کی راہ کے سالک کے لیے سب سے مشکل شرط نفی خاطر ہے اولیاء قدس اللہ اسرار ھم فرماتے ہیں۔

" آخر ما یدخل من الصفات حب الجاہ وھو آخر مایخرج من رؤوس الصدیقین " ۶۷

یعنی صفات میں سب سے آخر جو داخل ہوتی ہے وہ حب جاہ ہے اور وہ صدیقوں کے

ذہن سے بھی سب سے آخر میں نکلتی ہے ۔
اس بات کی توضیح یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ مقام نفس میں ہوتا ہے ، کیونکہ حیوانوں میں سے ایک حیوان ہے جو کھانے پینے کے سوا کچھ نہیں جانتا ، بعد میں بتدریج باقی صفات اس میں پیدا ہوتی ہیں جیسے شہوانی ، غضبانی قوتیں ، حرص ، حسد ،بخل وغیرہ جو صفات کمالیہ کے حجاب ہیں ۔
عقل کے ظہور کے بعد انسان کو " جاہ " سے زیادہ کوئی صفت عزیز نہیں ہوتی لازما اس میں حب جاہ ہویدا ہوتی ہے ، جاہ کے اسباب و ذرائع مین سے علم سے زیادہ اعلی اور کسی سبب کو نہیں سمجھتا ،پس اگر میسر ہو تو طلب علم میں پیشقدمی کرتا رہے ، اور علوم کی دو قسمیں ہیں ۔ شرعی اور عقلی ۔

شرعی ☆
جو لازمی اور کسبی ہے ضروری علوم کا حصول بھی فطری ملکہ (غریزہ) سے ہوتا ہے

کسبی ☆
کسبی علم کا حصول تعلیم اور استدلال سے ہوتا ہے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ۔

رایت العقل عقلان فمطبوع و مسموع "
ولا ینفع مسموع اذا لم یکن مطبوع
کما لا ینفع الشمس ونور العین ممنوع

یعنی عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کو مطبوع کہتے ہیں دوسری کو مسموع ، مسموع کا فائدہ نہیں ہوتا جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے جس طرح سورج کی روشنی کا اس آنکھ کے لیے کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو دیکھ نہ سکے
پہلی سے مراد ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق
" خلق اللہ خلقا اکرم علیہ من العقل " (۶۸) اللہ تعالٰی نے عقل کو مکرم بنایا ہے ۔
اور دوسرا یعنی مسموع سے مراد حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی کرم

اللہ وجہہ سے کہے گئے فرمان کی روشنی میں یہ ہے

اذا تقرب الناس الی اللہ بابواب البر فتقرب انت بعقلک

جب تو راہ خدا میں نیکیوں کی بناء پر لوگوں سے تقرب کرے تو اپنی عقل کی بناء پر تقرب کر

اس طرح توفیق عطا کی گئی کہ تقرب علوم مکتسبہ کے بغیر ممکن نہیں علوم عقلی ایک اور اعتبار سے منقسم ہوتے ہیں دنیاوی اور اخروی پر دنیاوی علوم جیسے طب 'حساب ' جیومیٹری ' فلسفہ ' صرف و نحو ' صناعات وغیرہ اخروی علوم مثلا آفاق اور قلب کے احوال اعمال کی آفات کا علم ' اللہ تعالٰی کی ذات ' صفات اور احوال کا علم غالبا دنیاوی اور اخروی علوم باہم متنافی ہیں حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" انتم اعلم بامور دنیاکم " دنیا کے کاموں کے تم سب سے بڑے عالم ہو -

حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

اکثر اھل الجنتہ بلہ اکثر اھل جنت نادان ہیں -

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا اور آخرت کی تین مثالیں دی ہیں

" ھما کفتی المیزان و کالمشرق والمغرب وکالضربین " (۴۲)

میزان کے دو پلڑوں کی مانند ' مغرب و مشرق کی طرح اور اور دو ضربوں کی مانند ہیں

حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -

العلم علمان علم ثابت بالقلب وھو العلم النافع وعلم باللسان وھو حجتہ اللہ فی عبادہ

(۴۳) یعنی علم کی دو قسمیں ہیں - علم جو دل پر ثبت ہو اور یہی علم نافع ہے علم جو زبان سے تعلیم دیا جائے اور وہ لوگوں پر اللہ کی حجت ہو - ظاہری علوم جیسے تفسیر ' حدیث اور فقہ ہیں باطنی جیسے تصوف جو صوفی صافی کے دل کی تختی پر قلم الہی سے فیضان کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

علم الباطن سر من اسرار اللہ و حکم من حکم اللہ یقذفہ فی قلوب من یشاء من اولیاۂ (۴۴)

یعنی علم باطن اسرار الہی میں سے ایک سر ہے حکم الہی میں سے ایک حکم ہے اپنے اولیاء میں سے جس کے دل پر وہ چاہے نازل فرمائے قلم اللہ تعالٰی کی خلقت میں سے ایک تخلیق ہے جو دلوں میں علوم کے نقش کا ذریعہ ہے - نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں -اول ما خلق اللہ القلم (۷۵)
سب سے پہلے اس نے قلم کو خلق کیا (کشاف میں قلم سے مراد نفس کل ہے قلم بصیرت کے لیے ایسے ہے جیسے سورج بصارت کے لیے' چونکہ اللہ تعالٰی کی ذات صفات' مخلوق کی ذات' صفات سے مشابہہ نہیں اسی طرح اللہ کا قلم مخلوق کے قلم کے مشابہ نہیں ہے لازما بصیرت اور بصر کے درمیان موازنہ تمام ظاہری اور باطنی جہتوں سے ثابت ہے سوائے عظمت و شرف کے' بصیرت سواری کے مانند ہے بصارت سوار کی مثل ہے سواری کا اندھاپن سوار کے اندھے ہونے سے زیادہ مضر ہے' یقینا ہر صاحب بصیرت کو جو کچھ بصیرت اور بصارت کے موازنے سے کشف ہوتا ہے دلکش اور لطیف انداز مین بیان کرے اور باطن کی ظاہر سے مطابقت کرے جیسا کہ فرمایا گیا ہے -ماکذب الفواد مارای (۷۶)
ترجمہ - جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اسے جھوٹا نہ جانا-
وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض (۷۷)
اسی طرح ہم نے ابرہیم کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھلائے
یہاں پر مراد رویت بصیرت ہے نہ کہ رویت بصر' اس کے ادراک کے برعکس فرمایا کہ
" فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور " (۷۸)
پس آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہوتے ہیں
لازما عقل غذا کی مانند ہے اور شرع دوا کی مثل ہے اگر دوا سے فائدہ نہ ہو تو بیماری غذا سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے' پس جو کوئی عقل پر اکتفا کرے اور شرع کو تسلیم نہ کرے' خسارے میں ہوگا' جو کوئی عقل و شرع میں توافق ثابت نہ کر سکے احتمال ہے کہ اس کی بصیرت کے اندھے پن کی وجہ سے ہے نہ کہ عقل اور شرع میں تنقیص کی بناء پر' ایسا بھی ممکن ہے کہ کم فہمی کی وجہ سے دو شرعوں کے درمیان توافق سے عاجز ہو تو وہ شرع اور عقل کے درمیان تطابق کیسے کر سکتا ہے - نظم

آنجاکہ تو بی دوے نماید	آنجا ھمہ جز یکی نشاید
پندار خود ازمیانہ بردار	توحید تو ترک تست بشدار
از خود بخدا مرو بتاویل	توجیہ مکن بوجہ تمثیل

ز نہار بحث قیاسی   غرہ نشوی بحق شناسی

ترجمہ -

۱- جہاں پر تجھے دوئی نظر آتی ہے وہاں ایک کے سوا کوئی نہیں ہوتا
۲- اپنی سوچ درمیان سے ختم کردے اے صاحب فہم تیری توحید خود کو ترک کرنا ہے
۳- خود سے تاویل نہ کر تمثیل سے توجیہ نہ کر۔
۴- کبھی بھی قیاسی حجتوں سے حق شناسی کا دعوی نہ کر۔

اگر اللہ تعالٰی اس کی دستگیری کرے ' نیند کی غفلت اور شہوت کی ظلمت سے نکال دے ' شعور کے نور سے معلوم کرے کہ اس ادنی مرتبے سے اوپر مراتب عالی ہیں ' لذات فانیہ کے بعد لذات باقیہ ہیں تو وہ اللہ تعالٰی کی ذات کے علاوہ اشتغال سے توبہ کرے اور سلوک کی طرف متوجہ ہو۔

نظم

علمی کہ خدای دان شوی تو   انیست کجا ھمی دوی تو
آن علم طلب کہ باتو ماند   آن دم کہ تراز تو رھاند
این علم فریضہ تانخوانی   تحقیق صفات حق ندانی

ترجمہ -

۱- وہ علم جس سے تو خدا شناس ہوسکتا ہے یہی ہے تو کہاں تک و دو کررہا ہے
۲- وہ علم تلاش کر جو تیرے ساتھ رہے اور پھر تجھے تیرے دام سے نجات دلائے
۳- یہ علم فریضہ جب تک حاصل نہیں کرے گا ' صفات حق کی تحقیق نہیں جان سکتا ہے۔

انوار ذکر

جب سالک مذکورہ شرائط کی ہمیشہ بجا آوری کرے گا ' اس کے باطن میں کثیر انوار پیدا ہوں گے آغاز میں انوار بجلیوں کی مانند ظاہر ہوں گے اور جلد ناپید ہوجائیں گے انہیں لوائح کہتے ہیں ۔ اس کے بعد باطن میں انوار جلد تیزی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں ' ایک وقت ' دو وقت 'تین وقت میں قائم رہتے ہیں انہیں لوامع کہتے ہیں ۔ جیسے چاند اور سورج کے انوار ان فوری انوار کے بعد جو انوار ضیا پاشی کرتے ہیں وہ دیر تک رہتے ہیں زیادہ ہوتے ہیں انہیں طوالع کہتے ہیں ۔

اس کے بعد ایسے انوار اٹھتے ہیں جن سے دل کو فرحت اور تازگی حاصل ہوتی ہے انہیں ”بوادہ مفرحہ متفترحہ“ کہتے ہیں ۔

ہواجم کمزور اور توانا بھی ہوتے ہیں ان سے اتنے کثیر عجائبات ظہور میں آتے ہیں کہ شمار نہیں کئے جاسکتے ' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا

اور تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ان کا احصاء نہیں کرسکتے

فتح بصیرت پہلے آنکھ سے ہوتی ہے پھر چہرے سے پھر سینے سے اس کے بعد تمام بدن سے ' سالک فتح بصیرت کے بعد ایک نورانی شخص کو دیکھتا ہے جو سلوک کے آغاز میں سیاہ حبشی کی مانند دکھائی دیتا ہے اس نورانی شخص کو شیخ الغیب ' میزان الغیب ' مقدم الغیب ' مراۃ الغیب اور شاھد الغیب کہتے ہیں ' وہ نورانی شخص سالک کی خدابین آنکھ ہوتی ہے بلکہ حقیقی سالک ہی وہی ہے ' انوار کے ظہور کے بعد خانہ دل کے اغیار سے معمور پاتا ہے یہ اغیار شیطانی 'نفسانی اور بشری وجود سے عبارت ہوتے ہیں ۔

وجود چار چیزوں سے مرکب ہوتا ہے وہ ظلمات متراکبہ ہیں وہ چار چیزیں پانی 'مٹی ' آگ ' اور ہوا ہیں جنہوں نے حقیقت انسانیہ کو ڈھانپ رکھا ہے اس پردے سے خلاصی ممکن نہیں جب ان اجزا کو کلیات تک پہنچایا جائے ۔ یعنی پانی اپنی صفت آبی کو ختم کرے ' مٹی صفت خاکی کو ' آگ صفت آتشی کو اور ہوا صفت بادی کو مٹادے ۔

پانی کی مذمومہ صفات ' شہوات 'نعمات ' لذات کی طلب ' طمع کی الوثت '
خباثت اور کاہلی ہیں پس آبی صفات کو اضداد میں بدل دے ' یہ اضداد عفت ' وقار '
جوانمردی اور استقامت ہیں جو نرمی ' رقت مرحمت ' لطافت طبع اور ظرافت پر منتج
ہوتی ہیں -

مٹی کی مذمومہ صفات کنجوسی ' سستی ' دناءت ذلت اور پستی ہیں ان صفات کو
اضدداد میں بدلے ' یہ اضداد بلند ہمتی ' رفعت درجات ' مروت ' سخاوت اور عزت
ہیں ان کا حاصل تواضع ' قناعت ' انکسار ' علم ' سکون ' اور وقار ہے -

آگ کی مذموم صفات - غضب '' غرور ' تیزی ' انکار ' استکبار ' حرص ' ہوس
' طمع اور حسد ہین پس ان صفات کو اضداد میں بدل لے ' یہ اضداد تحمل 'صبر 'سکون '
وقار ' محبت ' ایثار ' تسلیم ہے ' ان کا ثمرہ پاکبازی ' کفایت ' فہم و ادراک اور شجاعت
ہے -

ہوا کی قابل مذمت صفات 'تکبر ' تجبر ' عجب ' غرور پندار (خود ستائی) 'ریا '
حقد اور عداوت ہیں ان صفت کو اضداد میں تبدیل کرلے یہ اضداد تواضع 'تسلیم و
رضا ' اطاعت ' فرمانبرداری انتباہ ' صدق اور اخلاص ہیں ' ان کا حاصل ہمت ' عظمت
' امانت ' سلامت ' صدق اور محبت ہے

مائیت (پانی) سے عبور ہونے کی علامت ہے بہتے پانی بارش ندیوں 'چشموں '
سمندروں ' دریاوں اور نالوں کو دیکھنا ہے ' جب دیکھے کہ دریا عبور کررہا ہے ' اس میں
غرق ہوا اور نجات حاصل کی تو اس سے گویا مائیت ختم ہوئی اور اس کے اثرات سے
اس نے نجات پالی -

ترابیت (مٹی) پر غلبہ پانے کی علامت یہ ہے کہ کھنڈرات یا ان کے نشانات
کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ' ٹوٹی ہوئی دیواریں ' پانی کے کنوئیں ' چشمے دیکھتا ہے ' خط ترابی
کے فنا ہونے پر دیکھے گا کہ بہت سے بیابان طے ہوئے وہ بیابان اس کے زیر نگین
ہوتے ہیں پھر دیکھتا ہے کہ وہ کنوئیں میں ہے اور کنواں اس کے سر سے نیچے آتا ہے '
دیہات ' شہر ' سرائے دیکھے گا جو اس پر گزرے گا جو اس پر گزرتے ہیں اور ناپید
ہوجاتے ہین اس کے نیچے اس دیوار کی مانند ہیں جو دریا کے کنارے پر ہوتی اور دریا
میں گرتی اور غرق ہوجاتی ہے -

ناریت (آگ) پر عبور ہونے کی علامت ۔ پھیلتی ہوئی آگ ، جلتے ہوئے مکان شعلہ زن نیستان ، آگ بجلی اور کڑک کا نمودار ہونا ہے ، حظ ناری کے فنا ہونے پر دیکھتا ہے کہ آگ میں پڑتا ہے اور نجات حاصل کرتا ہے ۔

ھوائیت پر عبور حاصل کرنے کی علامت ہوا پر چلنا ، اڑنا ، ہواوں کا چلنا ، آسمانوں پر جانا یا اس سے ملتی جلتی کیفیات جو باطن سے ظاہر ہوتی ہیں ۔ خط ہوائی کے فنا ہونے پر ملاخطہ کرتا ہے کہ وسیع فضا ظاہر ہوئی اور فضا پر مصفا ہوا ہے ۔

جب عناصر کے ان مفرد جواہر پر عبور حاصل کرتا ہے تو اس کی سیر نباتات معاون اور مرکب عناصر پر ہوتی ہے ترکیب کی ظلمات کو زیادہ دیکھتا ہے جس قدر ترکیب زیادہ ہوں گی ، ظلمت بھی زیادہ ہوگی جب پہلی مرکبات عبور کرے جو کہ معاون ہیں تو اس کی ترکیب بیشتر ہوں تو ظلمات بھی شدید ہوں گی معاون سے جب نباتات میں پہنچے تو اس کی ظلمت واضح اور مکمل دیکھے گا

نباتات پر عبور حاصل کرنے کے بعد حیوانات اظلم پر پہنچے گا ؛ حیوانات سے عبور کے بعد انسان ظلوم " جھول " تک پہنچے گا اس سے ارتقا پاکر عالم غیب میں آئے گا کہ ملکوت ہے ملکوتی سے ترقی پاکر جبروت میں داخل ہوگا کہ عالم ارواح ہے ، جبروت سے ارتقا پاکر عظموت تک جائے گا کہ غیب الغیب ہے اور حبیب اللہ کی متابعت کے نور سے جمال جمیل کا جلوہ ہوگا جو عالم غیب و شہادت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول (۷۹)

کسی پر غیب کا ظہور نہیں فرماتا سوائے اپنے رسول میں جس کو منتخب فرمائے

وارث معرفت پر بھی حکم رسول اللہ کا اطلاق ہے " الا غیب خاص " جب معرفت ذات الہی کی ہو کیونکہ وہ " غیب خاص " خدائے تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ان اللہ ـعرف ذاتہ فقد (۸۰) بے شک اللہ ہی اپنی ذات کو پہچانتا ہے

اسی مقام سے انسان کامل کی فرشتوں پر اشرفیت عیاں ہے کیونکہ ملا ئکہ میں سے کوئی بھی حق تعالیٰ کے مشاہدے کے شرف سے مشرف نہیں ہوا ۔سوائے جبریل کہ ایک بار یا دو بار مشاہدہ حق تعالیٰ کی تجلی سے دار آخرت میں فیضیاب ہوگا ۔

اصطلاحات صوفیہ در اطلاق لفظ

صوفیا قدس اللہ اسرارھم مقامات ' احوال اور اذواق کے لفظی اطلاق کے لیے اصطلاحات رکھتے ہیں - یقیناً بعض کہتے ہیں کہ

ارادت ☆

اذواق اور احوال میں ترک عادت ہے بعض کہتے ہیں کہ ذات مطلق ' حق قدیم کی طلب میں فیضان قلب کا نام ارادت ہے ارادت کی حقیقت نور کا ظہور حق قدیم کی ارادت دل میں نورانی کی ضیاپاشی اور اس کی استقامت ہے مشائخ کے ساتھ مرید کی ارادت اسی سر کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ نور بلا واسطہ ارواح مقربین تک پہنچتا ہے مقربین کی روحوں کے توسط سے دوسری ارواح کو وصول ہوتا ہے پس ہر روح جو ان ارواح کے ذریعے فیضان نور وصول کرتی ہے اس واسطے کے خاندان سے دنیا میں ارادت رکھتی ہے -

خلت ☆

ایسی محبت ہے جو اپنی کمال کو نہ پہنچی ہو کیونکہ " اسم خلت " تخلل پر دلالت کرتا ہے تخلل دو کا متقاضی ہے محبت تین قسم کی ہوتی ہے -

اول محبت انسانیہ جو انسانی فطرت میں مرکوز ہے یہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے پہلی روحانی جس کا نتیجہ تالہ (حق پرستی) ہے علوم عقلی ' افعال خیر ' اخلاق مرضیہ جس میں مومن وکافر سب شریک ہیں -

دوسری نفسانی محبت جس کا نتیجہ شہوانی محبوب ہیں جیسے " نسا " " ابنا " "قناطیر مقنطرہ " سونے چاندی کے ڈھیر ' گھوڑے ' اونٹ ' کھیتی باڑی اور دنیاوی متاع ہے -

دوم - محبت ایمانیہ ☆

جو نور ایمان کا نتیجہ ہے جس میں ایمان کا نور زیادہ ہوگا اس کی محبت بھی زیادہ ہوگی اس محبت کی علامت دل میں موافقت کا غلبہ ہوتا ہے

سوم - **محبت ربانیہ** ☆

جو حق قدیم کی صفت ہے اس کا عکس دوستوں کے دل پر پڑتا ہے - اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے - یحبھم و یحبو نھم ؟

وہ اس سے محبت کرتے ہیں یہ ان سے محبت کرتے ہیں اس محبت کی علامت متابعت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرمایا -

" لن -تتقرب الی المقربون بمثل ما افترضت علیھم ولا یزال العبد -تتقرب الی بالنوافل حتی احبہ " (۸۲)

متقربون میں سے میرے قریب اس سے زیادہ کوئی نہیں جتنا کہ میں نے ان پر فرض کیا -

ایک بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں - باطینیہ کی علامت تمام احوال میں حق قدیم کا اختیار ہے ' محبت میں تفاوت ' عنایت الٰہی کے تفاوت کے مطابق ہوتا ہے اور دوام توجہ کا باعث ہے کیونکہ جس قدر ایمان زیادہ ہوگا 'محبت بھی زیادہ ہوگی یہی وجہ ہے انبیاء ' اولیائے کامل دولتمند خواتین سے محبت رکھتے تھے 'نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

کلماازداد العبد ایمانا ازداد حبا للنساء (۸۳)

جن بندوں میں ایمان زیادہ ہوتا ہے وہ عورتوں سے زیادہ الفت رکھتے ہیں

حدیث میں آیا ہے کہ آخرت میں اسی کا ایمان زیادہ کامل ہوگا جو دنیا میں ذکر حق تعالیٰ کثرت سے کرتے ہوں گے -

عشق ☆

سالک روحانی میں حد محبت میں تپش کا تجاوز کرنا ہے اسی لیے کہتے ہیں

العشق ھتک الاستار فی غلبتہ الاسرار (۸۴)

عشق غلبہ اسرار میں غیب کی پردہ دری ہے

کہتے ہیں کہ عشق لفظ " عشقہ " سے مشتق ہے عشقہ ایک بیل کا نام ہے جو اگر تھوڑی سی بھی درخت کو اپنی لپیٹ میں لے تو اسے خشک کردیتی ہے اسی لیے کہتے ہیں

ہو ' کہتے ہیں

الوقت سیف قاطع (۸۸) وقت تیز دھار تلوار ہے ۔
یعنی وقت کے خلاف عمل ممکن نہیں ۔

مقام ☆
زبان سیر میں استراحت کی منزل کو مقام کہتے ہیں جب تک پہلے مقام کا حق ادا نہ ہو دوسرے مقام پر عبور نہیں کرنا چاہیے ۔

حال ☆
ذوق و شوق ' بسط و قبض ' طرب ' وغیرہ کی کیفیتوں میں سے جو کیفیت دل پر طاری ہوا اسے حال کہتے ہیں ' کہا جاتا ہے کہ " الحال کالبرق سریع الزوال " یعنی حال بجلی کی مانند گزرتا ہے اگر باقی رہ جائے تو حدیث نفس ہے ' حال نہیں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک حال سے دوسر حال میں ترقی پاتے وہ حال جو پہلے سے اعلی ہوتا ہے تو استغفار کرتے کیونکہ ناقص سے مطمئن نہ ہوتے بلکہ ہمیشہ حال کمال کے طالب رہتے یہ حدیث انہی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" انہ لیغان علی قلبی حتی استغفراللہ فی یوم سبعین مرۃ " (۸۹)
میرے دل پر پردہ ہوتا ہے حتی کہ میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں ۔
بعض دوام حال کے قائل تھے جیسا کہ شیخ ابو عثمان جری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے میں مقام رضا پر ہوں ابھی اس مقام سے مطمئن نہیں ہوں بعض کہتے ہیں کہ جیسے حال کے بعد حال نصیب ہو وہ دایم الحال ہے اگر نہ ہو تو نہیں ۔

نفس ☆
الطاف غیب سے قلب کا راحت پانا ہے پس صاحب وقت مبتدی ہوتا ہے صاحب حال متوسط اور صاحب نفس منتہی ۔

۔ العشق نار فی الصدر تحرق القلب ۔ یعنی عشق سینے میں ایک آگ ہے جو قلب کو جلا دیتی ہے

اسرار ☆

عشق چون در سینہ منزل گرفت جان آن کس راز ھستی برگرفت

عشق جب سینے میں مقام کرلے تو انسان کی روح کو زندگی سے بے نیاز کر دیتا ہے یہ تپش جو بیاں کی گئی ہے، ملا ئکہ میں نہیں ہوتی ۔

فرد ☆

قدسیان را عشق ھست و درد نیست درد را جز آدمی در خور نیست

قدسیوں میں عشق ہے مگر درد نہیں، انسان کے علاوہ درد کے کوئی شایان شان نہیں عشق تمام خلائق کی بنیاد ہے، حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اول ما خلق اللہ العشق (۸۵) اللہ نے سب سے پہلے عشق کو تخلیق کیا ۔
درحقیت عشق لفظوں میں نہیں سما سکتا ہے حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

العشق لا محمود ولا مذموم (۸۶) عشق محمود ہے نہ مذموم

وقت ☆

زمان حاضر میں سالک جس حال میں ہو اسے کہتے ہیں، اگر سرور کی حالت میں ہو اسی کا وقت " سرور " ہوگا اگر حزن میں میں ہو تو اس کا وقت بھی " حزن " ہوگا کہتے ہیں کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے(۸۷)یعنی اس کا اشتغال وقت کے ساتھ ہے ماضی اور مستقبل کے ساتھ نہیں جو وقت کو ختم کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ صوفی وقت کے تابع ہے یعنی اس چیز کا مطیع و پابند ہے جو قضا و قدر اس پر اس وقت میں طاری

قبض و بسط ☆

قبض و بسط خوف ورجا کی مانند ہیں لیکن خوف اور رجا عوام و خواص کے لیے ہیں ' قبض و بسط صرف خواص کے لیے ہیں قبض کی حقیقت جلالی قبض کا وارد ہونا جو سالک کی تقصیر کی وجہ سے اس پر طاری ہوتا ہے تاکہ اس کی تادیب ہو اور بسط اس کی تکریم ہے

ہیبت وانس ☆

ہیبت وانس بھی قبض و بسط کی طرح ہیں - لیکن ہیبت قبض سے زیادہ شدید عتاب ہے انس ' بسط سے بڑھ کر تکریم ہے

وارد ☆

خواطر محمودہ میں جو کچھ دل پر بلا تامل نازل ہو' وارد کہلاتا ہے وارد سرور بھی ہوتا ہے وارد حزن بھی ہے وارد قبض بھی ہے اور وارد بسط بھی ہوتا ہے

تواجد ☆

سبب کی طلب میں اپنی ذات میں وجد کے اظہار کا نام تواجد ہے بعض نے اسے روا نہیں سمجھا مگر صحیح یہ ہے کہ روا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
" ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا " (۹۰) روو اگر رو نہیں سکتے تو رونے کی صورت بناو

وجد ☆

دل پر بغیر کسی تکلف کے طرب کی کیفیت پیدا ہونے کا نام وجد ہے غالب یہ ہے کہ وجد اوراد کا نتیجہ ہے پس جو کوئی اوراد کا وظیفہ زیادہ کرے اس میں وجد بھی زیادہ ہوگا

وجود ☆

بشریت کے زوال کے بعد دل پر سلطان حقیقت کے اثبات کا نام وجود ہے

فرق ☆

رویت افعال ہے (افعال مشاہدہ)

جمع ☆

رویت صفات ہے

جمع الجمع ☆

رویت ذات ہے

بعض کہتے ہیں کہ عبودیت کے عمل کو دیکھنا فرق اول ہے طاعت کی توفیق کو حق تعالیٰ کی عنایت سمجھنا جمع ہے اور فنا میں مقام کرنا جمع الجمع ہے - لیکن

فرق ثانی ☆

محو کے بعد صحو (ہوش میں آنا) فرق ثانی ہے

صحو ☆

محو کی ضد ہے

محو ☆

محو سکر ہی ہے

سکر ☆

سکر کے تین مقام ہیں - حیرت ، ولہ (شیفتگی) اور ولہ جو سکر اور صحو کے درمیان برزخ ہے اور

فنا ☆

اخلاق حاجبہ کا زوال ہے

بقا ☆

اخلاق صافیہ کا ثبات ہے -

غیبت ☆

دنیا کے احوال کی فراموشی ہے

حضور ☆

احوال عقبیٰ کا شہود ہے

ذوق ☆

لذات وجدانی کی ابتدا ہے

شرب ☆

اس لذت کی درمیانی کیفیت ہے ۔

ری ☆

(سیرابی) اس لذت کی انتہا ہے

پس ذائق تھوڑی پیاس (طلب) رکھنے والا متساکر ہے ۔ (یعنی ایسا پینے والا جس کی طلب ہی کم ہو)

شارب ☆

بہت زیادہ پینے والا سرمست

ریان ☆

صاحب محو ہے

محق ☆

محو کی مانند ہے مگر محق ' محو سے زیادہ قوی ہے

سحق ☆

محق کی مانند ہے مگر اس سے قوی تر ۔

تجلی ☆

افعال ' صفات اور ذات کا ظہور ہے

ستر ☆

حجاب کا اٹھنا ہے (تاکہ شدت طلب سے) جل نہ جائے ۔

مکاشفہ ☆

رقیق حجاب کے پردے سے غیب کی دید ہے ۔

مشاھدہ ☆

باریک پردے کے ختم ہونے کے بعد غیب کی دید ہے ۔

معاینہ ☆

اس پردے کے بعد کامل روشنی میں غیب کی دید ہے ۔

پس مکاشف کو افعال کی تجلی ' مشاہد کو صفات کی تجلی اور معاین کو ذات کی تجلی نصیب ہوتی

ہے۔

سرسر ☆

یہ کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی اس سے مطلع نہیں ہوتا۔

تلوین ☆

ایک حال سے دوسرے حال میں ارتقا پانا ہے

تمکین ☆

مقصود کے مقام وصول پر استقامت کا نام ہے جو ہمیشہ سیر میں رہے وہ صاحب تلوین ہے جب مقصود کو پالے تو صاحب تمکین ہوتا ہے۔ لازما تلوین ارباب احوال کی صفت ہے، تمکین ارباب حقائق کا وصف ہے۔

"رویا"

عالم ملکوت سے خیال مقید پر رویا دماغ کا حصہ ہے جو کچھ مشہود ہوتا ہے وہ ہر کسی پر ہوسکتا ہے ان میں سے اکثر کے تمام تر مشاہدے کو تعبیر کی ضرورت ہے جیسا کہ حاکم مصر کا خواب، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے

انی اری سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف (۹۱)

ترجمہ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنکو سات دبلی گائیں کھا گئی ہیں۔

یا مشاہدے کے بعض حصے کی تعبیر جیسا کہ حضرت یوسف صلوات اللہ علیہ کا خواب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انی رایت احد عشرا کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین (۹۲)

میں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، چاند اور سورج مجھے سجدہ کررہے ہیں۔

پس گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی، ماہ آفتاب سے مراد ماں اور باپ ہیں سجدہ کی تاویل کی ضرورت نہیں، دوسری تاویل کی رو۔ شمس و قمر سے روح اور فطرت مراد ہے ستارے روحانی اور طبعی قوتوں کے لیے ہیں یوسف احدیت اپنے تمامتر جمال و کمال کے ساتھ اور سجود روحانی اور طبعی قوتوں کا ربوبیت کے فرمان سے انسان پر تصرف

جوکہ احسن تقویم سے متصف ہے۔
بعض انبیاء علیہم السلام کی تمام وحی خواب میں ہوئی ، بعض کو کبھی بیداری میں اور کبھی میں خواب میں جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
انی اری فی المنام انی اذ بحک فانظر ماذا تری قال یاابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (۹۳)
میں نے خواب دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں تم بتلاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے کہا ۔ پدرگرامی ! جیسا آپ کو حکم ملا ہے بجا لایئے انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے ۔

" رویا " کبھی تو اضغاث احلام (پریشان خواب) ہوتے ، اگر " واقعہ " میں کچھ دیکھے عالم حس میں وہی ظاہر ہوتو اسے کشف صوری کہتے ہیں ، صوری یہ ہے کہ جب ارواح میں سے کسی روح پر فیض ربانی نازل ہو " رائی " (دیکھنے والا) کی روح پر بھی وہ فیض درخشاں ہوگا ۔ اس عکس کا عکس قوت خیالیہ تک جوکہ دماغ ہے جائے گا ، حس مشترک میں متمثل ہوگا ، لازما عالم حس میں خواب کی وہی کیفیت نظر آئے گی جو خواب میں دیکھی گئی تھی کیونکہ عکس کا عکس اصل کے مطابق ہوتا ہے حضرت ابرہیمؑ کا خواب اسی نوعیت کا تھا ، اس مہر تصدیق کے ساتھ کہ
"نوم الانبیاء وحی " (۹۵) انبیاء کی نیند (خواب) بھی وحی ہے ، یہ حدیث ہے جو ایک اندازے سے " عنداللہ ذبح " عظیم " (اللہ کے نزدیک ذبح عظیم)کی تاویل ہے بچے کی صورت میں باپ نے جس تصویر کو ذبح کیا یا بیٹے کی تصویر کا خیال تھا ، اگر خواب میں آپ مینڈھا ذبح کرتے تو اس کی تعبیر کرتے ۔

بقی بن مخلد (متوفی ۲۷۶ھ) جو محدث ہیں ، نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دودھ پلایا جب بیدار ہوا تو تکلف سے اس نے قے کیا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔
" من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی " (۹۷)
جس نے خواب میں مجھے دیکھا پس اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا ،
حالانکہ دودھ علم کی صورت ہے لیکن اس کے اعتقاد کے مطابق دودھ ہی نکلا

' اتنی مقدار میں علم سے جو صورت شیر اسے عنایت ہوا تھا وہ محروم ہوگیا - لازما جس صورت میں دیکھے اسی صورت کی بہترین انداز میں تاویل کرے ' کتے کو کمینے دشمن سے ' شیر کو شریف دشمن ' پہاڑ کو بزرگ انسان ' سمندر کو سلطان ' پھل دار درخت کو مرد نافع ' بغیر پھل کے درخت کو غیر نافع انسان سمجھے طعام کو نفع ' رزق اور چاندی کو صدق ' سونے کو اخلاص ' نجاست' بوڑھی عورت کو دنیا سے تعبیر کرے -

اگر دیکھے گدھے پر سوار ہے تو اسے مقہوری شہوت کی علامت سمجھے ' اگر دیکھے بغل پر سوار ہے تو مقہوری نفس کی علامت جانے ' اگر دیکھے کہ وہ اس کے ماتحت ہیں اس کی مقلوعی - الٹ کے علامت ہوگی - اگر خود کو گھوڑے پر سوار دیکھے تو سیر قلب کی علامت ہے اگر دیکھے کہ اونٹ پر سوار ہے تو منزل شوق کی سیر کی علامت ہے اگر دیکھے کہ پرواز کررہا ہے تو حیات ہمت کی علامت ہے اگر دیکھے کہ سمندر میں کشتی میں بیٹھا ہے تو کشتی سے مراد شریعت اور سمندر طریقت ہے

کبھی ہوسکتا ہے کہ آفتاب ' روح اور قلب ہو ' چاند ' وجود ہے ' کبھی ممکن ہے کہ آفتاب ' روح کے لیے اور چاند 'قلب کے لیے ہے زہرہ ' طرب اور نشاط الہی ہے عطارد علم ہو - شفاف سمندر جس میں سورج کی لہریں غرق ہوتی ہوں ' معارف الہی کے انوار اور نیران ہوں - آفتاب میں آنے کی تعبیر عالم قلب کا ارتقا ہے - بارش سے مراد زمین قلب کے احیاء کے لیے نزول رحمت ہے -

اگر وسیع فضا دیکھے اس فضا کے اوپر شفاف ہوا ہو اور نگاہ میں سبز ' نیلے ' سرخ ' زرد رنگ ابھریں تو اس فضا سے اس رنگارنگی کی جانب جہاں احوال کے رنگ ہیں ترقی کی علامات ہیں ' سبز رنگ حیات روح کی علامت ہے خالص آگ کا رنگ آتش قلب اور بلند ہمتی کی نشاند ہی کرتا ہے نیلارنگ حیات نفس زرد ' ضعف باطن کی پہچان ہے میلا پن نفس اور شیطان کی شہوت مجاہدہ کا اظہار ہے یہ سب ذوق اور مشاہدہ کی زبان میں سالک کی معانی ناطقہ کی کیفیتیں ہیں کیونکہ متخیلہ میں "مذوق" " مرئی " کو اور مرئی ' مذوق کو دیکھتا ہے

اسی طرح نباتات کے رنگ ہیں مثلا سبز ' سرخ 'نیلا ' زرد اور گدلا اگر تمام رنگ متحد ہوجائیں تو باطن کی جمیعت اور استقامت کی علامت ہے اگر جمع ہوکر باہم مل جائیں تو " تلوین " میں ایک حال کی علامت ہے آخری رنگ جو باقی ہو اگر سبز ہو تو ان رنگوں

کسے ظہور سے لوائح ' اور طوالع وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ان کے توسط سے مقام " تمکین " حاصل ہوتا ہے کبھی حق تعالیٰ کے نور سے سبز رنگ شفاف ہوتا ہے کبھی ظلمات وجود کے غلبہ کی وجہ سے گدلا ہوتا ہے ۔حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی پہچان یہ ہے کہ سیار کی زبان پر بے اختیار درود و سلام جاری ہوجائے۔

اگر دیکھے کہ ہویت اس پر جاری ہوئی ہے تو یہ محبوبی کی علامت ہوگی ' حق تعالیٰ کو اگر دیکھا بھی ہوگا تو ناقص مثالیہ صورت میں کیونکہ معتبر عقلی دلیل نے شرع کی رو سے اسے رد کیا ہے اور دیکھنے والے کے حال کی نسبت سے تاویل کی ضرورت ہوگی ' رویا کے مکان اور زمان کے شرف اور خست کے مطابق جسے شرعی دلائل رد نہ کریں ۔ ناقص رویا جیسے مرض ' قرض وغیرہ اور کامل رویا کو تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

اور یہ تاویلات مقام نبوت کے ادب کی پاسداری کے لیے ہیں وگرنہ ولایت کے مقام تحقیق کی رو سے " ہمہ ذات اوست " سب اسی کی ذات ہے جو مرتب وجودیہ پر ظہور پذیر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

هوالاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شي عليم (۹۸)

ترجمہ وہی اول و آخر ہے وہی ظاہر و باطن ہے اور وہ تمام چیزوں کا جاننے والا ہے ۔

اور جان لے کہ اسرار موجودات پر " سیار " کے حال کی ابتدا خواب ہے اس کے بعد "واقعہ " جو نیند اور بیداری (المنام و الیقظہ) کی درمیانی کیفیت ہے اس کے بعد " حالت " پھر وجدان کے غلبات ' پھر قدرت کا مشاہدہ پھر اسم تکوین سے متصف ہوتا ہے ۔

سیار کے وجدانیات شمار میں نہیں آتے اگرچہ اس مقام پر پہنچ جائیں ' جہاں اسے پکاریں " قف " (ٹھہر) لیکن حرف اور آواز میں نہیں بلکہ وصل اور فصل کے انداز میں یعنی حضور واحدانیت سے وصل اور احکام بشریت سے فصل ' یہ معنی انسانی زبان سے نہیں بیان کیے جاسکتے ۔

بعض " صور " کے بارے میں کہاجاتا ہے کہ موجودات کبھی رونے میں اس کی موافقت کرتی ہیں کبھی تحیر میں، کبھی حزن میں کبھی وہ ہر ایک سے کلام سنتی ہیں کبھی ازدہام اور غیرت آیات کی رو سے اس مین داخل ہوجاتی ہیں یا وہ ان آیات میں '

کبھی زمینی مخلوقات روحانیت سے اس پر حملہ آور ہوتی ہیں لیکن وہ صدق و اخلاص کی ڈھال سے محفوظ رہتا ہے حتی کہ وہ اس پر غلبہ نہیں پاتیں - پس ہر عاقل ' بالغ ' اہلیت رکھنے والا ' مستعد ان سعادتوں کے حصول کو فرض عین سمجھتا ہے - اور تزکیہ نفس کے لیے کوشاں رہتا ہے - اللہ تعالٰی کا فرمان ہے -

" قد افلح من زکاھا و قد خاب من دسّٰھا " (۹۹)

جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کیا فلاح پائی جس نے آلودہ کیا نامراد رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لما خلق اللہ النفس قال - من انا و من انت ؟ انا انا وانت انت فامر بھا ان تعذب فی النار الف سنۃ ثم اخرجھا و قال لھا- من انا و من انت انت ' قالت أنا أنا و انت انت فامر بھا ان تعذب فی النار الف سنۃ اخری - ثم اخرجھا و قال لھا من انا و من انت ؟ قالت أنا أنا و أنت انت ، فامرجھا أن تحبس فی النار الف سنۃ وتعزب کل یوم الف سوط من الجوع و الف سوط من العطش ثم اخرجھا و قال لھا - من انا و من انت - قالت انا العبد الضعیف العاجز المسکین و انت الملک الجبار لا الہ الا انت ھذا و کما جاء (۱۰۰)

ترجمہ - جب اللہ تعالٰی نے نفس کو خلق کیا تو فرمایا کہ میں کون ہوں ' تو کون ہے ' اس نے جواب دیا میں میں ہوں اور تو ' تو ہے ' اللہ نے ایک ہزار سال تک اسے آگ کی سزادی ' پھر باہر نکالا اور کہا تم کون ہو اور میں کون ہوں ؟ اس نے کہا - میں میں ہوں ' تو ' تو ہے ' حکم ہوا اسے پھر ایک ہزار سال آگ کی بھٹی مین جلائیں ' پھر اسے نکالا اور فرمایا- میں کون ہوں اور تو کون ہے ؟ اس نے پھر جواب دیا - میں ' میں ہوں اور تو ' تو ہے پھر حکم ہوا کہ اسے ایک ہزار سال آگ کی قیدمیں رکھو اور روزانہ ایک ہزار کوڑے بھوک کے مارو ' ایک ہزار تازیانے پیاس کے مارو ' پھر اسے نکالا اور پوچھا - میں کون ہوں اور تم کون ہو ' عرض پیرا ہوا میں مسکین ' عاجز ' کمزور بندہ ہوں تو مالک جبار ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں -

بعض حکما اور علما کہتے ہیں کہ نفس ، جسم لطیف ہے ، بعض کہتے ہیں کہ ملکوت سفلی سے ایک مخلوق ہے جیسے شیاطین کہ ان کی فطرت "ابا و استکبر" (۱۰۱) (انکار کیا اور تکبر کیا) کی متقاضی ہے ، انسانی طبع کے لیے جیسے شرع میں آیا ہے ۔

ان اللہ تعالیٰ لما خلق النفس قال لھا ۔ اقبلی ، فادبرت وقال لھا ۔ادبری ، فاقبلت (۱۰۲)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے نفس کو جب خلق کیا تو فرمایا ۔ آگے بڑھو ، وہ پیچھے ہٹ گیا ، فرمایا ۔ پیچھے ہٹو وہ آگے بڑھا

پس نفس عقل کی ضد ہے اور برائیوں کی طرف بلاتا ہے ، عقل اور روح ملکوت علوی کی مخلوق ہیں اور نیکیوں کے آرزومند ہیں بعض کہتے ہیں کہ نفس چار ہیں ، بعض نے تین اور بعض نے دو بتائے مگر صحیح یہ ہے کہ نفس ایک ہی ہے لیکن مختلف منازل میں اس کی متعدد صفات کی بناء سے بکثرت ناموں کا اطلاق ہوتا ہے ۔

جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے عدم سے اولین تخلیق کو جو خلق کیا اسے صورت الہیہ پر بنایا ، جو ذات و صفات اور افعال پر حاوی ہے ، ان کا اسے مظہر بنایا ۔ اسے انسان کہا ۔ اپنے ظاہر و باطن کے مطابق اس کی انسیت و جنسیت کے رابطے سے انسان کو ظاہر و باطن عطا کیا تاکہ مراتب وجود پر اسے تصرف کا اطلاق ہو ۔ اس کا باطن روح اعظم ہے اس روح اعظم کی جوہریت اور نورانیت ہے جوہریت کی نسبت سے اسے نفس واحدہ کہا گیا ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

خلقکم من نفس واحدۃ (۱۰۳) تمہیں نفس واحدہ سے بنایا گیا ہے ۔

نورانیت کی بناء پر اس کا نام عقل رکھا گیا ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

"اول ما خلق اللہ العقل" سب سے قبل اللہ تعالیٰ نے عقل کو خلق کیا ۔

یہ عقل اس کی وزیر اور ترجمان ہے ، نفس اس کا خازن اور کارفرما ہے ، طبیعت کلیہ اس کے قوائے طبعیہ کے عملہ کی حاکم ہے اس کا ظاہر عالم کی صورت ہے ، عرش سے فرش تک جو کچھ ان کے درمیان مفردات اور مرکبات اور مخلوقات جن کا بیان کیا گیا ہے ۔ سب انسان کبیر جسے عالم کبیر کہتے ہیں ، لیکن انسان صغیر جو عالم صغیر ہے ، سے مراد نوع بشر ہے جو زمین پر خلیفہ ہے ، انسان صغیر کا بھی ظاہر اور باطن ہے ، اس کا ظاہر ، انسان کبیر کے ظاہر سے منتخب ہے جیسے بیٹا باپ سے ، اس کا باطن ۔

جزوی فطرت ' جزوی نفس اور جزوی عقل سے مرکب ہے۔

پہلا انسان جس میں روح نے ظہور کیا حضرت آدم علیہ السلام تھے ' پہلا وجود جس میں نفس نے ظہور کیا حضرت حوا علیہا الرحمۃ تھیں 'روح کے جسم کے تعلق سے قلب اور نفس ظاہر ہوئے ' یہ قلب نفس اور روح کے درمیان برزخ ہے ' یہی وجہ ہے کہ نفس اور قلب کو روح کہتے ہیں اس کے برعکس بھی کہا جاتا ہے جیسے روح کو عقل کہا جاتا ہے 'عقل کے بھی بیشمار نام ہیں ' بعض مشائخ نے کہا ہے۔

" عقل کے ہزار نام ہیں ہر اسم کے ہزار نام اور اس میں پہلا نام ترک دنیا ہے

ان اسماء میں سے ایک کا نام قلم ہے کیونکہ عقل کل " عین جمع ذات " سے کلمات الٰہیہ کے اظہار کا نام ہے ' تفصیل صفات کے مقام پر اس کا نام نفس کلیہ ہے لوح محفوظ یہ نفس کلیہ ہی ہے - روح کی بھی نورانیت ہے کہ اسے عقل اول کہتے ہیں نفس کی بھی روحانیت ہے اسے عقل ثانی کہتے ہیں وہ قلب کی روح کی جانب پہلی رہبر ہے اور حظایر قدس کی داعی ' پس عقل اول ' ہدایت اور دعوت کی بناء پر ملک مقرب ہے۔

خواطر

عقل ثانی ' ہوا کی جانب نفس کو کھینچتی ہے اس جذب مبعد کی بناء پر عقل ثانی شیطان ہوئی ' دنیا کی داعی ہے نفس اور طبیعت اس کے معاون ہیں ' قلب اور نفس کے درمیان برزخ ہے روی نفس ہے جو قلب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اسے صدر کہتے ہیں یہ صدر ہی ہے جہاں ارواح اور انشراح سے قبل خواطر مذمومہ پیدا ہوتی ہیں '

خاطر کی پانچ قسمیں ہیں

۱۔ غلبے کے ساتھ خاطر حقانی - ۲۔ سلامتی کے ساتھ قلبی
۳۔ ملکی ' سکینت کے ساتھ جو قابل تعریف ہے '
۴۔ نفسانی - ہواوہوس کے ساتھ
۵۔ شیطانی - سرکشی کے ساتھ جو مذموم ہے -

خاطر شیطانی بہت کٹھن ہے کہ حلیہ ساز ہے جیسا کہ شیخ ولی تراش قدس اللہ سرہ فوائح جمال میں فرماتے ہیں کہ میں ایک بار خلوت میں تھا ' شیطان نے بہت حیلے کیے میں نے رد کردیے ' آخر میرے دل میں خیال آیا کہ ایک کتاب لکھتا ہوں اس کا نام ہوگا " حیل المرید علی المرید " لیکن شیخ سے مشورہ کرنا چاہیے ' جب غیب میں شیخ سے مشورہ کیا ' ان کا کلام سنا تو انہوں نے فرمایا کہ -
خدا تمہیں اس شیطانی خاطر سے محفوظ رکھے کیا تو خیال کرتا ہے کہ مرید کے لفظ سے اس نے خود کو گالی نہیں دی " پس میں متنبہ ہوا - اس تصنیف کا خیال ترک کردیا -
لیکن حیلہ ساز نفس کی خاطر واحدہ ہے کیونکہ ایک بچے کی مانند ہے شیطان عاقل بالغ جو اس کا دشمن ہے ' بعض علماء کہتے ہیں کہ انسان ہر برائی جو اپنے دل میں سوچتا ہے اس کی جانب شدت میلان کی وجہ سے ماخوذ ہوگا خواہ وہ برائی اس نے نہ کی ہو ' اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے -

" و ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحا سبکم بہ اللہ " (۱۰۵)

بعض کہتے ہیں کہ جب تک برائی سرزد نہ ہو انسان ماخوذ نہ ہوگا حضور صلی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عفی عن امتی ماحدثت بھا انفسھا (۱۰۶)
میری امت کو معاف کیاجائے گا ان باتوں سے جو ان کے نفوس میں ہیں (سرزد نہ ہوئی ہوں)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ' اللہ تعالی عزوجل سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"اذاھم عبدی لبسیئتہ فلا تکتبوھا علیہ فان عملھا فاکتبوھا علیہ" (۱۰۷)
جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے اس کے نامہ اعمال میں لکھی نہیں جائے گی جب تک اس سے سرزد نہ ہو (اگر کوئی برائی کر گزرے تو اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی)

حق صرف یہ ہے کہ وہ ہمت محرکہ اس میں شیطانی وسوسے اور حدیث نفس کی بناء پر برق کی مانند ظاہر ہوتی ہے اگر نفی نہ کرے شیطان بہلاوے سے خاطر بن جاتی ہے اگر نفی کردے تو ماخوذ نہیں ہوگا اگر نفی نہ کرے شیطان کی اطاعت تو نیت ہوجائے گی اس کی نفی کردے تو گرفت نہیں ہوگی ' وگرنہ وہ قوی ہوکر عزم میں بدل جائے گی۔
اگر نفی کردے ماخوذ نہیں ہوگا ' اگر نفی نہیں کرے گا تو قصد ہوجائے گا۔ پہلے تین کے لیے معاف کیا جائے گا ' آخری تین کے لیے ماخوذ ہوگا۔ یہ عوام کے لیے ہے۔

سالک ذاکر کے لیے یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس کے دل میں وارد ہو اگر "اللہ" کے سوا کچھ اور ہے اس کی نفی سالک پر واجب ہوگی ' پختہ عزم کے بعد عمل کے قصد اور اعضا کی کوشش ہوگی اور عمل ظہور میں آئے گا جس کے لیے وہ متفقہ طور ماخوذ ہوگا اللہ تبارک تعالی کا ارشاد ہے "لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت" (۱۰۸)
اس کا ثواب بھی اسی کو ملے گا جو ارادہ سے کرے اور برے عمل کے لیے عذاب بھی اسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے۔ ان مراتب میں سے جس مرتبے میں بھی توبہ کرے گا معاف کیا جائے گا حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
"التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" (۱۰۹)
گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو

خالص متقی کی مخلص تائب پر فضیلت میں اختلاف ہے اس بیان کردہ حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ دونوں برابر ہیں -

طبیعت ' نفس اور جسم کے درمیان برزخ ہے نفس اور جسم کے درمیان رابطہ ہے طبیعت کے دو روی ہیں -

روی اول - صافی ہے نفس کی طرف ہے اس لیے صورت نفس 'جو اس کی صفات کا آئینہ ہے اس کے روی صافی میں رونما ہوتا ہے یہ روی صافی کی حیوانی روح ہے کہ تمام حیوانات کی ارواح اس سے استمداد حاصل کرتی ہیں -

روی دوم تاریک ہوتی ہے اور جسم کی جانب ہے یہ " روی تیرہ " اس کی طبیعی روح ہے کہ تمام علویہ اور سفلیہ اجسام کی طبائع اس سے استفاضہ کرتی ہیں ہر دو روی کے درمیان برزخ روح نباتی ہوتی ہے تمام نباتات کی ارواح اس سے استفادہ پاتی ہیں -

روح حیوانی کو اوصاف نفس سے متصف ہونے اور اتصال نفس رکھنے کی بناء پر " نفس " کہا گیا ' شریعت میں اسی نفس کو مذموم قرار دیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - " اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک " (۱۱۰)

تیرے دشمنوں سے سب بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے -

وگرنہ نفس ناطقہ روح مقدس ہے اللہ تعالے کا ارشاد ہے -

یاا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۱۱۱)

اے نفس مطمئنہ رکھنے والا اپنے رب کے حضور لوٹ آو اس طرح کہ تمہارا رب تم سے راضی ہو اور تم اس سے راضی ہو ' میرے بندوں کے زمرے میں شامل ہوجاو - میری جنت میں داخل ہوجاو -

انسان کے نفوس جزئیہ کے ہر نفس میں اسقدر حقائق کلیہ مضمر ہوتے ہیں جس قدر خدائے تعالٰی کی مشا ہوتی ہے وہ بشری پردوں کو قطع کیے بغیر منکشف نہیں ہوتے - ان مغیبات میں سے کچھ خواب میں ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ خواب بھی تجرد (قطع علائق) ہی کی ایک نوعیت ہے

چونکہ وجود اور نفس کو بیان کیا گیا ' ہر ایک کی صفات حاجبہ کی وضاحت کی گئی ہے اس لیے اب شیطان اور اس کے مذموم اوصاف کا بیان کرنا ضروری ہے -

شیطان

جان لے کہ شیطان ایک خوفناک آگ اور کھلا دشمن ہے ، کفر کی مانند اس کی سرشت ہی ظلمات کفر سے ہے وہ عظیم بیستاک ہیئت رکھتا ہے جیسے سرکش غول اگرچہ وہ کبھی کبھی متغیر صورت میں ہوتے ہیں ۔ وجود کی مدد نفس سے ہوتی ہے ، نفس کی شیطان سے ان تینوں کی اعانت کثرت غذا سے ہے اسی لیے شیطان نے کہا ہے کہ ۔ اگر سیر (پیٹ بھرا ہوا) آدمی نماز کے لیے آئے تو میں اسے گلے لگاتا ہوں اگر بھوکا سوئے تو میں اس سے بھاگتا ہوں یہ بات اس حدیث کے قرین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ مَاملی وعاءً شرا من بطن آدمی (۱۱۲)

کوئی بھرا ہوا برتن اتنا برا نہیں جتنا انسان کا پیٹ

طبعی قوٰی جو جگر کے تابع ہیں غذائی تدبیر میں شیطان کا لشکر ہیں ۔ اگر غذا زیادہ ہوگی ، ظلمات شدید قلب پر چھا جائیں گی ، نیند ، حواس کی سستی اور کدورت رونما ہوگی ، اگر غذا نہیں ہوگی ، ظلمات کمتر ہوں گی یا نہیں ہوں گی لازما قوائے طبیعہ غذا ہضم کرنے میں دوسرے قوی کے تابع نہیں ہوتے ، صحیح فکر میں مانع نہیں ہوتے عقل کو اس کے مدرکات تصرفات میں عاجز نہیں کرتے اہل غذا کے نباتیہ درجے سے اور حیوان کے شہوانی مرتبے سے نجات پاتے ہیں آیہ مبارکہ کے مفہوم سے خارج ہوتے ہیں کہ ۔ " اولئک کالانعام بل ھم اضل " (۱۱۳)

وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر آیہ مبارکہ کی تہدید سے بچ جاتے ہیں ۔

" ذرھم یاکلوا و یتمتعوا و یلھھم الامل فسوف یعلمون " (۱۱۴)

ان کو چھوڑ دیں کہ وہ کھائیں مزے اڑائیں اور امیدیں انہی غفلت میں ڈالے رکھیں انہیں جلد ہی حقیقت معلوم ہوجائے گی ۔

مشاہدے کی حالت میں ، وجود ، نفس اور شیطان میں فرق یہ ہے کہ سلوک کے آغاز میں وجود ظلمات شدیدہ کی صورت میں نظر آتا ہے جب کچھ صفا پاتا ہے تو سیاہ بادل کی شکل میں دکھائی دیتا ہے اگر شیطانی سلطنت کا تحت ظاہر ہو تو بادل کی صورت اختیار کرتا ہے جب تمام حظوظ ختم ہو جائیں ، حقوق باقی رہ جائیں تو صفا،

کمال کو پالیتا ہے لازما وجود ابر سفید کی مانند نظر آتا ہے 'کشف بصیرت کی ابتدا اسی صفت سے ہوتی ہے۔

اگر نفس منکشف ہو تو آسمان کے رنگ جیسا نیلا دکھائی دیتا ہے اس میں چشمے کے پانی کی طرح جوش ہوتا ہے۔

جب نفس امارہ میں نور ذکر درخشان ہوتا ہے ' وہ اندھیرے گھر میں روشن چراغ کی مانند نظر آتا ہے لوامہ بن جاتا ہے استعانت حق اور ذکر دائم سے خاتمہ وجود کو نجاست' کتے ' خنزیر ' چیتے 'گدھے 'گائے ' ہاتھی وغیرہ مذمومات سے پاک کرتے ہیں - کشف کی حالت میں نفس امارہ کی پہچان یہ ہے کہ ایک بڑا سیاہ دائرہ سامنے سے ظاہر ہوتا ہے اور غائب ہوجاتاہے پھر ایسے بادل کی مانند نظر آتا ہے جو کناروں سے کھل گیا ہو ہلال کی مانند جس کا کچھ بادلوں میں چھپاہوا - پھر ہلال ظاہر ہوتا ہے ' ایک چمک کے بعد چمکتے سورج کی طرح نظر آئے - کبھی دائیں جانب سے کبھی پیشانی کے سامنے کبھی سر کے اوپر سے ' یہ نفس لوامہ عقل ہے۔

نفس مطمئنہ کی پہچان یہ ہے کہ ایک بڑی آنکھ دائرے کی مانند چہرے کے سامنے سے نمودار ہو اس سے نور پاشی ہوتی ہے 'کچھ مدت کے بعد بتدریج معلوم ہوتا ہے کہ وہ روئے سیار کا دائرہ ہے یہ بھی اس میں مٹ جاتا ہے اس کے بعد نفس مطمئنہ کا روئے سیار ہوتا ہے ' ہوسکتا ہے کبھی اسے بہت دور سے نظر آئے یہاں تک اس کے اور نفس مطمئنہ کے دائرے کے درمیان ہزار ناری منزلون کا فاصلہ ہو ان میں سے کسی ایک منزل کے قریب ہو تو جل جائے۔

جان لے کہ سیر کی انتہا پر سیار کے وجود میں دائرے ظاہر ہوتے ہیں جیسے دونوں آنکھوں کے نوری دائرے - ایک نور حق کا دائرہ ہے جو دونوں پردوں کے درمیان سے ظاہر ہوتا ہے اس دائرے کا آنکھوں کے دائرے کے برعکس نقطہ نہیں ہوتا' کبھی ہوسکتا ہے کہ یہ دائرے نقطے میں مدغم ہوکر حسب حال نقطۂ باقیہ بن جائیں -

روح کا دائرہ ناک کے مقابل سے رونما ہوتا ہے ' زبان کا نور مدور نہیں ہوتا - بلکہ محض شرنور (نور کی بارش) ہے کان کے دو نوری نقطے ہوتے ہیں جو آنکھوں کے دائروں کے پرے ظاہر ہوتے ہیں -

سیار کے عجائب وجود کا حصر ممکن نہیں - واللہ اعلم اگر کسی دیو کے تحت ہو تو چشمہ ظلمانی کی مانند آگ قدرے جوش میں ہوتی ہے

جان لے کہ نفس کا فیضان وجود پر ہوتا ہے کیونکہ وجود کی تربیت اس سے ہوتی ہے اگر نفس تزکیہ سے کمال کو پہنچے تو وجود پر بیشمار افاضہ ہوتا ہے جس طرح عدم تزکیہ میں بے شمار شرور اثرانداز ہوتے ہیں -

ممکن ہے کہ کبھی شیطان نہایت مہیب صورت میں دراز قامت حبشی کی مانند روئے معنی کے سامنے نمودار ہوتا اور چاہتا ہے کہ سالک کے وجود میں سماجائے پس سالک کو چاہیے کہ دل میں پڑھتا رہے

"یا غیاث المستغیثین اغثنی" تاکہ شیطان فرار ہوجائے -

ای دوست جان لے کہ انسان شیطان سے دیکھتا ہے اور شیطان انسان سے بینا ہے - انسانی لباس شیطانی لباس سے ملا ہوا ہے اگر انسان اپنا دامن کھینچ لے تو شیطان کی آنکھیں اندھی ہوجائیں وہ برھنہ اور بے لباس ہو جائے ' حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الایمان عریان ولباسہ التقوی (۱۱۵) ایمان عریان ہے اس کا لباس تقوی ہے

-

لیکن شیطان ' انسان کے ساتھ رہتا ہے کیونکہ اپنے مکان کو جانتا ہے وہ ہمیشہ انسان کی گمراہی کا حریص ہوتا ہے ' ہوسکتا ہے کہ وہ انسان کے ساتھ ملاعبہ کرے یا مصافحہ اور معارضہ کرے تاکہ یہاں تک کہ سالک اس پر لعنت بھیجے ' سالک کو چاہیے کہ شیطان سے کھیلے نہ بوسہ زنی کرے یا معارضہ نہ کرے بات نہ کرے کیونکہ وہ ایسے عمل سے قوی ہوجاتا ہے معاملہ بڑھ جاتا ہے ہمیشہ اللہ تعالی کے حضور میں استغاثہ کرے کیونکہ اللہ پر توکل کرنے اور یا " غیاث المستغیثین اغثنی " کہنے سے شیطان بھاگ جائے گا اور انقطاع حاصل ہوگا -

آتش ذکر اور آتش شیطان میں فرق یہ ہے کہ ذکر کی حرارت صاف اور سریع الحرکت ہوتی ہے جلد اوپر کی جانب اٹھتی ہے وجود میں کشادگی ' خفت ' وقار ' اور انشراح پیدا ہوتا ہے - آتش شیطان دھندلی ' دھواں دار اور تاریک ہوتی ہے اس کی حرکت میں سستی ہوتی ہے - وجود پر گرانی ' تنگی اور خوف طاری ہوتا ہے -

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام بہشت سے دنیا میں آئے ' ابلیس لعین ' خناس کو حضرت ام البشر حوا کے پاس اس وقت لایا جب ابوالبشر (جناب آدمؑ) غائب تھے ' التماس کی کہ اس کی حفاظت کریں ' خود چلا گیا ' حضرت آدمؑ آئے انہوں نے پوچھا یہ کون ہے ' جواب دیا کہ ابلیس کا بچہ ہے ' حضرت آدمؑ نے کہا ہمارا دشمن ہے تم نے اپنی تحویل میں کیوں لیا ' انہوں نے خناس کے چار ٹکڑے کیے ' چار پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھ دیے ' حضرت آدمؑ چلے گئے ' ابلیس آیا ' اس نے خناس کا حال پوچھا ' جناب حوا نے تمام ماجرا کہہ دیا ' ابلیس پکارا ! اے خناس ' وہ فورا اپنی پہلی صورت میں حاضر ہوگیا ' ابلیس چلا گیا ' جناب آدمؑ تشریف لائے پوچھا ' یہ کیا حال ہے ؟ جناب حوا نے ساری کیفیت بیان کی ' جناب آدمؑ نے خناس کو مارا ' جلایا ' اس کی خاکستر آب رواں میں گرادی ' جب آدم چلے گئے ' ابلیس دوبارہ آیا ' خناس کا حال پوچھا جناب حوا نے جو دیکھا تھا ' سنا دیا ۔ ابلیس نے خناس کو آواز دی ' خناس فی الفور حاضر ہوا ' ابلیس غائب ہوگیا ۔

حسب معمول جناب آدمؑ آئے ' پوچھا یہ کیا عجیب و غریب امر ہے ' لازما جناب حوا نے اس عجب سی کیفیت کو بیان کیا ' حضرت آدم کو غیرت آئی ' انہوں نے خناس کو قتل کیا ' کھالیا ' چلے گئے ' پھر ابلیس آیا ' خناس کا حال پوچھا جناب حوا نے بتلا دیا ۔ ابلیس نے آواز دی ۔ اے خناس ۔ ۔تفنا سینہ آدم سے اس نے جوابا لبیک کہا ' ابلیس نے اس سے کلام کیا اے فرزند تو نے باشرف مقام پایا ہے اب یہاں سے کہیں اور منتقل نہ ہونا اس مکر سے میرا یہی مقصد تھا ۔(۱۱۶)

یقیناً خناس وہ شیطان ہے جو ہمیشہ فرزند آدم کے سینے میں رہتا ہے ' ذکر اور استغاثہ کے بغیر نہیں جاتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شرالوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنتہ والناس ۔(۱۱۷)

کہہ دو میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے پالنے والے کی ' لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی وسوسہ ڈالنے اور پلٹ کر چھپ کرآنے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں جنوں میں سے بھی لوگوں میں سے بھی۔

" ان الشیطان لیضع خرطومہ علی قلب ابن آدم ان ذکر اللہ خنس وان غفل

التقم قلبہ " (۱۱۸) بے شک شیطان اپنی خرطوم (ناک) انسان کے قلب پر رکھتا ہے اگر ذکر الٰہی کرے تو وہ بھاگ جاتا ہے اگر غافل ہو تو وہیں جاگزین رہتا ہے -
جان لے کہ انسان کے تمام وجود شیاطین ہوتے ہیں ' پہلا شیطان مطلق ہے ' جو جلال مطلق کامظہر ہے دوسرا شیطان مقید ہے جو اسم مضل کا مظہر ہے اس کانام ابلیس ہے تمام مضلہ شیاطین اس کی اولاد ہیں -

منقول ہے کہ ہر روز ہزار شکم میں اس کے فرزند ہوتے ہیں اور ہر شکم میں ہزار فرزند ہوتے ہیں اس کے ازدواج کی کیفیت ....

حدیث میں ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت رکھا ہوا ہے ابلیس ہر صبح اس تخت پر بیٹھ کر اپنی اولاد کو لوگوں کے درمیان بھیجتا ہے تاکہ انہیں گناہوں کی طرف بلائیں جب رات کو سب اس کے پاس جمع ہوتے ہیں تو وہ ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ کس کو کس گناہ پر مامور کیا ہے اگر ناگاہ کوئی کہدے کہ اس نے کسی کو علم دین کی تحصیل اور معرفت یقین کے اکتساب سے روکا ہے شیطان اسے گلے لگاتا ہے اس کے عمل کو دوسروں کے عمل سے عظیم تر گردانتا ہے تیسرے جزوی شیطان ہیں جن کا ذکر کیا گیا کہ باطن کا ہر نار و نور جو عالم سفلی کا طلب گار ہے ' شیطان ہوتا ہے پس نفسانی خواہشات اور غضبات شیطانی اعمال سے ہیں کیونکہ نفسانی اور غضبانی خواہشات طبعی آگ کے شعلوں کا حاصل ہیں -

تاکئی یک آرزوی خود تمام　　　　در تو صد ابلیس زاید والسلام

جب تو اپنی ایک آرزو پوری کرتا ہے تجھ میں سیکڑوں ابلیس پیدا ہوتے ہیں - جب شیطان کی سلطنت دوام ذکر سے معدوم ہوجائے تو نور ذکر کی آگ خانہ وجود میں لگ جائے تو کہنے والا " انا ولا غیری " یعنی صرف میں ہوں اور کوئی غیر نہیں کا مصداق ہوجاتا ہے ' پس اگر گھر (وجود) میں ایندھن ہوگا تو جل جائے گا ' اگر ظلمت ہو تو روشن ہوگا نور پھیل جائے گا ' الاو ہوگا ' اگر نور ہوگا تو " نور علی نور "بن جائے گا تمام باطل چھٹ جائیں گے کیونکہ ذکر حق ہے اور صفت حق ہے حظوظ ختم ہوجائیں گے ' حقوق باقی رہ جائیں گے ' یہ حظوظ وہ زاید اجزا ہیں جو اسراف سے حاصل ہوتے ہیں لازما آتش ذکر ان حاصلات کو جلا دے گی -
اسی طرح وہ اجزا جو لقمہ حرام سے وجود بنتے ہیں سلطان ذکر انہیں فنا کر دیتا

ہے ' ذاکر اور مذکور خاتہ دل میں جاگزین ہوتے ہیں کہ
" انا جلیس من ذکرنی " جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں۔
(حدیث قدسی - معارف الحدیث ج ۵ ص - ۳۸)

تصفیہ قلب

تزکیہ نفس کے بعد لازماً اخلاق ذمیمہ کی تمام برائیاں ختم ہوجاتی ہیں تو تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے قلب کی صورت بیضوی شکل میں گوشت کا ٹکڑا ہے جو بائیں جانب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
ان فی جسد ابن آدم لمضغتہ اذا صلحت صلح بھا سائر الجسد و اذا فسدت فسد بھا سائر الجسد الا و ھی القلب۔ (۱۴۰)
ترجمہ ۔ انسان کے جسد میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب یہ اصلاح پائے تو تمام جسم صلاح یافتہ ہوتا ہے اگر یہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں بگاڑ ہوتا ہے اور یہی قلب ہے قلب معنوی جو قلب صوری کی روح ہے ' بعض انسانوں کو تبدیل وجود سے نصیب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔
ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب (۱۴۱)
ترجمہ ۔ اس میں اس کے لیے عبرت ہے جس کے پاس دل ہے ۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
او من کان میتا فاحییناہ و جعلنالہ نورا یمشی بہ فی الناس (۱۴۲)
ترجمہ ۔ جس کا دل اس کے کفر کی وجہ سے مردہ ہوتا ہے ہم اسے نور ایمان سے زندہ کرتے ہیں (کیونکہ ایمان دل کی حیات ہے اسے نور سے معمور کرتے ہیں) اس نور سے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے ۔
بعض کو یہ نور حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ تبدیل وجود کے لیے کوشش نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔
انک لا تسمع الموتیٰ (۱۴۳) تو مردہ لوگوں کو اپنی بات نہیں سنوا سکتا ۔
جان لے کہ دل کے دس نام مشہور ہیں ۔

۱۔ قلب ۲۔ فواد ۳۔ جنان ۴۔ شغاف ۵۔ حبۃ القلب ۔
خیر کا داعی ہے
۶۔ بال ۷۔ خلد ۸۔ صدر ۹۔ مشہد ۱۰۔ مفغہ برائی کا
داعی ہے ۔

اپنے مقام پر ہر اسم سے عمل سرزد ہوتا ہے جیسا کہ
انتباہ ، تفکر ، بصارت ، ہدایت ، علم ، معرفت اور یقین قلب سے صادر ہوتے ہیں
قناعت ، توکل ، تفویض ، فراست ، شکر ، خشوع ، تقوی فواد سے اٹھتے ہیں تسیر احوال
جنان کا خاصہ ہے
زھد ، ورع ، محبت ، غیرت ، شفقت ،صلابت ، شغاف (دل کا پردہ ، سویدا) سے ظاہر
ہوتے ہیں ۔
خوف ۔ رجا ۔ ندامت اور صبر حبۃ القلب سے ظہور پذیر ہوتے ہیں ۔

قلب کی چار قسمیں ہیں

۱۔ اجود ۔ مومن کا دل ہے ۲۔ اسود ۔ کافر کا دل ہے
۳۔ اغلف (غلاف چڑھا ہوا)منافق کا دل ہے ۔ ۴۔ مصفح ۔ متردد کا دل ہے
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

" القلوب اربعۃ قلب اجود فیہ سراج یزھر وھو قلب المومن و قلب اسود منکوس فذلک قلب الکافر و قلب اغلف مربوط علی غلافہ فذلک قلب المنافق و قلب مصفح فیہ ایمان و نفاق فمثل الایمان فیہ مثل البقلۃ یمدھا الماء الطیب و مثل النفاق کمثل القرحۃ یمدھا القیح و الصدید فای مدتین غلبت حکم لھا و فی آخر ذھبت بہ " (۱۲۴)

ترجمہ ۔ دل چار قسم کے ہیں ۔قلب اجود ۔ جس میں نور روشن ہے اور یہ مومن کا
دل ہے ۔
اور قلب اسود ۔ یہ کافر کا دل ہے ، قلب اغلف ۔ غلافوں میں لپٹا ہوا منافق کا دل ہے

قلب مصفح ۔ اس میں ایمان اور نفاق ہے اس میں ایمان کی مثال سبزی کی سی ہے جسے صاف پانی بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال اس زخم کی سی ہے جسے پیپ اور خون بڑھتا ہے پس جو بھی (کھاد) اس پر غلبہ پائے وہ پختہ ہوجاتا ہے اور دوسری صفت چلی جاتی ہے (معدوم ہوجاتی ہے)

قلب کے دو رخ ہوتے ہیں جو رخ نفس کی جانب ہے اسے خلد کہتے ہیں اور جو سر کی جانب اس سے سرسر کا عزم ہوتا ہے ' فواد کہتے ہیں ' بعض نے مقام و سر کو روح سے اسفل (پست) اور بعض نے اعلیٰ کہا ہے بعض کہتے ہیں کہ سر کا مستقل کوئی وجود نہیں جس طرح روح ' نفس اور قلب کا ہے ۔

جب نفس کمال تزکیہ حاصل کرتا ہے روح ' نفسانی کدورتوں سے خلاص پاتی ہے مقام قرب کو رجوع کرتی ہے دل بھی تربیت اور ہدایت سے روح کے تابع ہوتا ہے اپنے مقام سے ترقی پاتا ہے اس ارتقااور غایت صفا کی بدولت صفائے قلب کا حصول ہوتا ہے ۔چونکہ یہ صفا کا جوہرپالے وہ صفا کا وصف سالکوں پر پوشیدہ ہو تو جب روح بھی عروج سے صفا کا جوہرپالے وہ صفا کا وصف سالکوں پر پوشیدہ ہو تو اس کا بھی " سر " کا نام دیتے ہیں جو دل سے صفا پاتا ہے وہ کہتا ہے کہ سر کا مقام روح سے کم تر ہے جو روح سے صفا حاصل کرے وہ کہتا ہے کہ مقام سر روح سے اعلیٰ ہے ۔ اس فقیر نے حضرت سیادت سے سنا کہ آپ نے فرمایا ۔

سر روح سے زیادہ لطیف ہے اور روح سر سے اشرف ہے کیونکہ سر کا قیام روح سے ہے ۔

بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک کی تین روحیں ہوتی ہیں لیکن کسی کی چار اور کسی کی پانچ ہوتی ہیں ' کسی کی چھ ' بعض کی سات ' بعض کی آٹھ ' بعض کی نو اور بعض کی ارواح افلاک کی تعداد پر دس ہوتی ہیں کیونکہ افلاک کے اجسام دس ہیں لہذا ارواح بھی دس ہوں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

تلک عشرۃ کاملۃ (۲۵) یہ پورے دس ہیں

قلب فانوس کی مانند ہے روح نباتی " زجاجہ " یعنی شیشے کی مانند ہے ' روح حیوانی بتی (فتیلہ) کی مثل ہے ' نفسانی روح روغن کے مشابہہ ہے انسانی روح نور کی مثل ہے نبوی روح " نور علی نور " کی مانند اور قدسی روح ان تمام انوار کا مجموعہ ہے (یہ بیان

سورہ نور کی آیات - اللہ نورالسمٰوات سے ماخوذ ہے - ایک صوفیانہ جہت سے پیش کیا گیا ہے

نظم

دل ز نور و جان ز نور و نور ایمان ھم زنور
ھر سہ نور ار جمع گردد بندہ خواند یا غفور

ترجمہ - دل نوری ، جان نوری ، ایمان نوری جب تینوں انور جمع ہو جائیں تو بندہ کہو یا غفور

حقیقتاً جان لے کہ سالک کا وجود تو ایک ہی ہے مگر اس ذات واحد کے اوصاف سے متصف ہونے ، اس کے نقوش سے مرصع ہونے باطن کے ساتوں طبقات کے اطوار میں انقلاب کی بناء سے اس پر متعدد ناموں کا اطلاق ہوتا ہے ، قلب صوری سے مراد وہ ذرہ ہے جو روز میثاق آدم کی پشت سے متخرج کیا گیا تھا -

قلب معنوی کا منشا وہ استفاضہ ہے جو اس ذرے نے " الست بربکم " کے عظیم خطاب کو سنتے وقت فیض ربانی سے اخذ کیا تھا لازما وہ ذرہ شجر قالب کا بیج تھا " فائدہ مستفادہ " فیض ربانی سے استفادہ کی وجہ سے روح قلب کا درخت بنا اس روح قلب کا ثمرہ " فطری ایمان " حاصل ہوا ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

" اولیک کتب فی قلو بھم الایمان " (۱۳۶)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا قلم توفیق سے یہ کتابت (ایمان کی) ربوبیت کا اقرار ہے کہ و اید ھم بروح منہ (۱۳۷)

یہ روح ، ایمان کسبی اور عمل صالح اختیار کرنے کی توفیق کا ثمرہ ہے ، لازما جب روح اور قلب تائید ربانی سے آبحیات پاتے ہیں ، روح کے ثمرات ہویدا ہوتے ہیں ، شجرہ طیبہ کے کلمہ " لا الہ الا اللہ " سے اتصال کی استعداد جلوہ گر ہوتی ہے اس شجرہ سے ثمرہ وحدت ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ

اناء الحق (میں حق ہوں - منصور حلاج کا نعرہ)

سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں میری کتنی عظیم شان ہے بایزید بسطامی)

لیس فی الجبتی سوی اللہ (میرے جبے میں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ابو سعید ابوالخیری)

وا نسلخت من جلدی کما تسلخ الحیتہ من جلدھا فاذا انا ھو و انا من اللہ مکان اذا کنت بہ فاناھو

میں اپنی پوست سے اس طرح باہر آیا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتا ہے ' میں اللہ کے ساتھ اس مقام پر ہوں جہاں اس کے سوا کوئی نہیں

وجود میں تبدیلی رونما ہونے سے ذوق میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے بلکہ جو کچھ تمام موجودات سے صادر ہوتا ہے وہ اس شجر کے فیضان سے سالک مستعد سے ظہور مین آتا ہے ' ان معانی کے حصول کا باعث ' ذکر کے حقیقی معنی میں وجود کا استغراق ہو تاکہ سالک خفی شرک سے نجات پائے ' ہر ذکر جس سے انسان کا قلب مطلع ہو اور ملائکہ حفظہ بھی اس ذکر سے آگاہ ہوں تو ابھی شرک خفی باقی ہوتا ہے جب ذکر ' ذاکر شعور اور مذکور مین ذاکر کی غیبت کی وجہ سے غائب ہو ' لازما حفظہ کے شعور سے بھی ذکر غائب ہو جائے گا ۔

اے دوست جان لے کہ انسانی وجود کائنات کے تمام ذرات سے حاصل ہوا - پس ہر وجود جو منکشف ہوتا ہے اس کے وجود پر ایک اور وجود ہوتا ہے جو پہلے وجود سے فائق اور مصفا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس غایت کو جو کہ حق تعالیٰ کبریا کے وجود حقیقی تک پہنچ جائے ۔

ان وجودات میں سے ہر وجود ایک کنوئیں کی مانند نظر آتا ہے ' شروع میں سر کے اوپر سے ظاہر ہوتا ہے پھر چہرے کے سامنے سے پھر نیچے سے ' اس حال میں کنوئیں کی گہرائی سے ایک سبز نور دیکھتا ہے یہ سبز نور ' سیار کے وجود حادث کی انتہا اور وجود قدیم کی ابتدا کی علامت ہے اگر بہت احتیاط کی جائے تو وجود کی تمام انواع کے سات کنوئیں ہیں ۔

وجود بھی سات کے عدد کلی پر منحصر ہے کہ ہر وجود کے تحت کثیر اور متنوع وجودات ہیں ' زمین و آسمان کا سات ہونا بھی اسی " سر " سے متعلق ہے یقیناً ہر جزو جو مصفا ہوجائے و اپنا ہی آئینہ جمال نمائے کلی بن جاتا ہے کائینات کے ذروں میں سے ہر ذرہ کثیر ازواق پاتا ہے لیکن سلوک کی ابتدا میں جو جانے ' دیکھے ' پائے ' لازم ہے کہ اپنے شیخ سے غیبت میں مشورہ کرے تاکہ شیخ اس کی تعبیر کرے یہاں تک کہ اس کا باطن قوی ہو ' جو کچھ وصول کرے اپنے ذوق سے پہچان سکے ۔

اس سے آگاہی کے بھی مختلف طریقے ہیں ' جب معنی مختلف صورتوں میں دکھائی دیں ' کبھی ہو سکتا ہے کہ اس صورت سے معنی کو جان لے ' کبھی ممکن ہے کہ وہ صورت کلام کرے ' اور بتلائے کہ کس معنی کی صورت ہے ' کبھی ممکن ہے کہ قابل غیبی وضاحت کرے کہ کن معانی کی صورت ہے ' کبھی ہو سکتا ہے کہ پیش آنے والا واقعہ ماضی کے کسی واقعے کی تفسیر کرے ' برعکس بھی ہو سکتا ہے ۔

ممکن ہے کہ وہ غیبی قائل روحانیوں میں سے ہو' ہو سکتا ہے کہ اولیاء میں سے ہو ممکن ہے کہ انبیاء میں سے ہو ' عین ممکن ہے کہ حق تعالیٰ الطاف فرمائیں ' اس متحیر مسکین کے ساتھ ورائے حجاب سے خطاب فرمائے جیساکہ راہ حق میں پیشقدمی کرنے والا یہ بندہ خاکی ' ذات قدیم کبریا تعالیٰ کے کوچے کے کلاب نے (کتے کا محافظ یہاں مراد اپنی ذات ہے) جس کا نام جعفر ہے ' ابتدائے سلوک میں ایک رات سر نیاز ' حضرت بے نیاز کی بارگاہ میں رکھا ۔ اس ذات قدیر و قدیم کے آستانے پر اپنی عرضداشت کو پرسوز آہوں اور بہتے آنسوؤں سے وصول پایا ' اچانک حضرت قدیر و قدیم نے ہستی کے ورائے حجاب سے اس ناچیز عاجز کے ساتھ انتہائی لطف و کرم بندہ نوازی اور شان بے نیازی سے فرمایا کہ مطلوبک نفسی یعنی تیرا مطلوب میری ذات ہے ۔

جعفر اس خطاب سے دریا کنارے کو زے کی مانند ہوگیا ۔ نوالدین نے اس خطاب کے انوار کے اسرار وھاب کے سمندر سے لاتعداد جواہر حاصل کیے ۔

ایک مرتبہ خاطرات میں شہوت نے غلبہ کیا کہ اچانک اس پر ایسی ندامت غالب آئی اس ندامت کے سر نے اس طرح جذب کیا کہ غیبت حاصل ہوئی ' اس عالم غیبت میں حق تعالیٰ نے خطاب مستطاب فرمایا کہ

لا الی الجلالیات امرنا ولا عن الجمالیات نھینا

ہم نے کسی کو جلالیات کی طرف حکم دیا ہے اور نہ کسی کو جمالیات سے منع کیا ہے اس کے بعد انسان قلب علوی سے جعفر کی زمین وجود پر الطاف ایزدی کی اتنی رحمتیں نازل ہوئیں کہ معنویت کے بے شمار گلاب اور ہزارھا پھول انوار بہار کی مانند اس زمین پر شگفتہ ہوئے ۔ بلکہ اس سے کئی گنا ہزار منتخب اللہ تعالیٰ یوم الدین تک انہیں زیادہ کرے اسے محمد و آل محمد کے صدقے مخلصین کے زمرے میں قرار

دے ۔

صیحات

اے دوست جان لے کہ حضرت شیخ ابو الجناب قدس اللہ سرہ فوائح الجمال میں لکھتے ہیں کہ سالک ، نفس ، شیطان ، ملک ، ارض و سما ، عرش و کرسی وغیرہ میں سے جو کچھ "واقعہ" میں دیکھے ، یہ تصور نہ کرے کہ وہ اس سے خارج ہے بلکہ وہ اس کی باطنی کیفیت سے ہے (از درون اوست) یا خود وہی ہے اگر درست دیکھے وہ سراپا اس کی حقیقت ہے ۔ پس اپنے باطن میں ان سب اصوات اور افعال کے اذواق کو پائے ۔ جیسا کہ شیخ ولی تراش قدس اللہ سرہ نے فوائح الجمال میں فرمایا ہے کہ کربلا کے سفر کے دوران ، راستے میں ایک درویش سے میری ملاقات ہوئی جس کے باطن سے میں پرندوں کی آوازیں سنتا تھا ، میں نے اس کا انکار کیا پھر اس سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا ۔ اچھا ہے انشاء اللہ تبارک و تعالٰی مبارک ہے ، اس حال کو ابھی دو دن گذرے تھے کہ مجھے بھی حق تعالٰی نے اس مقام تک پہنچایا ، ان دلکش ، خوش کن آوازوں سے میں متعجب ہوا ، حیرت کے دانتوں سے انگشت ندامت کاٹا کہ اس درویش کے صیحات صحیح تھے ، پس میں نے کیوں انکار کیا ، یہ آوازیں وجود کی اسم اعظم کے ساتھ اتصال اجزا کا نتیجہ ہوتی ہیں ۔

ایسے ہی مقام کے لیے ہے کہ اگر درویشوں کے نعرے بلا اختیار ہوں تو مبارک ہیں اور اگر اختیاری ہوں تو ابھی سالک کے قدم مقام اخلاص میں نہیں ، ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے ۔ کہ بلا اختیار آواز دو متضاد پتھروں کے ٹکرانے کی سی ہوگی شدید کڑک کے انداز میں جو اچانک سنائی دے اور اختیاری آواز معروف حروف میں ہوگی جو اچانک سنائی دے ، پس اول الذکر طاہر ہے اور اہل صفا کے دلوں میں مقبول ہوگی اور موخر الذکر نجس ہے اور اہل وفا کے دلوں میں ناپسندیدہ ہے رد کی جائے گی ۔

ایسے ہی موقع پر شیخ جنید قدس اللہ سرہ سے صیحات فقرا کے بارے مین پوچھا گیا ، جواب فرمایا کہ ۔ وہ صیحات اللہ تعالٰی کے اسم اعظم ہیں ۔ جو ان کا منکر اور خطاکار ہوگا وہ صیحہ قیامت کی لذت کو نہیں پاسکتا ، فقراء کو چاہیے کہ تواجد کے وقت

آخ ' اخہ اور اخ کی آواز تکلف سے نہ نکالیں کہ یہ شیطان کے نام ہیں ' آہ ' وہ ' حی کہے کہ یہ اسم رحمان ہیں - ان کے سینوں میں تمام اشیاء کی آوازیں حیات مبذورہ سے ہوتی ہیں -

ہمہ عالم صدای نغمہ اوست
کہ شنید این چنین صدائے دراز

ترجمہ - تمام عالم اسی کے نغمے کی صدا ہے اس صدائے دراز کو کس نے سنا -

شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ سرہ فوائح الجمال میں فرماتے ہیں کہ جب وجود ذکر میں مستغرق ہو تو ہر جزو سے ذکر کی آواز سنائی دیتی ہے جیسے ڈھول یا طبل کی آواز ' جب ذکر اجزا مین مقیم ہے تو ذکر اجزا کی آواز شہد کی مکھی کی آواز جیسی ہوگی -

یہ آوازیں پہلے " سر " سے ظاہر ہوتی ہیں پھر یہ آوازیں چکی کی آواز کی مانند یا گھوڑے کی ٹاپ جیسی ' شدید ہوا چلے تو درختوں کی سرسراہٹ کی طرح سنائی دیتی ہیں اس کی رمز یہ ہے کہ انسان ارض و سما اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بلکہ ہر چیز سے مرکب ہے - لیکن بعض وجود میں نقطے کی مانند حق تعالٰی کے قلم سے کتابت ہوئے ہیں ' بعض اشکال کے طور پر بعض حروف کے طریق پر ' لیکن حق تعالٰی کا نقطہ ' اشکال اور حروف ' مخلوق کے نقطے ' اشکال اور حروف کے مشابہ نہیں ' پس وہ آوازین سلوک کی شرائط ہیں ' اجزائے وجود کے عجیب نام ہیں جیسے " ینبوع الانوار " مجموع الاسرار " " کتاب العشق " " کتاب الاشکال " اور " کتاب العزایم " وغیرہ -

ابتدا میں یہ کتب معقولہ نظر آتی ہے جیسے قرآن مجید ' بعد میں ان کی تفہیم " سر " پر نازل ہوتی ہے کبھی ان کی فہم ہوجاتی ہے اور کبھی ظلمت وجود کے باعث بھول جاتی ہے ' اس کے بعد کتب مشکولہ ہیں کہ سالک اشکال سے انہیں سمجھتا ہے پھر نقطوں سے کتب مکتوبہ نظر آتی ہیں جنہیں سمجھتا یہ پڑھتا ہے اور علم لدنی حاصل کرتا ہے اگرچہ وہ انسانی وجود کی طرف عود کرتی ہیں مگر ان کی حلاوت فہم قلب میں باقی رہتی ہے وہ شوق 'ذوق ' محبت اور عشق کی مورث ہوتی ہیں اس قسم کا استغراق ' پوری قوت کے ساتھ زبان سے کیے گئے ذکر سے حاصل ہوتا ہے پھر بالائے سر در کی کشود ہوتی ہے سر کے اوپر سے ذکر و وجود اور آتش ذکر سے دروازہ کھلتا ہے ' ظلمت وجود ' آتش ذکر اور حضرت قلب وغیرہ اس سے نیچے آتے ہیں -

سر کے اوپر سے فتح بصیرت اس لیے ہوتی ہے کہ کلمۂ طیبہ کا ذکر ہے جو لازما ذات قدیم کے حضور پہنچتا ہے ' ہویت کی جہت بلندی ہے ' بلندی کی سمت سرپر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے -

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (۱۲۸)

کلمات طیبات اور عمل صالح اسی کی جانب بلند کیے جاتے ہیں -

صعود ذکر کے بعد قلب کو بیشمار روحانی واردات اور قدسی انوار حاصل ہوتے ہیں یہاں تک وہ ان سے بھر جاتا ہے یہ عطا جو صعود ذکر کی جزا ہے اس لیے ہوتی ہے کہ دل کی کشود ہو سر سے قدم تک سالک ایمان ' ایقان اور عرفان سے مملو ہوجائے اور ذکر دل میں راسخ ہو -

موفیق ' حزین اور طیب دل میں ذکر کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کی مانند ہوتی ہے دل میں ذکر کے وقوع کی علامت یہ کہ دیکھے کہ اس کے سامنے چشمۂ نور جوش میں ہے اس عالم میں بائیں پہلو پر اس طرح ہوتا ہے جیسے کوئی مندمل ہوگیا ہوا زخم ہے جس کا اثر باقی ہے - یہ اثر ذکر کے فیضان سے انفتاح جنب کا نتیجہ ہے - پس یہ اثر عمل ذکر کے تابع ہے جو اعضا میں جاری ہوتا ہے اس وقت حضور حق تعالیٰ میں عروج پاتا ہے

اس گھڑی استغراق ثانی کی ابتدا ہوتی ہے ' استغراق ثانی کے سبب ذکر زبان سے قلب میں نزول کرتا ہے - لازما اس کا ذکر ' وجدانی مذکور میں استغراق ہے اس حال کی علامت یہ ہے کہ اگر ذاکر ذکر چھوڑ بھی دے تو ذکر اسے ترک نہیں کرتا - حروف کا ذکر ' زبان ' کا ذکر ہے ' قلب کے ذکر کے ذکر کا مقصد معنی کا حضور ہے ' اس کے حضور میں ذاکر کی غیبت کو مذکور سرپر محمول کرتا ہے جب وہ حضور اور فہم کی جانب سے رجوع کرتا ہے تو یقیناً ذکر دوسرے درجے میں نازل ہوجاتا ہے -

حال ' مقام اور وقت میں فرق یہ ہے کہ حال زاد راہ ' پانی اور سواری ہے ان تینوں کے بغیر کعبے کا سفر کرنا جہل مرکب ہے کیونکہ استطاعت یا حال سے ہوتی ہے یا مال سے ' حال - روح قلب اور نفس کی قوت ہے ' مال نفس اور شہوت کی قوت ہے لھٰذا پس حال کی استطاعت زیادہ قوی ہے کیونکہ حال ہمیشہ رہنے والی قوت ہے جو ذات باقی سے باقی کی جانب ' باقی رہنے والی قوت ہے اور مال فانی سے فنا ہونے والی '

فانی قوت ہے لیکن جب تزکیہ نفس سے کمال حاصل کرتا ہے تو نفس فانی ، قلب باقی بن جاتا ہے ، شہوت فانی بھی فانی نفس قلب باقی پر نزول کرتی ہے اور قلب میں شوق بن جاتی ہے اس وقت دل سے گھوڑے کی مانند آواز سنائی دیتی ہے ۔ شیطان کے اسلام کی سر یہی ہے ۔ کیونکہ شرح کی زبان میں شہوت ایسا ملکہ ہے جسے حکماء نے قوت شہویہ کا نام دیا ہے اس طرح تمام عقول و ارواح اور طبیعیہ ، حیوانیہ ، نفسانیہ قوتوں کو صاحب شرع نے ملا کہ کہا ہے اور حکما نے قوائے عقل کا نام دیا ہے ۔

تبدیل وجود کے اسرار کا ایک " سر " یہ ہے کہ جب جلال الہی کے انوار روح اور قلب پر غلبہ کرتے ہیں تو وہ قلب اور روح کے انوار جمال کے معاون ہوتے ہیں قلب اور روح حق تعالیٰ کی بقا سے بقا حاصل کرتے ہیں ، ھوی اور شہوت بھی قلب و روح کی بقا سے اور اس کی مصاحبت کی برکت سے بقا پاتے ہیں ان معنی کا ظہور طریقت میں رفیق کے کمال سر سے ہے ۔

" الرفیق ثم الطریق " (۳۹) پہلے رفیق پھر طریق

تبدیل وجود کے دوسرے اسرار حواس کا دوسرے حواس سے بدلنا ہے جیسے خواب میں سونے والے کے حواس خارجی وجود کو بھلا دیتے ہیں دوسرے حواس ظاہر ہوتے ہیں جیسے آنکھ ، کان ، ناک ، منہ ، ہاتھ پاؤں اور تمام وجود اکثر اوقات جب بیدار ہوتا ہے اس خواب کے اثرات مثلاً طعام ، کلام اور رفتار وغیرہ کا کیف اس میں باقی ہوتا ہے ، یقیناً ممکن ہے کہ سالک عالم غیب سے اسی طرح دیکھے ، سنے ، پکڑے اور کھائے جیسے عالم بیداری میں کیونکہ اس کا وجود سوئے ہوئے وجود سے اکمل ہوتا ہے

بعض اوقات اس میں ہوا میں اڑنے ، پانی پر چلنے ، بغیر ضرر کے آگ میں پڑنے کی قوت ظاہر ہوتی ہے وہ ایسی چیزیں دیکھتا ہے ، سنتا سمجھتا ہے ، اس پر ایسی کیفیتیں طاری ہوتی اور نازل ہوتی ہیں جس کی اس کے ساتھی کو خبر نہیں ہوتی

نظم

منکر چہ شوی بحالت زندہ دلان
نی ھرچہ ترانیست کسی را نبود

ترجمہ ۔ زندہ دلوں کے احوال سے کیسے انکار کرتا ہے ضروری نہیں کہ جو تجھے میسر نہیں دوسروں کو بھی حاصل نہ ہوں ۔

تجلیات

مشرقی سالک (ترقی پذیر سالک) ہر زمان اپنے وجود کو مصفا ، واضح ، روشن اور کامل پاتا ہے حتیٰ کہ اس غایت کو جو صفائے قدیم ہے پہنچ جاتا ہے اور صفائے قدیم کی کوئی انتہا نہیں ، اس بار گاہ سے جو کچھ بھی اسے ملتا ہے عالی قدر ہی ہوتا ہے ، لازما اپنی ہمت کو مقید نہیں کرتا کیونکہ مقصود مقید ہونا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

"لیس کمثلہ شی و ھو السمیع البصیر" (۱۳۰)

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سمیع اور بصیر ہے

اور جان لے کہ اعلیٰ مشاہدہ یہ ہے کہ معنی صور سماویہ میں ہویدا ہوں جیسے شمس و قمر ، کواکب اور بروج وغیرہ ، ادنیٰ درجہ یہ کہ معنی صور ارضیہ میں ظاہر ہوں جیسے ہیکل ، رنگ ، سمندر ، نیران اور معادن وغیرہ معانی پہلے قوت متصورہ اور خیال میں متمثل ہوتے ہیں پھر رنگارنگ کے معنی نظر آتے ہیں ، ذات معنی میں مشاہدہ بھی متلون ہوتا ہے پھر ذات واحد میں کیونکہ دل کو تمام اشیاء ، افعال ، صفات اور منشائے قدیم سے فیضان ملتا ہے ، اسی فیضان کے توسط سے صفات اور ذات قدیم ، قلب کی صفات اور ذات پر متجلی ہوتی ہیں ۔

سالک کو پہلے فہم ظنون صادقہ کی بناء پر ہوتی ہے پھر تجلی علمی ، پھر مشاہدہ صفات یا مناظر صفات کا حصول ہوتا ہے بعدازاں "امر کن" کی عطا کی بدولت تخلق اخلاق اور اتصاف اوصاف نصیب ہوتا ہے یہ معنی (حقیقت) ولایت کی علامت ہیں پھر انسان اپنے نفس کی نسبت سے عقوبت دینے والا ، رحم کرنے والا ، مارنے والا ، جلانے والا ، موجد اور مکون ہوتا ہے ۔ ایک بار پھر صفات سے اس طرح متصف ہوتا ہے کہ علی الاطلاق تمام اکوان ، الوان ، معانی میں اس حق قدیم کی بناء پر تصرف کرتا ہے ۔

مقام ۔ سیر کی تجلی کے بعد استراحت کی منزل کا نام ہے ۔

وقت ۔ سلطان متصرف ہے جس طرح سیف قاطع ۔

پس سالک حال کی بدولت مقام سے بدلتا رہتا ہے ، مقام میں ٹھہراؤ کی وجہ

سے استراحت پاتا ہے ' وقت کے توسط سے عبور حاصل کرتا ہے ہر صاحب حال و مقام کو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ ابتدائے سلوک میں متلون ہو اور انتہائے سلوک میں متمکن ہو لازما خوف و رجا کے پروں پر کمال استقامت کی وجہ سے پختگی حاصل کرتا ہے ' قبض و بسط کے پروں پر استقامت کی بدولت شخصیت پاتا ہے ' مبتدی میں ظہور جناح کا سبب علم ہے کمل (کمال) کے ظہور جناح کا باعث قدرت پر تصرف ہے انس و ہیبت کے ظہور کا سبب جو شیخ کے بال و پر ہیں ' جلال و جمال کی تجلی ہے ' بہتر حال جو ظاہر ہوتا ہے اس کا ملک کہیں سے اعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ ابتداء میں اس کا ظہور فنا پذیری ہے جب ملک ہوجاتا ہے تو بقا پذیر ہوئے۔

اے دوست جان لے کہ غیب قوی صفا حاصل کرے تو جمادات ' نباتات ' حیوانات کی ارواح ' اہل حق کی صورتیں ' زندہ اور مردہ لوگوں کے احوال اور نفس کے بعض اوصاف مشاہدے میں آتے ہیں ' جب غیب نفس صفا پائے تو نفس کی تمام صفات ' قلب کی تمام صفات ' احیاء و اموات اس کے مشاہدے میں آتے ہیں۔ ' جب غیب قلب صفا پائے تو اشیاء کے بیشمار عجائب ' حق تعالیٰ کے افعال اس میں نظر آتے ہیں۔ جب غیب سر صفا پذیر ہو تو تجلیات ربانی رونما ہوتی ہیں جب میدان روح کی وسعت فتوح ذکر سے کشادہ ہوتی ہے ' اللہ تعالیٰ کے اسماء جلال کا دیدار ہوتا ہے۔

جب غیب خفی جو چھٹا درجہ ہے ذاکر کے قلب مجلا کے آئینے میں منعکس ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے جلال اور جمال کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

جب ذات کا غیب الغیوب سے جو ساتواں درجہ ہے ذاکر کی بصیرت ' دیدۂ بینا بن جاتی ہے وہ سب اسی سے ' اس کے ساتھ بلکہ وہی (ہمہ او) دیکھتا ہے

ای آنکہ حدوث و قدمت اوست ہمہ
سرمایۂ شادی و غمت اوست ہمہ
تو دیدہ نداری کہ بخود در نگری
ورنہ ز سرت تا قدمت اوست ہمہ

ترجمہ۔ اے کہ حادث و قدیم وہی ہے۔ تیری خوشی اور غم کا سرمایہ وہی ہے تو نگاہ نہیں رکھتا کہ خود میں دیکھے وگرنہ سر سے قدم تک وہی ہے

یہ ان اسفار اربعہ میں سے ایک سفر ہے جو مخلوق سے حق کی طرف سے حق

سے حق میں ' حق سے حق کے لیے ' حق سے حق کے ساتھ ' حق سے حق تک کا سفر ہے نیز سالکوں کے اعلیٰ اور روشن مقامات میں سے ہے جذبہ حقیقہ کی ابتدا یہیں سے ہے۔

مثنوی

در کشش افتی ' روش گم گردوت
گر بود یک قطرہ قلزم گرویت

ترجمہ۔ کشش میں پڑا ' اپنی روش کھو دی ' اگر قطرہ تھا تو قلزم بن گیا۔

سیار اور حاضر الجلیہ کے درمیان امتیاز ہوتا ہے کیونکہ جس پر بھی محضر اور صفت کی تجلی ہوتی ہے اس محضر کا نام بلا اختیار سیار کی زبان پر جاری ہوجاتا ہے لازما کبھی " سبحان العلی الکبیر " کی صدا قلب سے سنتا ہے کبھی " سبحان العلی الاعلیٰ " کبھی " ربی " ' " قادری " کبھی " احد ' احد " کبھی " اللہ ' اللہ " اور کبھی " ھو ' ھو کی آواز سنائی دیتی ہے۔

چون دل تو پاک گردو از صفات
تافتن گیرد زحضرت نور ذات

ترجمہ۔ جب تیرا دل صفات سے پاک ہو جائے تو نور ذات سے روشن ہوتا ہے۔

ان طبقات میں سے ہر طبقہ کا اعظم و اصغر باہم اس طرح مربوط ہیں جیسے خشخاش کی نسبت زمین کے ساتھ ' زمین کی کرہ محیط کے ساتھ ' محیط کی سماوات کے ساتھ ' سماوات کی نسبت کرسی کے ساتھ ' کرسی کی عرش کے ساتھ اور عرش کی نسبت آخرت کے ساتھ ہے۔ یا جس طرح دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ ' آخرت کی ہمارے افعال کے ساتھ ' افعال کی نسبت اسماء کے ساتھ ' اسما کی صفات سے اور صفات کی نسبت ذات احدیت کے ساتھ اور احدیت کی ذات کے ساتھ ہے۔ یا جس طرح عدم کی نسبت وجود کے ساتھ ہے۔ یہ فہم انسان کامل کا خاصہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ' اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں۔

" قلوب احبائی دار الملکی " (۱۳۱) میرے دوستوں کے دل میرے ملک کے گھر ہیں

اور فرمایا۔

ماوسعنی ارضی ولاسمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن التقی النقی الولی المتورع (۱۳۲)
ترجمہ - میں زمین میں سماتا ہوں نہ آسمان میں لیکن میرے مومن، متقی، نقی، ولی، متورع (پارسا) بندے کے دل میں سماتا ہوں -
آپؐ نے فرمایا
" قلب المومن عرش اللہ " (۱۳۳) مومن کا دل عرش الٰہی ہے -

اور فرمایا -
" الدنیا والاخرۃ بین یدی المومن وتحت نظرۃ کسکرجتۃ بین یدی احدکم ای التی کان فیھا یراہ ویری حوالیھا " (۱۳۴)
ترجمہ - دنیا اور آخرت مومن کے ہاتھ اور نگاہ میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں سکورہ (مٹی کی کلیا) ایسی شے جسے تم دیکھتے ہو اور اس کے اطراف کو بھی - نظم

ورای کنگر کبریاش مرغانند
فرشتہ صد پیمبر شکارو سبحان گیر

اس کی کبریائی کے کنگروں سے پرلے اسے پرندے بھی ہیں جو فرشتہ صید، پیمبر شکار اور سبحان گیر ہیں -

اس سے پیشتر ذکر کیا گیا ہے کہ ان مقامات کی تحقیق شریعت کی متابعت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی کیونکہ شریعت قانون حکمت ہے، حکمت، قانون ہمت ہے اور ہمت خدائے تعالٰی کے راستے کے سلوک میں قدرت کاملہ سے عبارت ہے -مثنوی

نقطہ ملک جہانھا ھمتست
پر و بال مرغ جانھا ھمتست
مرد ھمت باش تا راحت دھند
ھر زمانی ملک صد شاھت دھند
ھرکرا یک ذرہ ہمت دادست
گرد او خورشید زاں یک ذرہ نیست
ھر کرا شد ھمت عالی پدید

ھرچہ ھست آن چیز شد حالی پدید

ترجمہ ملک جہاں کا مرکزی نقطہ ہمت ہے کے مرغ کے پرو بال ہمت ہی ہے

۲۔ صاحب ہمت بن تاکہ تجھے آرام دیں ہر لحظہ سینکڑوں بادشاہتوں کے ملک عطا فرمائیں

۳۔ جس کسی کو ہمت کا ذرہ ملا اس کے گرد خورشید ایک ذرے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا

۴۔ جس کسی میں بلند ہمتی ظاہر ہوئی ' جو کچھ بھی ہے اس کے پاس فی الفور حاضر ہوجاتا ہے ۔

یہ قدرت ' نعمت ' جمعیت کا سر ہے جو تفرقہ کی اذیت کی ضد ہے جمیعت ' قلب کا عرش سے الحاق ہے یا عرش کی قلب سے پیوستگی ہے یا عرش کا قلب سے ملنا ہے ' انوار قلبیہ کے صعود اور انوار عرشیہ کے نزول کا درمیانی راستہ ہے نیز جان لے کہ قلب اور عرش کے درمیان ہمیشہ جذب اور کشش ہوتی ہے کہ ہر نورونار جو قلب سے عرش کی جانب اٹھتا ہے ' عرش سے بھی نورونار قلب کی طرف اترتا ہے اگر نازل قوی ہو تو صاعد کو جذب کرلیتا ہے اگر صاعد قوی ہو نازل کو جذب کرتا ہے اگر مساوی ہوں تو جذب اور آرزومندی رہتی ہے ' باہم ملتے ہیں ' متحد ہوتے ہیں کیونکہ عرش اور قلب حقیقت میں ایک چیز ہے اور جذب حضرت قدرت کی جانب سے ہے ۔ حسین (کشش ' آرزو مندی) حضرت رحمت سے ہے ' جمیعت کی یہ حقیقت یہ التقا (پیوستگی) ہے حتی کہ وجود ارتفاع پاتا ہے یہ ارتفاع ایسے ہے جس طرح تالی بجاتے وقت دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوا اٹھتی ہے ۔ اور جمعیت جمیعت قلب و عرش کا حق تعالٰی میں فنا ہونا ہے ۔

اور جان لے کہ حق تعالٰی میں قلب و عرش اس وقت فنا ہوتے ہیں جب حق تعالٰی قلب و عرش پر استواء فرمائیں ' حق تعالٰی کا عرش پر استوا حق کے قلب پر استوا کی مانند ہے لیکن عرش پر استوا جلالی ہوتا ہے اور قلب پر جمالی ہے یہ معنی " الرحمٰن الرحیم " سے فہم میں آتے ہیں کیونکہ " الرحمٰن " کے ذکر سے کبریا کی صفات جلال ۔ عظمت ' قدرت ' عزت ' شدت ' بطش اور قوت کا احساس ہوتا ہے اور " الرحیم "

کے ذکر سے صفات جمالی رحمت ، کرم ، عطوفت ، حصانت ، اور سلامتی ، کا ذوق حاصل ہوتا ہے ۔

لازما اس میں الف سماوی ہوتا ہے یا ارضی ، جس طرح عرش سماوی ہے اور قلب ارضی ۔ یہی وجہ ہے کہ " الف " نصب کی علامت ہے ، یا " جر " کی اور واو رفع کی علامت ہے ، چونکہ روح حق اور خلق کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے پس " الف " اسم حق ہے ، " یا " اسم خلق اور " واو " اسم روح ہے جو عالم امر سے ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

" قل الروح من امر ربی " (۱۳۵) کہہ دیجئے کہ روح امر ربی میں سے ہے اس میں " من " جواب کے لیے ہے اگرچہ یہ جواب سکوت کے مشابہ ہے اسی لیے مشائخ نے روح کے بارے میں اختلاف کیا ہے لیکن سب سے صحیح قول شیخ جنید قدس اللہ سرہ کا ہے کہ اسے میں مخلوق کہتا ہوں نہ قدیم ۔ پس روح کی حق اور خلق سے نسبت بمثل واو کی الف اور یا سے ہے اور زبر کی نسبت نصب اور جر کی مانند ہے اس سر کی رو سے سیار انتیس حروف کے اسرار سے مطلع ہوتا ہے

مثنوی ۔

تو بی زوجود خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی
ز ظلمت پردہ ہا گذشتہ
در نور صفات محو گشتہ
اول ہمہ اوست واجب الذات
بیرون ز تصور و خیالات
آنجا ہمہ و حدتست مطلق
تحقیق حقیقت است الحق
از چون و چگونہ بی علایق
برتر ز تصور خلائق
ھاں ای سرو پا برھنہ در راہ
این ست بیان حروف اللہ

ترجمہ -

۱- توہی اپنے وجود سے فنا ہوتا ہے اور حروف سے معانی میں چلا جاتا ہے

۲- پردے کی ظلمت مٹا کر نور صفات میں محو ہوجاتا ہے

۳- سب سے پہلے وہی ذات واجب ہے جو تصور ' خیال اور وہم سے بالاتر ہے

۴- وہاں پر وحدت مطلق ہے جو فی الحقیقت حق کی تحقیق ہے

۵- چون (کیسے) چگونہ (کس طرح) سے بے تعلق ' مخلوق کے تصور سے برتر ہے

۶- اس راہ مین اے بے بضاعت انسان یہ حروف " اللہ " کا بیان (وضاحت) ہے

اسم اعظم وہ قدرت ہے جس کا نام ہمت ہے فی الحقیقت اسم اعظم ہے کیونکہ حق تعالٰی نے ہر سیار کے لیے اپنے اسمائے عظام میں سے ایک اسم ہبہ فرمایا ہے - اسی اسم کی بدولت وہ طیار ہوتا ہے کہ عام انسان اپنی ہمت سے پرواز کرتا ہے اور صوفی اپنی ہمت سے ایک قدم بھی تجاوز نہیں کرتا کیونکہ صوفی کا ایک قدم مکان میں ہے تو دوسرا لامکان میں ہے اسم اعظم ' تمام بینات کے موجودات اور آیات میں متجلی ہے پس ہر موجود اسم اعظم کے حروف کا ایک حرف ہے اور اس فقیر نے حضرت سیادت سے سوال کیا کہ اسم اعظم کون سا ہے فرمایا - اللہ پھر گزارش کی گئی ہے اس فقیر پر ایسے روشن ہوا کہ اسم اعظم - بسم اللہ ہے فرمایا - بے شک ہر دو متحد ہیں 'پھر اس فقیر نے عرض کی کہ اسم اعظم مین کثرت حروف شاید میری فہم کی کوتاہی کا باعث ہوں ' تبسم کیا اور فرمایا کہ

ایسے ہی ہے ' یقیناً ہر سیار بلکہ ہر شے کا اسم اعظم اس کے مرتبے کے مطابق ہے

پندرہ شعبان سنہ ۷۸۷ ہجری بروز جمعرات قصبہ سرائے سالی میں اسم اعظم کا ذکر کیا گیا کچھ عبارت تحریری کی گئی ' شب جمعہ جو کہ سولہ تاریخ تھی ' حضرت سیادت شاہ ہمدان کو عالم " واقعہ " میں دیکھا گیا آپ نے فرمایا کہ اسم اعظم کی حقیقت کو پانے کے لیے سعی بلیغ کرنی چاہیے تاکہ اس کی عظمت مشہود ہو کیونکہ جب مجھ پر اسم اعظم کشف ہوا تو اسقدر عظیم دیکھا گیا تھا کہ میں اس کی ایک انگشت تھا -

یہ کلام اس حدیث کی جانب اشارہ ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" قلوب العباد بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبھا کیف یشاء " (۱۳۶)

بندوں کے دل رحمٰن کے دست قدرت میں ہیں جس طرف چاہے انہیں موڑ دے اس حدیث کا نکتہ یہ کہ " اصبعین " سے مراد " قبضتین " ہے یعنی ایک طرف الہ العالمین کے قبضے مین پورا عالم ہے دوسری طرف صرف آدم۔ کیونکہ عالم حق کی صورت پر ہے اور آدم، عالم کی صورت پر، اس لیے آدم بھی صورت حق پر ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورتہ (۱۳۷)

ترجمہ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس کی صورت پر بنایا۔

نظم

کویکی سرگشتہ ھمچون گوی در کوئ طلب
قامتش اسرار این میدان اخضر گویی
کویکی پاکیزہ خاطر راست فہم و راست دل
تابذیرہر سخن صد نکتہ مضمر گویی
کویکی کز عقل دون خویش پا برتر نھند
تا سخنھای رفیع از عرش برتر گویی
کویکی غواص پی اندیشہ بسیار دان
تاعجایب ھای این دریا و جوھر گویی

ترجمہ ۔

۱۔ طلب کے میدان میں گیند کی مانند کو بہ کو سرگردان کہاں ہے کہ اس کا قامت (بلند) اس میدان خضرا کے اسرار ہمیں بتاتا ہے

۲۔ وہ پاکیزہ خاطر، راست فہم، راست دل کہاں ہے کہ ہر بات میں مضمر سیکڑوں نکتے بیاں کرتا

۳۔ وہ جس نے عقل دون سے بڑھ کر قدم رکھا ہے کہاں ہے کہ عرش سے

برتر ارفع کلام کرتا ہے

۴۔ وہ اندیشہ بسیار کا غواص کہاں ہے کہ اس سمندر کے عجائب اور گوھر ہمیں بتلاتا

پس جس کا اسم اعظم توحید افعال تجلی کے مشہود کا جلوہ گر ہے وہ تمام افعال کا صدور حق واحد سے جانتا ہے، جس کسی کا شہود حال، اتحاد صفات کی تجلی کا حاصل ہے وہ تمام صفات کا ظہور " احد قدیم سے سمجھتا ہے جس کسی کو ذات و حدت کی تجلی کا شہود نصیب ہو وہ تمام ذوات کے وجوب کے عین ذات واحد دیکھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ محمد و آل محمدؐ کی طفیل ہمیں اس مقام کے کمال کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جان لے کہ وحدت آٹھ قسم کی ہوتی ہے

۱۔ اتصالی = جیسے پانی واحد ہے
۲۔ ارتباطی = جیسے حیوان واحد ہے
۳۔ جنسی = انسان اور گھوڑا ایک ہیں
۴۔ نوعی = زید اور عمر ایک ہیں
۵۔ عرضی = سیاہی اور رنگ ایک ہیں
۶۔ اضافی = امیر اور ملاح ایک ہیں
۷۔ موضوعی = گلاب کا رنگ اور خوشبو ایک ہیں
۸۔ حقیقی = جو کسی طرح بھی قابل تجزیہ، تغیر پذیر یا مرکب نہ کی جاسکتی ہو جیسے حق تعالیٰ کی وحدت کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

" قل ھواللہ احد اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد "

(۱۳۸)

کہدیجے اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے اسے کسی نے جنا ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا مثیل ہے ۔

یقینا اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ان ساتوں وحدتوں سے منزہ ہے کیونکہ ان ساتوں میں سے ہر وحدت کثرت کی متقاضی ہے اللہ تعالے کی ذات قدیم، امکان کثرت سے بہت بالاتر ہے ۔

ھوالحی لاالہ الاھو الرحمٰن الرحیم، فاعلم انہ لاالہ الا ھو (۱۳۹)

وہ حی ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے ۔ پس جان لو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ذات جلال کی بارگاہ میں تمکین شہود کے مقام کمال اور کمال ذوق حاصل کرنے کی پوری توفیق عنایت فرمائے۔

شاہ ہمدان رحمتہ اللہ علیہ کی ختلان میں آمد

اے دوست جان لے کہ سنہ ۷۷۳ ہجری میں یہ فقیر خطہ مبارکہ ختلان کے قریہ علیشاہ میں منتقل حوا اس قریہ میں متوطن ہوا کچھ عرصہ ہوا تھا کہ ایک دن اخی حق گوی رحمتہ اللہ آئے اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ جب ایک سال گزرے گا تو اللہ تعالی کے دوستوں میں سے ایک دوست ختلان کے قریہ علیشاہ کے موضع زمستانی میں آئے گا' لازم ہے کہ اس کی صحبت کو غنیمت سمجھو ' یقیناً آج ایک سال پورا ہوگیا مجھے موضع میں جانا چاہیے ' جب اس منزل میں گئے ' اخی حاجی کے گھر مین قیام کیا ' دیکھا ایک دلکش ' نورانی درویش ' سیاہ عمامہ پہنے ہوئے بھی قیام فرما تھے ' دیکھا ' پہچان لیا کہ قایل غیبی نے جس دوست خدا کی خبردی ہے وہ یہیں سیاہ دستار والے درویش ہیں جنہیں سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز کہتے ہیں - فرد

مرد سیر راہ حق رازی سیہ باشد ولی
نور ایمان درویش روشن چوگل در گلبن است

ترجمہ - راہ حق میں سیر کرنے والا درویش کا راز سیاہ (گہرا) ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں نور ایمان اس طرح جگمگاتا ہے جیسے گلستان میں گلاب-

چند دنوں کے بعد جناب حق گوی اور اخی حاجی عالی مقام ' ملیع رکاب جناب حضرت سیادت کی معیت میں اس فقیر کے حجرے میں تشریف فرما ہوئے - اس علیل حقیر فقیر نے جناب جلیل سے اپنے قلب تپاں کی شفاء کے لیے سوال کیا ' پس آپ نے عبارات شریفہ میں نہایت لطیف معنی اس طرح بیان فرمائے کہ اس سوال کی عذوبت سے اس فقیر کا دل سرشار ہوا ' روح وجد میں آئی وہ سوال یہ تھا کہ

" یمحو اللہ مایشاء و یثبت " (۱۴۰) کے معنی کیا ہیں ' جواب فرمایا کہ -

" جو عارفین کے دل میں اسباب محو کر دے اور قدرت کا اثبات کردے اور غافلین کے دلوں سے قدرت کو محو کردے اور اسباب کا اثبات کردے - "

اسی جذب اور سرشاری کی کیفیت میں اچانک مولانا حاجی الناجی اللہ القدیر

ان کے گناہ معاف فرمائے ' ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے اور جناب سیادت سے ایک سوال کیا ' آپ نے فرمایا کہ - ہم ابھی مسلمان نہیں ہوئے اس سوال کی حقیقت کو کیسے پاسکتے ہیں -

آپ اٹھے اور گنبد علی شاہ میں آگئے ' چاشت سے شام تک اسی گنبد میں رہے ' حالانکہ موسم نہایت سرد تھا ' آپ نے لباس میں کرتے اور مرقع (جواس فقیر کو عنایت ہوا تھا) کے سوا کچھ نہیں پہنا ہوا تھا - اس مرقع کی حقیقت یہ ہے کہ جناب سیادت نے فرمایا کہ سفروں میں اولیائے کبار کے جامہ سے مجھے متعدد رقعہ (کپڑے کے پارچے) وصول ہوئے تھے میرا ایک ہلکا سا سیمابی لبادہ تھا یہ ٹکڑے میں نے اس کے ساتھ جوڑ لیے اور زیب تن کر لیے - نظم

یک شب ازین مجلس صد شمع بگیرند
گرزانکہ توبی مردہ هم زندہ شوی بابا
در ژندہ دریک دم تا زندہ دلان بنی
اطلس بدر اندازی در ژندہ شوی بابا
چون دانہ شد افگند بروست وورختی شد
این رمز چو دریابی افگندہ شوی بابا

ترجمہ -

۱- اس مجلس سے رات بھر میں سینکڑوں شمعیں فروزاں ہوتی ہیں اگر تو مردہ (دل) ہے تو ہمارے ساتھ زندہ ہوگا-

۲- اگر گودڑی میں ہے تو آ ' گھڑی بھر زندہ دلوں کو دیکھ تو اطلس پھینک دے اور ہمارے ساتھ گودڑی پہننے والا ہوجا-

۳- جب دانہ بکھیر دیا جائے تو وہ اگتا اور درخت بن جاتا ہے یہ رمزتب سمجھے گا جب تو ہمارے ساتھ افگندہ ہوگا-

بعض اوقات " واقعہ " میں دیکھا گیا کہ وہ مرقع طویل اور قصیر آیات سے مرکب ہے یہ معنوی صورت کا تفاوت ان اولیائے کبار قدس اللہ اسرارہم کے درجات مین تفاوت کی طرف اشارہ ہے

خط خدائیم ما ثبت لوح وجود بندہ مقبل کہ خواند خط خداوند خویش
انا القرآن السبع المثانی و روح الروح لا رواح الاوانی

ترجمہ ۔

۱۔ ہم لوح وجود پر خط خدائی بن کر ثبت ہیں ' بندہ مقبل کے خط کو پڑھتا ہے
۲۔ میں ہی قرآن اور سبع مثانی ہوں ۔ ارواح وقت کے لیے پر کیف روح ہوں ۔

اس فقیر نے جناب سیادت سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ خرقہ پہننا تخم طریقت ہے ۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد التماس کی تو حضرت سیادت گنبد سے اس فقیر کے حجرے میں تشریف لائے ' نماز فجر ادا کی گئی تو جناب سیادت نے اخی حاجی سے فرمایا کہ موزے خریدنے ہیں ' جناب اخی نے عمدہ قسم کے موزے پیش کیے ' جناب سیادت نے فرمایا کہ درویشانہ موزے چاہئیں لازما سستے موزے پسند کیے اور پہنے ' جناب اخی نے قپچاق میں جو نیا اور خوبصورت گھر تعمیر کیا تھا ' وہاں رونق افروز ہوئے اخی جناب سیادت کی صحبت کی سعادت سے فیضیاب ہوئے ۔ آپ نے اس گھر میں سردیوں کے تین ماہ قیام کیا ۔

میں ان تین مہینوں میں متعدد بار زیارت کے لیے حاضر ہوا ' اجازت نہ دی دل میں ملول ہوا ' حتیٰ کہ ایک دن کہ متعلقین سے آپ نے فرمایا ۔

" ملول خاطر نہیں ہونا چاہئے ' متفرق باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ خدائے تعالیٰ کے علم بیشمار ہیں اور دوست بیحد ہیں ' ممکن ہے کہ اس سید کو ان علوم میں سے کچھ عطا کیا گیا ہو اور وہ ان دوستوں میں سے ہو "

یقیناً یہ باتیں بہت موثر ثابت ہوئیں ' اس فقیر نے ملالت کی خستگی سے راحت کی وسعت پائی ۔ جناب سیادت کے آستانہ ناز پر نیاز مندی کی جبین رکھ دی لیکن ابھی دل میں کچھ اضطراب باقی تھا کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ جناب سیادت مشرق کی جانب رخ کرکے نماز ادا کر رہے ہیں ' جب حق گو آئے تو میں نے خواب بیان کیا ' اس نے جناب سیادت کے حضور عرض کی کہ ایسے خواب دیکھا گیا

ہے ' جناب سیادت نے فرمایا کہ
ہمارا بدخشان اور ملک ختلان جانے کا ارادہ ہے
پس نائم نے ہماری نیت کو خواب کی صورت مین دیکھا ہے ' حق گو واپس آئے اور مجھے خواب کی تاویل بتائی -

پھر میں نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا ٹیلہ ہے درمیانی قسم کی روٹیاں ہیں جو چھوٹی ہیں نہ بڑی ' حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ وہ روٹیاں تقسیم کررہے ہیں ' میں آہ وزاری کررہاہوں کہ وہ روٹیاں مجھے دیں ' نہیں دیتے میں بہت رنجیدہ خاطر ہوا ' عین اسی ملالت میں تھا کہ اچانک حق گوی ظاہر ہوئے ' انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ سے التماس کی آپ نے قبول کی اور مجھے ایک روٹی عنایت کی ' یہ خواب بھی میں نے حق گوی کو سنایا ' انہوں نے کہاچند روز ہوئے میں نے جناب سید سے درخواست کی تھی کہ اس عزیز کو بھی قبول فرمائیں اور صحبت شریف میں حاضری کی اجازت دیں ' آپ نے اجابت کا وعدہ کیا ہے

حق گوی نے بھی وہ خواب جناب سیادت کی خدمت میں بیان کیا - خواب بیان کرنے کے بعد پگڑی (لنگی) گردن میں ڈالے رویا اور قبولیت کی التماس کی - حضرت سیادت نے فرمایا - رونے کی ضرورت نہیں ' میں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ عزیز خدمت میں حاضر ہوگا پس حق گوی خوشی خوشی اس فقیر کے پاس آیا ' جو کچھ معاملہ ہوا بیان کیا اس فقیر کے دل سے اضطراب جاتا رہا اور یقین ہوا کہ سید ' خدائے تعالیٰ کبریا و تبارک اسماہ کے بندہ خاص ہیں ' آرزومند رہا کہ یہ فقیر کب ان جناب کے مبارک و میمون قول کے مطابق ان کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے اور ان کی ملاقات کی خوشخبری سے شادمان ہوتا ہے -

دوبارہ جب میں چشم ناز سے حضرت سیادت شاہ ہمدان کی خدمت میں گیا ' صحبت شریف سے مشرف ہوا ' تقویت دین کی درخواست کی ' سابقہ کوتاہی پر معذرت کے بعد استفاضۂ علمی جسے میں خیر کثیر گردانتا ہوں ' کی طلب کی ' حضرت سیادت نے فرمایا - اربعین رجب قریب ہے ' جب اربعین گذر جائے تو حاضر ہونا اگر مصلحت ہوئی تو استفاضۂ علمی میں مشغول ہوجائیں گے -

جب اربعین رجب تمام ہوا یہ فقیر جناب سیادت کی خدمت میں حاضر ہوا ملاقات کے دوران جناب سیادت کا وجود ایک نور متلالی کی مانند دیکھا جو چھا رہا تھا اور صورت قالب نہ دیکھا ' پس میں مدہوش ہوگیا سمجھ نہ آئی کہ کیسے بیٹھا جائے ' لازما جناب سیادت کے پیچھے بیٹھ گیا ' جب وحشت زائل ہوئی حضرت سیادت نے فرمایا - سامنے بیٹھنا چاہیے نہ کہ پیچھے ' میں اٹھا اپنا مصلا سامنے کی جانب پھیلایا ' آپ نے فرمایا - اس مصلے پر بیٹھو ' جب رعایت ادب سے بیٹھنے میں دیری ہوئی تو جناب سیادت نے فرمایا کہ پاسداری ادب یہ ہے کہ تعمیل کرو۔

لازما میں نے تعمیل کی اور مصلے پر بیٹھ گیا - اچانک اس دوران حاجی صفی مجنون نمودار ہوا ' آپ کی صحبت میں آیا ' ریش تراشیدہ تھا۔

میں نے جناب سیادت سے پوچھا کہ آیا اس جماعت کے لیے حجت ہے ' فرمایا ہے لیکن مفید نہیں ' کیونکہ حق تعالیٰ عوام میں سے بعض قلیل العلم کو جذبہ حقیہ کی بناء پر نوازتے ہیں ' جب وہ ہر حجاب ' ظلمت کی بجائے باطن میں نور اور مرحمت پاتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ ظاہر میں بھی تغیر کریں اور ظاہر کو بھی تبدیلی سے باطن کے موافق کریں لیکن علم شریعت کو نہیں جانتے اس لیے شرع کے مطابق تبدیلی نہیں کرتے اور بدعت کے مرتکب ہوجاتے ہیں -

بعض داڑھی منڈھواتے ہیں ' بعض ابرو تراشتے ہیں بعض ناک چھدواتے ہیں بعض بالوں کو بٹی کی مانند گوندھ لیتے ہیں پھر جاہل اسی قسم کی بدعتوں کو اپنا شعار بناتے ہیں ' وہ عزیز تو ان کاموں کے لیے ماخوذ نہیں ہوتے مگر یہ جہلا ماخوذ ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے بدعت کو شعوری طور پر اختیار کیا ہوتا ہے ان میں یہ بدعت راسخ ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی گمراہی سے محفوظ رکھے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -

" کل بدعۃ ضلالۃ الا بدعۃ فی العبادۃ " (۱۴۲)

ترجمہ تمام بدعتیں گمراہی ہوتی ہیں سوائے عبادت کی بدعت کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃ وکل عملٍ لا یعمل بسنتی فھو بدعۃ (۱۴۳)

ترجمہ - ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر عمل جو میری سنت کے علاوہ ہے وہ بدعت ہے

صاحب المصابح فرماتے ہیں -

البدعۃ ھو الرای الذی لیس لہ من الکتاب و لا من السنۃ سند ظاہر ولا خفی

ملفوظ ولا مستنبط " (۱۴۳)
ہر وہ رائے جس کی کتاب میں یا سنت میں کوئی ظاہری یا خفی سند نہ ہو وہ ملفوظات میں سے ہو نہ استنباط میں سے ' بدعت ہے ۔اہل لغت نے کہا ہے ۔

البدعۃ ما عمل بغیر مثال سبق

وہ عمل جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو بدعت ہے

یقیناً ذکر جہر بدعت نہیں ہے کیونکہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے ذکر جہر کیا ہے کیونکہ مصابیح کے باب " ذکر بعد از صلوۃ " میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو بلند آواز سے پڑھتے تھے ۔

" لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر لاحول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون " (۱۴۴)

ترجمہ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے لاشریک ہے اسی کی بادشاہی ہے ' اسی کی حمد ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی طاقت نہیں اس کے سوا الہ نہیں اس کے سوا ہم کسی اور کی بندگی نہیں کرتے ' اسی کے لیے نعمت ہے اسی کے لیے فضل ہے اسی کے لیے بہترین ثنا ہے ' اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے لیے دین میں مخلص ہیں خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے

خواجہ ابوالرضا رتن

حضرت خواجہ ابو الرضا رتن بن کربال البترندی رضی اللہ عنہ اصحاب رسول میں سے تھے ' آخر عمر تک ذکر جہر کرتے رہے ' ان خواجہ کا ذکر " اللہ " تھا شیخ علی لالا نے خواجہ کا زمانہ پایا اور وہ تین امانتیں جو حضرت رسول علیہ السلام نے شیخ کے لیے بھیجی تھیں وہ انہوں نے خواجہ سے وصول کیں ۔

اس فقیر نے خواجہ کے بعض پیروکاروں کو قصبہ اندخوی میں دیکھا ' ان کے

پیش قدم کی التماس پر تین روز ان کے ساتھ خلوت میں شمولیت کی ' خلوت سے باہر آکر میں نے مقدم سے پوچھا کہ ۔ کیا وجہ ہے کہ احادیث رتیہ مشہور نہیں ہیں سوائے ان تین حدیثوں کے جن پر اہل حدیث فخر کرتے ہیں ۔

مقدم نے جواب دیا کہ احادیث کی عدم شہرت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ مختار الدین الازنشی قدس اللہ سرہ کو تین چیزیں بطور امانت بھجوائی تھیں ۔

اول ۔ گروہ کرم ' دوم ۔ دھان مبارک سے قطرہ آب

سوم ۔ احادیث رتیہ جو شیخ مختار الدین کی وصولی تک موقوف رہیں ۔

حضرت خواجہ نے وہ تینوں چیزیں شیخ موسیٰ کے ہاتھ شیخ مختار الدین کو بھجوائی تھیں اور شیخ موسیٰ کو وصیت کی تھی کہ جب خوارزم جائے تو ایک بلند قامت ' گندم گوں جوان کو دیکھے گا جس کے ایک رخسار پر تل ہوگا ۔

کمر پر نان جویں باندھے ہوئے تفسیر کشاف پڑھتا ہوگا ' اس کی قرات " سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا " تک پہنچی ہوگی ' تجھے ملے گا

لازما یہ تینوں امانتیں اسے پہنچا دینا ۔ جب شیخ موسیٰ نے وصیت کی تعمیل کی شیخ مختار الدین نے شیخ موسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی ' راہ خدائے تعالیٰ کے سلوک کی طرف متوجہ ہوئے ' یقیناً احادیث رتیہ کی عدم شہرت کی وجہ یہ وقفہ رتیہ ہوگا ۔

وہ اوراد جو جناب سیادت نے جمع کیے ہیں آپ نے بیک وقت پڑھنے کی ترغیب دی ہے ' حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مختلف اوقات میں پڑھا ہے علماء علیہم الرحمتہ نے کہا ہے

بدعت پانچ قسم کے ہوتی ہیں ۔

۱۔ واجبہ ' ۲۔ مندوبہ ' ۳۔ محرمہ ' ۴۔ مکروہہ اور مباحہ

۱۔ واجبہ = ملحدوں ' بدعتیوں وغیرہ کی رد میں متکلمین کے دلائل کی تعلیم ہے

۲۔ **المندوبہ** = جماعت کے ساتھ تراویح کی ادائیگی ' علمی کتب کی تصنیف ' مدارس ' خانقاہ ' رباط وغیرہ کی تعمیر۔

۳۔ **المباحۃ** = کھانوں کی اقسام کی تفصیل۔

۴۔ **الحرام و المکروہ** = ان کی تفصیل ظاہر ہے۔

محی الدین النووی رحمتہ اللہ ' شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

" کل بدعۃ ضلالۃ ھذا عام مخصوص والمراد بہ غالب البدع "

ہر بدعت ضلالت ہے یہ عام مخصوص ہے اس سے مراد بدعت غالب ہے پس اکثر بدعت گمراہی ہوتی ہے کیونکہ ہر بدعت پر مداومت ' ضلالت کا منبع بن جاتا ہے۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

من فارق ذنبا فارق نور الن یعود الیہ ابدا (۱۴۵)

جس سے گناہ صادر ہوا ' اس سے نور جدا ہوا جو کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔ پس اہل بدعت کی صحبت سے بچنا لازم ہے ' حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **" من اھان صاحب بدعۃ امنہ اللہ یوم الفزع الاکبر و من لان لہ بکلمۃ او لقیہ بحشر فقد استغنا ماانزل اللہ بکلمۃ علی محمد "** (۱۴۶)

ترجمہ۔ جس کسی نے بدعتی کی اہانت کی ' اللہ تعالے اسے فزع اکبر کے دن (روز قیامت) امن میں رکھے گا ' جس کسی نے بدعتی سے ملاقات یا شیریں کلامی کی اس نے گویا اس کلمے کو ختم دیا جو اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا۔

اگر کسی کو مختلف اقوام سے ملنا پڑے تو اسے چاہئے کہ تمام خلائق سے نرمی اختیار کرے کیونکہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک تمام اہل دنیا کے لیے پھیلائی ہے ' یقین جانئے کہ نرمی ' آسانی کی پاسداری اور نجات کا باعث ہے ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

' تدورون علی من حرمت النار ' قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال علی الھین اللین السھل القریب (۱۴۷)

ترجمہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ آگ کس پر حرام ہے ' گزارش کی کہ اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں ' فرمایا۔ جھکنے والے ' نرمی کرنے والے ' سہولت برتنے والے ' قریب

آنے والے پر (یعنی نرم خو، صلح جو انسان جو ضدی، جھگڑالو اور قاطع رحم نہ ہو)
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ان اللہ یحب السھل الطلق" (۱۴۸)

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ سہولت کرنے والے آزاد مرد کو دوست رکھتا ہے ۔حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

"خالف الفاجر مخالفتہ خالص المومن مخالصتہ ودینک لا تسلمہ لاحد" (۱۴۹)

ترجمہ تمام بدعتیں گمراہی ہوتی ہیں سوائے عبادت کی بدعت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کل بدعۃ ضلالۃ" وکل عمل لا یعمل بسنتی فھو بدعۃ

جو کوئی اس کے ساتھ برائی کرے وہ بدلے میں اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئے، حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

المومن لا یحقد ولا یحسد ویکافی السیئۃ بالحسنۃ (۱۵۰)

ترجمہ ۔ مومن حسد کرتا ہے نہ کینہ، برائی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔

نورالدین جعفر بدخشی کا بیعت میں آنا

اس مجلس دہش کے آخر میں جناب سیادت نے فرمایا کہ ۔ مصلحت یہ ہے عید رمضان کے بعد افاضہ علمی میں مشغول؛ جائے اگر خدا نے چاہا کیونکہ اگر میسر ہوا تو انشاء اللہ دوسرا اربعین اختیار کیا جائے گا ۔

اس فقیر نے جب عید رمضان پر جناب سیادت کے جمال سے سرور پایا تو بیعت کی التماس کی، آپ نے فرمایا تو معلول، باب فقر کا ملازم نہین ہوسکتا، لیکن یہ فقیر التماس میں مخلص تھا اس لیے اجابت پائی، لیکن پھر بھی وعدہ ہوا کہ جناب سیادت جب اپنی زمستانی قیام گاہ سے جہاں پر اخی حاجی کی التماس سے گئے تھے واپس آئیں گے تو بیعت ہوگی ۔

جب آپ اخی حاجی کے نئے بارونق گھر واپس تشریف لائے چند روز قیام فرمایا، ایک رات اس فقیر نے بیعت کی، بیعت کی حالت میں جب اس فقیر کا ایک ہاتھ

پکڑا تو جناب سیادت کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان آپ کا نور ولایت دیکھا گیا کہ تمام گھر پر نور ہوگیا پس آپ جناب کے چمکتے ہوئے نور سے تعجب ہوا ' پگڑی سر سے اٹھائی گئی اس کا علم ہوا نہ خبر 'کوئی قینچی تھی اور نہ ظلمت 'مگر جب تحیر زائل ہوا تو دستار قطع شدہ تھی اور وہ پارچہ حضرت سیادت کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ اسے پاوں صاف کرنے کے لیے استعمال کیا جائے ' فرمایا کہ پای تابہ نہیں رومال بنائے جائیں گے۔

ایک اور موقع پر میں نے اخی حق گوی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ قینچی استعمال کی گئی تھی یا نہیں ' انہوں نے تبسم کیا اور کہا ' بلاشک پیشانی سے چند تاریں پکڑی تھیں ' بھائی حق گوی سے میں نے سوال کیا کہ ان دو وقتوں میں کہ جب میں نے جناب سیادت کا نور ولایت دیکھا 'کیا تو نے بھی دیکھا تھا۔ جواب دیا۔ نہیں

نظم

نفحہ آمد سر شمارا دید و رفت　　　هر کرا میخواست جان بخشید و رفت

ترجمہ۔ ایک جھونکا آیا تھا اس نے تمہیں دیکھا اور چلاگیا ' جسے چاہا جان عطا کی اور چلدیا۔

شاہ ہمدان کا بدخشان کا سفر

بیعت کی رات کی اگلی صبح بدخشان کا سفر اختیار کیا اور فرمایا کہ جب اس سفر سے واپس خطہ مبارکہ ختلان آئیں گے تو افاضۂ علمی میں مشغول ہوں گے انشاء اللہ اللطیف ' جب میں نے کچھ مسافت تک مشایعت کی تو فرمایا 'تجھے اسی جگہ ٹھہرنا چاہیے ' لازما میں نے فورا توقف کیا ' حالانکہ میرے دل میں تھا کہ جناب سیادت سے پوچھوں گا کہ دعائے سیفی ' حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے یا نہیں ' دل میں ایک خیال تھا ' اگر چہ ترک ادب تھا لیکن میں نے سوچا کہ یہ داعیہ (باطن کی آرزو) بھی درست ہونا چاہئے۔

اگلے روز برھان الدین جو رجال الہی میں سے ہیں آئے اور بیان کیا کہ کوہ توزقرغان کے دامن میں اس کی جناب سیادت سے ملاقات ہوئی ہے ' آپ نے فرمایا کہ آج رات تجھے ہمارے ساتھ رہنا چاہیے چنانچہ میں نے تعمیل کی ' اس رات ' میں جناب سیادت کے ساتھ قریہ توزقرغان میں رہا ' اس روز جب مین نے یہ سعادت حاصل کی ' اشارہ فرمایا کہ نور الدین سے کہنا - حرز یمانی کہ اسے دعائے سیفی کہتے ہیں ' حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ' پڑھنی چاہیے کیونکہ اس کے پڑھنے کے بیشمار فائدے ہیں - پس میں نے دعائے سیفی حاصل کی اور پڑھتا رہا لیکن اس کا حفظ کرنا موقوف رہا ' حتی کہ جناب سیادت آئے تو میں نے آپکی زبان مبارک سے سنی اور یاد کی ایک اور موقع پر جناب سیادت نے فرمایا کہ اگرچہ جس وقت بھی پڑھی جائے اس کے بیشمار فوائد اور بکثرت رحمتیں ہیں مگر صبحین (دونون صبحوں - صبح کاذب ' صبح صادق) کے درمیان پڑھنی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس وقت اس کی برکات زیادہ قوی ہوتی ہیں -

بدخشان میں ایک روز شیخ محمد عرب رحمتہ اللہ علیہ نے جناب سیادت سے گزارش کی کہ اے امیر! میں نے سنا ہے کہ جو کوئی حرز یمانی کو ہزار بار پڑھے اس شرط کے ساتھ کہ اول و آخر صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام تر دینی اور دنیاوی امور پورے کرتا ہے ' حضرت سیادت نے فرمایا کہ اگر چالیس بار بھی پڑھ لے تو کافی ہے لیکن مخلصانہ پڑھنا چاہیے -

اے دوست جان لے کہ جناب سیادت کی روح پرور صحبت کے دنوں میں جو بھی خیال میرے دل میں آیا ' آپ نے اسے مجھ پر آشکار کیا ' اگر اس کے اظہار کی مصلحت نہ ہوتی تو اشارہ " تنبیہہ فرماتے ' ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ " واقعہ " پیش آیا ہے جناب سیادت سے پوچھنا چاہئے - کیا فرماتے ہیں ' حالانکہ اس وقت بیمار تھے - کیونکہ اس مرض کی وجہ سے اندراب سے واپس آئے تھے ' جناب خواجہ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ ' اخی قوام الدین ' مولانا محمد سرای الیمنی بھی جناب سیادت کی خدمت میں حاضر تھے ' قاضی حسن کے گھر سے جو پل بندک کے قریب تھا'باہر آئے تھے اور فرمایا کہ آج رات قاضی حسن کے کبوتر خانے کے قریب رہو '

وہاں پر پر جناب امیر طوطی بھی جناب سیادت کی خدمت میں حاضر تھے ' انہوں نے چند کبوتر پکڑے اور جناب سیادت کی خدمت میں لائے ' جناب سیادت نے فرمایا لازم ہے کہ ترک عبادت نہ کرو - اس نے قبول کیا ' میں بھی جناب سیادت کے استقبال کو گیا تھا ' وہ دیکھا گیا " واقعہ " جب میں نے پوچھا تو آپ نے اشارے سے تنبیہہ کی لیکن کم فہمی حجاب بنی میں متنبہہ نہ ہوا میں نے جناب سیادت سے دوبارہ پوچھنا چاہا - آپ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اس گھر سے باہر چلے جاؤ ورنہ عصا سے تمہارا سر پھوڑ دوں گا -

جب خواجہ عبد اللہ نے اس شدت غضب کو دیکھا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے باہر لے آیا اور سوال کیا کہ تم نے زبان سے کوئی بات نہیں کی لیکن بتلاو ' دل میں کیا خیال تھا ' جب میں نے بیان کرنا چاہا تو حضرت سیادت نے آواز دی ' گھر لوٹ آو -

پس جب میں واپس آیا تو فرمایا کہ ہم کبھی کبھی اس کی حماقت سے تشویش میں مبتلا ہوجاتے ہیں ' جناب خواجہ نے پوچھا - وہ کیا ماجرا تھا جو ہم نہیں جانتے - فرمایا کہ - اسے نفس کے مقام صفا سے ایک " واقعہ " نصیب ہوا لیکن وہ تصور کرتا ہے کہ یہ امر عظیم ہے ' کیونکہ کوئی عمل کیا نہیں خدائے تعالیٰ کی راہ کے عجائب دیکھے نہیں ' ممکن ہے کہ حق تعالیٰ اس کی دستگیری فرمائے ' عجائب سلوک اسے مشاہدہ کرائے کیونکہ تمنا رکھتا ہے مگر معلول ہے ' جناب خواجہ نے کہ ان کا مبارک وجود اہل اخلاص میں سے منتخب ہے ' فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ جناب سیادت کی دعا مستجاب ہوگی -

جناب خواجہ نے بدخشان میں اس فقیر کو اشارہ کیا کہ حضرت امیر سے پوچھنا چاہیے کہ اگرچہ وہ اھل طریقت کے کاملین میں سے ہیں مگر اس قدر غضوب (غصیلے) کیوں ہیں - جب عشاء کی نماز ادا کی گئی جناب سیادت کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ اس فقیر کو بلاتے ' خواجہ کا سوال میرے دل میں آیا ' جب مسجد کے حجرے میں ' میں صحبت شریف میں حاضر ہوا ' مودبانہ دو زانو بیٹھا ' حضرت سیادت نے اس فقیر کو طلب کیا سوال سے قبل ہی تبسم کیا اور فرمایا کہ -

اگرچہ ہمیں طیش آتا ہے مگر ہمارا طیش (غضب) مغضوب الیہ پر رحمت کا

موجب ہے کیونکہ اوائل سلوک میں ہر دوشنبہ کو مجھے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت خاصہ نصیب تھی، مین دل میں اپنے غضب پر ملول تھا کہ حضرت مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ملول مت ہو تمہارا غضب، رحمت ہے۔"

پس ہمارا غضب رحمت کا باعث ہے اور ترقی کا موجب، جب خواجہ کی خدمت میں یہ ہدایا میں نے پہنچائے، خواجہ نے فرمایا کہ اب مجھے ایسی فرحت حاصل ہوئی ہے جس کی قیمت دونوں جہان سے بڑھ کر ہے۔

جناب سیادت کی صحبت شریف میں ہی تحقیق ہوئی کہ آپ جناب کا مکسور، مجبور ہے! کیونکہ آپ کا غضب ترقی کا موجب ہوتا تھا۔ اس سعادت کا ہدیہ ہے کہ حضرت سیادت کے جمال وجلال مجلّا تھے، اس حدیث میں اس سر کی طرف اشارہ ہے، حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"و خیار امتی احدّاؤھا الذین اذا غضبوا رجعوا" (۱۵۱)

ترجمہ۔ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں غصہ آتا ہے فورا نرمی کی طرف آتے ہیں۔

جناب سیادت نے ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغضب حتی تحمر عیناہ ووجنتاہ و یقول اللھم انا بشر اغضب کما یغضب البشر فأیّ مسلم سبتہ او لعنتہ او ضربتہ فاجعلہ منی صلوۃ (۱۵۲)

ترجمہ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں آتے تھے حتی کہ آپ کے رخسار مبارک اور آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں، فرماتے۔ اے بارالہا! میں غصے میں آتا ہوں جس طرح ایک انسان غصے میں آتا ہے پس ہر مسلمان جسے برا کہتا ہوں، لعنت بھیجتا ہوں یا مارتا ہوں، میری طرف سے اس پر سلامتی بھیج۔

ذخیرۃ الملوک میں امام محقق جعفر صادق علیہ و علی آباۂ السلام سے روایت ہے، فرماتے ہیں

ان فیک کل فضیلۃ الا انک متکبر قال لست بمتکبر ولکن کبریاء الحق قام منی مقام التکبر" (۱۵۳)

ترجمہ - تم میں سب فضیلتیں ہیں مگر یہ کہ تم متکبر ہو ' جواب دیا - میں متکبر نہیں ہوں لیکن کبریا حق تعالٰی سے مقام تکبر پر کھڑا ہوں -

یعنی ایسی جماعت جو نفسانی اخلاق کو مقام فنا پر ختم کردیتی ہے ' خانہ وجود کو صفات بشری سے منزہ کرتی ہے ' خاشاک ہستی کو کسبتی کے گوشے میں ڈال دیتی ہے ' یقیناً یہ مقبولان راہ ہیں جو بارگاہ لقا میں فانی مرادوں کے گھونٹ لینے کے بعد شربت بقا سے سیراب ہوتے ہیں -

کارکنان قدرت بعض کو حلم و حیا کا لباس پہناتے ہیں - کسی گروہ کو عزت اور کبریائی کی خلت سے مخصوص کرتے ہیں پس جب مقام محو پر بعض عزیز ان صفات کو اپنے وجود میں ظہور بخشتے ہیں تو عوام کا لانعام انہیں تکبر کا نام دیتے ہیں - لیکن محقق عارف جانتے ہیں کہ وہ حق کے تعزز اور سلطنت کبریائے مطلق کی تجلی ہے جو ان کے پاکیزہ بدنوں اور طاہر جسموں میں ظہور پذیر ہوتی ہے انہیں خود سے کچھ استطاعت نہیں ہوتی اور نہ ہی لوگوں کے ردو قبول میں آرام اور قرار ہے اور نہ ہی ان صفات کے ظہور میں کوئی اختیار ہے بلکہ اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے -

جو باب مدینہ علم ' منبع کرم و حلم ' شاہباز فضائے ازلی امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ

" ما احسن تواضع الغنی فی مجلس الفقراء رغبتہً فی ثواب اللہ تعالٰی و احسن من ذالک تیہ الفقراء علی الاغنیاء ثقتہ باللہ تعالٰی " (۱۵۴)

ترجمہ - غریبوں کی محفل میں مالدار کی فروتنی کتنی اچھی ہے جس مین وہ اللہ تعالٰی سے ثواب کی رغبت رکھتا ہو اور اس سے بہتر فقیروں کا استقامت اور پختگی سے اللہ تعالٰی پر یقین اور مالداروں کی محفل میں تکبر ہے -

یہ اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ دولتمندوں کا تکبر نفسانی نخوت کی وجہ سے ہے اور فانی امور کے عوارض سے اور وہ حق سے تغیر ہونے والا ہوتا ہے ' درویش کا تکبر عارف باللہ اور باللہ ہونے کی وجہ سے ہے یہی فقیر کا بہترین حال ہے کیونکہ اس کی قوت یقین پر دلالت کرتا ہے ' اسی سے جان لے کہ جو عاقل کے

نقصان کا موجب ہے وہ عارف کے کمال کا باعث ہے۔

شاہ ہمدان کی خطہ ختلان میں مراجعت

بدخشان کے سفر سے تین ماہ بعد آپ نے خطہ مبارکہ ختلان میں مراجعت فرمائی اپنے ایفائے عہد کے لیے تین ماہ تشریف فرما رہے، آپ کی بابرکت صحبت کے انوار اور اھل طریقت کے اسرار سے استفاضہ ہوا پھر آپ ملک ختا کے سفر کے لئے روانہ ہوئے مجھے اپنی کم فہمی کی بناء پر صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے بعض مسائل میں تردد تھا وہ میں نے جناب سیادت کی خدمت میں پیش کئے، آپ نے فرمایا کہ۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ مشکلات خود بخود حل ہوجائیں گی مزید برآنکہ جو کچھ مجھ سے پڑھا، سنا، سمجھا وہ تجھ پر آشکارا ہو جائے گا کیونکہ اس درویش کی توجہ تمہاری طرف مبذول رہتی ہے، میں نے از روئے اخلاص قدموں میں سر رکھا وداع کیا، چونکہ میرا عقیدہ تھا کہ آپ کا نفس نفیس صاحبان ایقان میں سے ہے میں ریاضت نفس کے ساتھ مقروءات (پڑھی ہوئی چیزوں) کے مطالعے میں مصروف رہا۔ کیفیت یہ تھی کہ گذشتہ دنوں میں ایک مدت تک ریاضت کرتا رہا۔ بے نوائی میری عادت ہوگئی تھی تھوڑی ہی فرصت میں بہت زیادہ کشادگی مجھے حاصل ہوئی، وہ مشکلات حل ہوگئیں آپ کے نفس مبارکہ کی برکت سے مزید بھی "لائح" نصیب ہوئے اور اب تک ہورہے ہیں۔

نظم

ھرکہ یابد چشم دل را کحل پیر　　　صاف گردد چشم جانش حق پذیر

ترجمہ۔ جس کے دل کی آنکھ کو مرشد کا سرمہ مل جائے اس کی حق پذیر روح کی آنکھ روشن ہوجاتی ہے

جب جناب سیادت ملک ختا کے سفر سے دوبارہ خطہ مبارکہ ختلان میں آئے تو یہ فقیر ولایت روستا میں آیا ہوا تھا، جناب سیادت کی آفتاب نے ولایت روستا کے مشرق سعادت سے طلوع کیا، جناب معظم شاہ شیخ محمد نے کہ اللہ تعالٰی اسے اسم محمد سے مسمی کرے، جناب سیادت کے نور صحبت سے منور ہوئے، نورانیت کے غلبہ کی

بناء پر شرف توبہ سے مشرف ہوئے ، انتہائی احترام و اکرام اور شاھانہ حسن عمل سے پیش آئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

شاہ موصوف سے متعدد ملاقاتوں کے بعد جناب سیادت نے فرمایا کہ کبھی کبھی شاہ کی خدمت میں جاو ، میں آج تک اس کی پاسداری کررہا ہوں ، حضرت سیادت نے فرمایا کہ شیخ محمد دنیا اور آخرت کا بادشاہ ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ ممکن ہے جلد ہی بدخشان کی حکومت شیخ محمد کو واپس مل جائے بہرام شاہ ککشی رحمتہ اللہ کی بیت اللہ کی زیارت کے سفر میں وفات کے بعد بدخشان کی پوری مملکت شاہ موصوف کو مل گئی۔

جب " حضرۃ اللہ " کی جستجو تھی ، جناب سیادت نے فرمایا کہ شیخ محی الدین قدس اللہ سرہ نے اپنی بعض تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ ایک بار میں نے ستر دن تک کچھ نہیں کھایا۔ پس اس درویش نے بھی " ناخوردنی " سے اپنے آپ کو آزمایا اور ایک سو ستر روز کچھ نہیں کھایا ، اگر کوئی چیز کھانا سنت نہ ہوتا تو باقی تمام زندگی یہ درویش کچھ نہ کھاتا۔

حضرت سیادت نے فرمایا کہ ایک بار روم کے علاقے میں موسم سرما میں اقامت کی نیت کی تھی ، موسم نہایت شدید تھا ایک رات اچانک احتلام ہوا ، نفس کو غسل میں سستی ہوئی ، مجھے غیرت آئی ، میں نے نفس پر لازم گردانا کہ بحسب نیت چالیس راتوں تک آب یخ بستہ سے غسل کروں گا ، مسجد میں ایک سنگ گراں تھا ، اٹھایا ، یخ بستہ پانی پر مارا اس پتھر سے منجمد پانی کو توڑا اور غسل کیا حالانکہ لباس میں پرانے خرقے کے سوا اور کچھ نہ رکھتا تھا۔ اسی طرح چالیس روز ہر رات وہ پتھر لے جاتا تھا برف کو توڑتا اور غسل کرتا تھا۔

جناب سیادت فرماتے ہیں کہ سات سال تک میں نے کرتے کے سوا کچھ نہیں پہنا اور کھانے میں نان جویں کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔ سات سال کے بعد ایک بزرگ نفیس کرتہ اور لذیذ طعام لائے۔ التماس کی کہ انہیں قبول کرنا چاہیے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے لایا ہوں ، میں نے جواباً کہا کہ اس دعویٰ کا شاہد ہونا چاہیے ، اس بزرگ نے تبسم کیا اور فرمایا ، شاہد کیسے ہو میں نے کہا مجھے بھی

اشارہ حاصل ہونا چاہئے ' لازما جواب تھا کہ - تمہیں بھی توجہ کرنی چاہیے ' جب میں صحبت سے فارغ ہوا تو میں نے توجہ کی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ - وہ اشارہ میرے ہی فرمان سے تھا پس لازما میں نے قبول کیا - نظم

هم ولی را ولی تو اند دید مصطفیٰ را علی تو اند دید

ترجمہ - ولی کو ولی ہی دیکھ سکتا ہے ' مصطفیٰ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو علی کرم اللہ وجہہ ہی دیکھ سکتے ہیں -

جناب سیادت نے فرمایا کہ ایک بار جناب شیخ محمود قدس اللہ سرہ کی معیت میں سفر میں تھا - جناب شیخ دوستوں کے ساتھ روزے سے تھے ' شیخ کے آب افطار کو میں اٹھائے ہوئے تھا ' جس منزل سے پانی حاصل کیا تھا وہاں سے چھ فرسنگ کا فاصلہ طے کر چکے تھے 'اول وقت میں نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ ساتھیوں میں سے کسی احمق نے اس پانی کو پی لیا ' لازما میں نے باقی پانی گرایا پھر اسی مقام پر جہاں پانی تھا گیا ' پانی لیا اور افطار کے وقت تک اس قیامگاہ پر پہنچا ' شیخ نے بڑی تیز نگاہوں سے مجھے دیکھا ' تبسم کیا ' اس وجود مسعود کی نظر کی برکت سے اسی رات مجھ پر اس قدر اسرار کشود ہوئی کہ اس سے پہلے اربعینات میں نہ ہوئی تھی -

جناب سیادت نے فرمایا کہ ہمدان میں ایک نہایت وسیع خانقاہ تھی مگر ابھی اس کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی - چنانچہ جب رات ہوتی ہم جاتے اور صبح تک اینٹیں بناتے پھر خانقاہ میں آتے ' باجماعت نماز ادا کرتے - تین ماہ بعد وہ خانقاہ مکمل ہوئی -
(رسالہ مستورات میں جناب سیادت قدس اللہ سرہ کا یہ واقعہ کچھ تفصیل سے لکھا ہے کہ آپ نے درویشوں اور مریدوں کے لیے خود ایک خانقاہ تعمیر کی حالانکہ آپ اس قدر صاحب استطاعت تھے کہ اگر مریدوں کو حکم دیتے تو وہ تمام خانقاہ سونے چاندی کی بنا دیتے ' لیکن آپ ہر رات اپنے دست مبارک سے ایک ہزار اینٹ بناتے جو دن کو خشک ہوتی ' دوسری رات گھاس ' تنکے جمع کرتے ' تیسری رات وہ اینٹیں خانقاہ کی تعمیر میں صرف کرتے ' اسی طرح تقریبا ایک مہینے میں خانقاہ تیار ہوئی - درویش اسی خانقاہ میں آتے اور اربعین میں مصروف رہتے -)

فقرا موسم سرما میں اربعین کے دنوں میں اس خانقاہ میں جمع ہوتے تھے۔
حضرت سیادت نے فرمایا کہ نصف قریہ جو حق شرکاء کا تھا، میں نے بارہ ہزار دینار میں خریدا۔ اور خانقاہ کے لیے وقف کردیا۔ جب میں نے شیخ سے گزارش کی تو غصہ کیا کہ خریدنے سے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اس قریے کے فائدے میں تم مصروف تھے، میرے بعد فرمایا۔ الحمد للہ کہ سید نے باقی قریہ وقف کرکے ہمارے دل سے ملالت کو ختم کردیا ہے۔

کسب حلال و کلاہ دوزی

جناب سیادت نے فرمایا کہ۔ ایک بار میں سفر میں تھا، جارہے تھے کہ اچانک چند سوار ملے ان میں سے ایک سوار نیچے اترا، اس نے اس درویش کے قدموں پر سر رکھا، بہت رویا، میں نے پوچھا۔ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ کا غلام فلاں ترک ہوں کہ حضرت امیر شہاب الدین نے مجھے فلاں امیر کو بخش دیا تھا اس نے دو سو دینار پیش کیے، استدعا کی کہ قبول فرمائیں، آپ نے سو دینار سے فقیروں کے لیے دعوت کا اہتمام کیا کیونکہ وہ راستے کی صعوبتوں سے نڈھال تھے، میں نے بھی اس دعوت سے کھایا، بعد میں واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سالہا سال کے بعد حرام نہیں کھانا چاہیے، جب میں بیدار ہوا تو تکلف سے قے کی۔

ایک بار حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے "واقعہ" میں مشرف ہوا، آپ نے فرمایا کہ اپنی کمائی سے کھانا چاہیے، میں نے گزارش کی کونسا کسب اختیار کروں، حضورؐ نے فرمایا۔ کلاہ دوزی۔

اس واقعہ کے بعد ایک عزیز آیا ایک گز کپڑا (شانہ بافت فتوح) لایا، اس کے بعد دوسرا آیا وہ انگشتانہ لایا، بعدازاں ایک عزیز سوئی اور دوسرا قینچی لایا، میں نے ٹوپی قطع کی جب سلائی کی تو اچھی نہ تھی۔ کیونکہ میں نے کبھی سلائی نہیں کی تھی، شرم محسوس ہوئی کہ اسے بازار لے کر جاوں شہر سے باہر جاکر میں نے مٹی میں

دبادی - اور حجرے میں واپس آگیا جب کچھ وقت گزرا ' ایک عزیز حجرے میں آیا اور وہی ٹوپی ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا ' اس نے پوچھا کہ یہ ٹوپی آپ نے بنائی ہے ' میں جواب دیا - جی ہاں ' اس نے تبسم کیا اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو اس ٹوپی کو جسے آپ کے دست مبارک نے تیار کیا ہے تبرک کے طور پر اپنے سر کا تاج بناوں - میں نے کہا - اجازت ہے ' پھر اس نے باقی کپڑے کی چند ٹوپیاں قطع کیں اور سلائی کی ' مجھے ٹوپی کاٹنا اور سینا سکھایا ' طویل صحبت کے بعد میں نے کہا مجھے یقین ہے کہ آپ اولیاء اللہ میں سے ہیں لیکن فرمایئے کہ ٹوپی چھپانے کی آپ کو کس نے خبردی ' اس نے جواب دیا - حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے -

جناب سیادت نے فرمایا کہ ایک بار عزیز کھردرا کپڑا لایا اور کہا کہ میرے لیے کرتہ قطع کریں اور سیں ' حالانکہ مجھے نہیں آتا تھا لیکن غیرت ہوئی کہ کیوں - میں نہیں جانتا ' پس میں نے کہا کپڑا چھوڑ دو اور تم جاو میں فرصت میں مشغول ہوں گا ' میں اپنا کرتہ پھیلایا اور اسی طریقے سے قطع کرکے سی دیا -

جناب سیادت نے فرمایا کہ ہر ریاضت جو اسلاف کے مشائخ نے کی میں نے وہ تمام ریاضتیں کیں ' ان ریاضتوں کے اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے یا نہیں ' امید رکھتا ہوں کہ حضرت بادشاہ عالم ' متابعت کے اخلاص کی بناء پر ان ریاضتوں کے اسرار کو ظاہر فرمائے گا کیونکہ ان میں سے بعض حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی برکات سے سعادت کبریٰ کی بناء پر حاصل ہوتا ہے اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے کہ -

نعم و من اتبعک   مبارک ہے وہ جس نے تیری پیروی کی -

جناب سیادت نے فرمایا کہ میں نے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ - فصوص کے کیا معنی ہیں ' آپ نے جواب فرمایا کہ - الفصوص ھواللہ یعنی نگینہ وہ اللہ ہے -

حضرت سیادت نے فرمایا کہ اگرچہ کھانے کے بعد کی دعائیں بکثرت آئی ہیں مگر یہ دعا جامع ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم دی ہے -

اللھم اغفر لصاحب الطعام و لا کلہ ولمن کان سیا فیہ اللھم زد نعمتک علی عبادک

ولا تنقصھم بفضلک و جودک وکرمک یا اکرم الاکرمین و یا ارحم الراحمین (۱۵۴)

ترجمہ ۔ بار الہا! مغفرت کر صاحب طعام کی 'اس کے کھانے والے اور اہتمام کرنے والے کی
اے اللہ اپنے بندوں پہ اپنی نعمتوں کو زیادہ کر اپنے جود وکرم کے صدقے اپنے
فضل کو کم نہ کر اے سب سے زیادہ عظمت والے 'سب سے زیادہ رحم

فرمایا کہ اگرچہ روایت ہے کہ اسم اشارہ سے ہے مگر مجھے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تعلیم دی ہے جیسے بیان کی گئی ۔

جناب سیادت نے قریہ علیشاہ میں ایک بار اصحاب پر خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تم نے نام تو اھل طلب کا رکھا ہے جو کچھ وہ اہتمام کرتے ہیں اس پر تم استقامت نہیں کرتے 'کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس درویشانہ رنگ و بو کے باوجود 'کھانے 'سونے میں فرحت کا طلبگار رہو' خدا کی قسم میں نے اپنے اختیار سے کبھی اپنے پہلو زمین سے نہیں لگایا 'سویا نہیں اس تمام مشقت کے باوجود خود کو ایک " سگ " سے بہتر نہیں جانتا

نظم

سگ بہ زکسی باشد کو پیش سگ کویت دل را تجلی بیند و جان راخطری داند
گمراہ کسی باشد کہ او در ھمہ عمر خود جز تو دگری بیند جز تو دگری داند

ترجمہ ۔ کتا اس سے بہتر ہے کہ وہ تیرے سگ کے سامنے دل کو مجلاّ اور جان کو " خطر " سمجھے گمراہ وہ ہے جو تمام عمر تیرے سوا کسی اور کو دیکھے 'کسی اور کو جانے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال اصطفا کے باجود اتنی ریاضت کرتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک' دن رات کثرت قیام کی وجہ سے متورم ہوجاتے تھے حتیٰ کہ جب تک سورہ طہٰ نازل نہیں ہوئی تو پورا قدم زمین پر رکھا اور فرماتے تھے

" شیبتنی سورۃ الھود " (۱۵۵) سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کردیا ہے

کیونکہ سورہ ہود میں آیتہ مبارکہ " فاستقم کما امرت " کا حکم اور استقامت کی صعوبت بوڑھا ہونے کا باعث ہے

صفت بروز

اے دوست جان لے کہ ایک رات امیر عمر خوشی (اللہ تعالی انہیں خوش رکھے)کے نماز خانے میں ' میں حاجی اسحاق کا مصاحب تھا' تب حضرت سیادت سفر کعبہ سے واپس آئے تھے 'میں سویا پھر بیدار ہوا تو ایسا حال طاری ہوا جو وجود کو تحلیل کرنے والا اور شہود کو پانے والا تھا ' اس " حال " میں دیکھا گیا کہ ایک بڑا سا کوچہ ہے جس میں لوگوں کو سیادت دکھائی دے کہ آپ ایک اونچی چھت پر دو زانو بیٹھے ہیں ' میں نے جناب سیادت کی طرف رخ کیا ' آنکھیں آپ پر لگائے ہوں ' اسی "حال " میں کمال جمال مشاہدہ کررہا ہوں ' آپ تجلی حق قدم میں مستغرق ہیں ' اس حال کا سلطان تجلی عربی زبان میں عجیب کلمات کہہ رہا ہے جنہیں سوائے چند ایک کلمات کے میں نہیں سمجھ سکا - جو سمجھ سکا وہ سلطان حال کے فارسی جملے تھے کہ فارسی زبان میں کہہ رہے تھے کہ - " اگر عالم میں چالیس " نعمتہ اللہ " بھی ہوں تو وہ سید علی ہمدانیؒ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے "

جب اس حال کی کیفیت گزر گئی ' حاکم عقل نے احساسات کے میدان میں ادراک کا خیمہ نصب کیا ' جناب حاجی اسحاق نے فرمایا کہ یہ کیسا حال تھا جس نے مجھے بھی متاثر کیا -

حضرت سیادت نے بدخشاں میں شیخ عبداللہؒ سے سوال کیا کہ آپ نے ' شیخ تمیمی سے کرامت دیکھی تھی خواجہ نے فرمایا کہ جب خوارزم میں شیخ یعنی میرے والد شیخ تمیمی کی زیارت کو گئے تھے مسجد میں مقیم تھے تمام رات سر کے بل گرے قرآن مجید پڑھتے تھے 'خوارزم کے علما اور فقرابھی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے ' بیٹھے تھے کہ عروس شاہ بھی زیارت کو آئی ' شیخ تمیمی نے عروس شاہ پر عتاب کیا اور کہا - ہماری مرید کیوں نہیں ہوئی کہ دوسروں کی مرید بن گئی پھر ہماری زیارت کو آئی ' اس پر لرزہ طاری ہوا ' منہ کے بل گر پڑی ' شدت سے کانپ رہی تھی ' جناب سید جلال نے میرے والد سے التماس کی کہ بادشاہ کی زوجہ کی تو خلاصی کرائیں ' میرے والد نے قبول کیا شفاعت کے لیے متوجہ ہوئے ' شیخ تمیمی نے عروس شاہ کی پشت پر ہاتھ مارا وہ

اٹھی اس ہیبت سے خاتون کا چہرہ متغیر ہوگیا تھا - ' حضرت سیادت نے فرمایا کہ شیخ نے سنت کی روش پر عمل نہیں کیا بلکہ جوگیوں کا طریقہ اختیار کیا ' اس قسم کا تصرف جو شیخ نے کبرسنی میں کیا ' اس درویش کو پہلے اربعین کے پندرھویں روز ہی حاصل ہوگیا تھا لیکن قطعاً کوئی تصرف نہیں کیا ' بجز آنکہ جب میں شیخ تمیمی کے پاس گیا تو انہوں نے میرے ایک درویش کے ساتھ ' ایک بات کہنے پر یہی سلوک کیا - لازما اپنے ساتھی کی وجہ سے اس تصرف کا اعادہ کرنے کی ضرورت پیش آئی - جناب خواجہ نے فرمایا کہ شیخ تمیمی سے سنا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ - ہمارے کارخانے میں کوئی آگے نہیں بڑھا (سبقت نہیں لے سکا) سوائے ایک غیور ' سیاح ' سید جوان کے کہ اس جیسا سالک نہیں دیکھا گیا

جناب کا کای شیرازی نے بیان کیا کہ کچھ عرصہ اس موضع سے جو میرا مقام حضور تھا اور میں ایک آواز سنتا تھا جو مجھے علم سکھاتی تھی ' میں نے پوچھا کہ یہ کس کی آواز ہے 'میں نے جواب سنا کہ سید علی ہمدانی" کی آواز ہے جب میں ماوراء النہر میں آیا ' سید علی ہمدانی کی شہرت سنی ' آپ کی زیارت کے لیے گیا میں نے دیکھا کہ آپ کے کمال کی انتہا نہیں ' جب آپ نے کلام کیا تو پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جو میں اس علاقے میں سنتا تھا لازما میں نے صحبت شریف کو اختیار کیا کیونکہ آپ کی عالی ہمتی سے میں علم سے بہرہ ور ہوا تھا - نظم

وما سار فوق الماء اقطار فی الھواء
او اقتحم النیران الا ہمتی

ترجمہ - ہوا میں پانی کے قطرات نہیں پھرتے ' آگ میں سوز نہیں پیدا ہوتا ' مگر میری ہمت سے خود جناب سیادت میں یہ کمال ظاہر تھا کہ جب کوئی دوسرا چند قدم چلتا ' حضرت سیادت ایک مسافت طے کرلیتے ' قرآن پڑھتے وقت دوسرے نے پوری کوشش سے ابھی چند کلمات ہی پڑھے ہوتے اور آپ قرآن مجید کا بیشتر حصہ پڑھ لیتے ' یہ سرعت ' روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے تھی -

اس فقیر نے جناب خواجہ عبداللہ رحمتہ اللہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب جناب سیادت نے بدخشانی منزل سے خطہ ختلان کے اصحاب کی طرف سفر کیا '

جس حجرے میں جناب سیادت تھے ' میں آیا ' دیکھا جناب امیر بیٹھے ہیں ' میں نے سوچا ' سلام کرنے کے بعد پوچھنا چاہیے کہ آیا ختلان کے سفر کا ارادہ ترک کردیا ہے 'میں بات کرنا ہی چاہتا تھا کہ جناب کی وہ صورت امیریہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ' میں تحیر میں تھا کہ یہ کس طرح کا حال تھا جو ظاہر ہوا اور جلد ہی جاتا رہا -

یہ فقیر بعض اوقات آئینے میں دیکھتا تو حضرت سیادت کا چہرہ نظر آتا تھا ' مسلسل دیکھنے کے بعد اپنا چہرہ دکھائی دیتا تھا -

نظم

من باتو چنانم ای نگار ختنی　　　کاندر غلطم کہ من تو ام یا تو منی

ترجمہ - اے ختن کے محبوب میں تیرے ساتھ اس طرح ہوں کہ سمجھ نہیں پاتا کہ میں تو ہوں یا تو میں ہے

اے دوست جان لے کہ صوفیا قدس اللہ سرارہم کے درمیان حیات و ممات میں حقیقت بروز کاملین پر مشہود ہوتی ہے -

جناب خواجہ سے میں نے سنا کہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ شیراز میں ایک ولی صفت بروز میں مشہور تھا ' یہاں تک میں اس کی خدمت میں تھا ' ایک جماعت کھانا پکانے میں مصروف تھی - ایک شخص آیا ' اونٹ لایا اور کہا کہ میں شیخ سعدی کے مزار پر اس ولی کی خدمت میں تھا کہ ایک جماعت ان کی صحبت شریف میں ہے انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ بزرگوار کی صحبت سے مشرف ہوں وہ جماعت جن کی مصاحبت ہیں ، ہیں محتا انہوں نے ولی کو توقف کے لیے کہا ' اس نے قبول کیا اور مراقبے میں چلا گیا - اس مجلس کے لوگوں نے ایک شخص کو گھوڑے پر سوار کیا اور کہا فی الفور جاو اور دیکھو کہ یہ ولی شیخ سعدی کے مزار پر اس جماعت کے ساتھ بیٹھا ہے یا نہیں ' پس وہ سوار تیزی سے گیا اور جلد واپس آگیا اس کے واپس آنے اور اطلاع لانے تک اس ولی نے اپنے سر مراقبے سے اٹھایا - اشارے کے طور پر منہ پر انگلی رکھی کہ کچھ مت کہو ' لیکن انہوں نے خفیہ طور پر مخبر سے سوال کیا ' اس نے جواب دیا ' جی ہاں وہ بزرگ شیخ سعدی کے مزار پر اس جماعت کے ساتھ جاگزین ہیں ' یہ شکر اور مغز بادام انہوں نے مجھے دیے ہیں

اور نقل ہے کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہم کئی بار آخرت سے دنیا میں

آئے اور دنیا سے آخرت میں گئے ' مسئلہ بروز کی تحقیق یہ ہے کہ روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے اپنے مقام پر جسد کی صورت میں روحانی طور پر گزر جاتے ہیں اور ایسے مقام پر چلے جاتے ہیں جہاں ان کا تعلق خاطر اس مقام کے اہالی کے ساتھ یا اس مقام کے رہنے والوں کا ان سے ہو -

منقول ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ کو ایک رات سترہ مقام پر بلایا گیا ' آپ نے قبول کیا ' خادم حیران ہوا کہ اس ایک رات میں سترہ مقام پر کیسے جائیں گے ' چونکہ مولانا کو نور ولایت سے معلوم ہوا کہ خادم تشویش میں ہے ' گھر آئے اور حکم دیا کہ گھر کے دروازے کو باہر سے بند کردے کہ ہر جگہ جائیں گے اور گھر سے باہر نہ آئیں گے ' جب صبح ہوئی تو سترہ جگہوں سے لوگ نئی نئی ہوئی غزلیں لائے اور دعوت کے قبول کرنے کا شکریہ بھی ادا کیا ' سترہ جگہوں کے لوگوں نے بیان کیا کہ آج رات ہم صبح تک مولانا کی صحبت شریف میں رہے حالانکہ مولانا گھر سے باہر ہی نہیں آئے تھے -

شریعت میں ان معنی کی سند ہے وہ سند یہ ہے کہ دیندار عالموں اور نامور فقیہوں نے اپنی کتابوں مین بیان کیا ہے ' روا ہے کہ ہزار نایم ایک ہی وقت میں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھیں آخرت میں بھی تمام اھل جنت کو اگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت بیک وقت نصیب ہوگی ' یقینا وہ مصاحبت سب کو حاصل ہوگی ' روحانیت کا یہ غلبہ عالم قدرت سے ہے -

واللہ علی کل شی قدیر (۱۵۷) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

لیکن " بدل " کو جس صورت میں بھی ہو اس کا علم ہوتا ہے دوسرے اولیاء کاملین اگرچہ تمام مراتب وجودیہ کی خبر رکھتے ہیں لیکن دفعہ واحدہ میں نہیں بلکہ مختلف مواقع پر - لیکن کاملین پر بھی بعض اشیاء مخفی ہوتی ہیں ' ان کے عدم التفات پر یا ذات اور صفات میں استغراق کی بناء پر -

اسی وجہ سے مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطہر ' حق تعالیٰ باقی کا مستر ہے یا نہیں ' یہ اختلاف تجلی صفات مین دوام

استغراق میں ہے لیکن تجلی ذات میں دوام استغراق دنیا میں ممکن نہیں بلکہ لحظہ بھر کے لیے ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

"لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" (۱۵۸)

ترجمہ ۔ اللہ کے ساتھ میرا ایسا بھی وقت ہے جس میں نبی مرسل سماسکتا ہے نہ کوئی ملک مقرب ۔

میں نے جناب سیادت سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ سالک قوی ہو لیکن وہ اڑھائی یا تین گھنٹوں سے زیادہ کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ حدیث کہ الا یمان ثابت والیقین خطرات (۱۵۹) ایمان ثابت ہے اور یقین خطرات ہے

اجمالی طور پر تمام تجلیات پر حاوی ہے کیونکہ یقین عین ذات ہے جو افعال اور صفات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور ایمان بن جاتا ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

الایمان یقین کلہ (۱۶۰) ایمان کل یقین ہے

پس ایمان ، ہمیشہ افعال کا مکاشفہ اور صفات دایم کا مشاہدہ ہے تمکین ذات کے بعد معین ذات کا ایمان خطرات کی مانند ہے اگرچہ مقام تمکین ہی میں ہو ۔ نظم

چو تو پیدا شوی از اھل دینم چو تو پنہان شوی از اھل کفرم

ترجمہ ۔ جب تو ظاہر ہو تو میں اہل دین سے ہوں ، جب پنہان ہوتو میں اہل کفر سے ہوں

حضرت سیادت نے تمام تجلیات کو اجمال کے ساتھ اس نظم میں بیان کیا ہے ، اللہ تعالی آپ کے اسرار کو پاکیزہ کرے ہماری نیکیوں کو زیادہ کرے

نظم

از کنار خویش میابم دمادم بوی یار زان ھمی گیرم بھردم خویشتن را درکنار
چون کنارم را میانی نیست پیدا ھرزمان درمیان خون دل جانم غمش گیرد کنار
چون میانش راکناری نیست زان درحیرتم کان چنان نازک میانی ھست دائم ،لی کنار
نی میانش راکناری نی کنارم را میان وزمیان آتش عشقش نمی یابم کنار

برکناراست آنکہ سودای میانش درسر است   وزمیان آن خورد برگز بود خود شدبر کنار
نیست کسی را ازمیانش جز کناراندر دوکون   از میان اینچنین دولت کسی جوید کنار
از کناری گر علی بوی میانش یا فتی
در خیال آن میان از خویش گشتی باکنار

ترجمہ ۔

۱۔ اپنی آغوش سے ہمیشہ دوست کی خوشبو پاتا ہوں اس لیے مین ہمیشہ خود کو گلے لگاتا ہوں

۲۔ چونکہ میری آغوش کا ہرلحظہ کوئی میان نہیں اس لیے ہمیشہ میری جان اس کے غم کو گلے لگاتی ہے

۳۔ چونکہ اس کے میان کا کوئی کنار نہیں اس لیے حیرت میں ہوں وہ اس قدر نازک میان ہمیشہ بیکنار ہے

۴۔ اس کے میان کا کوئی کنار نہیں اور میری کنار کا کوئی میان نہیں میں اس کی آتش عشق سے کنارہ کشی نہیں پاتا

۵۔ جسے اس کے میان کا سودا ہے وہ کنارے پر ہے اس کے میان سے وہ فیضان پاتا ہے جو اپنے آپ سے کنارہکش ہو

۶۔ کونین میں اس کی چاہت سے کوئی کنارہ کش نہیں ہوتا ۔ ایسی دولت سے کون کنارہ کشی کا متلاشی ہوسکتاہے

۷۔ اگر علی کسی آغوش سے تو اس کے میان کی خوشبو پالے اس کے خیال میں خود سے کنارہ کش ہوجائے

اور جان لے! کہ "کنار" اول سے مراد دل ہے 'کنار دوم سے مراد مراقبہ ہے پہلے میان سے مراد وجود مطلق ہے دوسرے " میان " سے مراد تجرد صفات اور مراقبے میں ثبات ہے ' "بوی" سے مراد نفحات ربانیہ ہیں اس حدیث میں مذکور ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعر ضوالھا   (۲۴۱)

ترجمہ ۔ ایام دھر میں تمھارے رب کے نفحات ہیں جن سے وہ روشن ہوتے ہیں یعنی

فی الحقیقت اور بے شک تمہارے پرور دگار اور تمہارے زمانے کے دنوں میں تجلیات ربانیہ ہیں پس ان سے آگاہ رہو ' ان تجلیات کے لیے مراقبے اور توجہ کو لازم قرار دو ' " یار " سے مراد حضرت پرور دگار ہے کہ وہی رفیق اعلیٰ ہے جیسا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالم نزع میں فرماتے تھے " الرفیق الاعلیٰ " (۱۴۲)

نیز جب زمانہ حیات میں سفر کرتے تو فرماتے تھے کہ ۔

" اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل " (۱۴۳)

اے اللہ تو ہی سفر میں میرا ساتھی اور میرے اہل میں خلیفہ ہے ۔

" حیرت " سے مراد یہ حیرت ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔رب زدنی فیک تحیرا (۱۴۴)

ترجمہ ۔ اے میرے رب! ذات میں میرے تحیر کو زیادہ کر۔

مطلع اور تخلص سے جو باہم انضمام پائے ہیں معلوم ہوتا ہے حضرت سیادت اطلاق کے مقام پر تھے اگرچہ ذات کے جمال اور جلال کی طرف ہدایت کرنے والے تھے 'اگر کسی عزیز پر اس مبارک نظم کے کچھ اور معنی واضح ہو ' تو ہو سکتے ہیں کیونکہ کلام ذو وجوہ ہے ۔

وقت سخن چون کہ بعیبی رسید　　عیب رہا کن بمعنی رسید

ترجمہ ۔ بات کرتے ہوئے اگر کوئی عیب نظر آئے تو صرف نظر کرتا کہ حقیقت کو پاسکے ذات کبیریا ہمیں مقام اطلاق عطا فرمائے ' محمد و آل کے صدقے اپنی نوازشوں سے مشرف کرے ۔

شرح غزل

اے دوست جان لو کہ اس خلاصۃ المناقب کی تحریر اور بیاض قلمبند کرنے سے قبل ' شان جلیل رکھنے والے ' انبیاء الامراء ' خلاصہ اولاد کبری جس کا نام محمد ہے میر کا لقب ہے ' اللہ تعالیٰ اسے اپنی محبت اور رضا پانے کی توفیق دے ' کی التماس پر مذکورہ بہ بالا نظم کی شرح لکھنی شروع کی ' اچھا لگا کہ اس مناقب میں اس شرح کو

شامل کیا جائے تاکہ اجمال کے بعد تفصیل بھی آجائے اس میں مطالعہ کرنے والوں اور سننے والوں کے لیے زیادہ فائدے ہیں ' اللہ تعالی محمدؐ کے صدقے میں اسے مطالعہ کرنے والوں اور سامعین کے دلوں میں راسخ کردے - وہ شرح یہ ہے

۱۔ و آل محمدؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو حجاب کو اٹھانے والا ' راستی دکھانے والا ہے - مقام قابَ قوسین اوادنی کے مالک محمد مصطفیٰؐ ' ان کی آل اور اصحاب پر سلام ہو ' جنہوں نے صفائے باطن کا التزام کیا ' وفا کی توفیق صرف اللہ کی جانب سے ہوتی ہے ' اے جیب - لبیب

بعض اھل اللہ کو شہود ذات کا حال ہوتا ہے ' بعض کو شہود صفات کا اور بعض کو شہود افعال کا - لیکن ذات کے شہود کا حال دنیا میں چند لمعات اور تجلیات تک محدود ہوتا ہے ' صفات کے شہود کا دوام حال مختلف ہوتا ہے لیکن افعال کے شہود کا دوام حال تمکین کے بعد متفقہ ہے -

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود میں " استتار " کے بارے میں اختلافات ہے ' بعض کا خیال ہے کہ حضرت کو شہود صفات کا حال دایم حاصل تھا ' بعض کا خیال ہے کہ دایم نہیں ہوتا تھا بلکہ اکثر اوقات ہوتا ہے اور حدیث

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولانبی مرسل

ترجمہ - اللہ کے ساتھ میرا ایسا بھی وقت ہے جس میں ملک مقرب سماتا ہے نہ کوئی نبی مرسل -

تجلی ذات پر دلالت کرتی ہے جو کبھی کبھی ہوتی ہے لیکن تجلی صفات اکثر اوقات ہوتی ہے دوام کے ساتھ تجلی ذات صرف آخرت میں موعود ہے اس کے دوام سے مراد مقام محمود کا شہود ہے - یہ جو بعض اولیاء اللہ نے فرمایا کہ - ہم ہمیشہ حق تعالی کے مشاہد ہیں بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک لحظہ کے لیے بھی محجوب ہوں تو مرتد ہوجائیں ' بعض کہتے ہیں کہ اگر لحظہ بھر کے لیے محروم ہوں تو مرجائیں ' صرف صفات اور افعال کے شہود کے حال میں ہوسکتا ہے ' شہود ذات میں نہیں جیساکہ اس حدیث کہ -

" الا یمان ثابت و الیقین خطرات " ایمان ثابت ہے اور یقین خطرات کا نام ہے
اس پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یقین ذات سے عبارت ہے اور ایمان ' صفات اور افعال کی تجلیات کا مظہر ہے احسان ' شہود صفات کا مقام ہے اور ایمان کا لازمہ ہے کہ وہ شہود افعال کا مقام ہے لازما ایقان کا نور ذاتی ہوتا ہے ' احسان کا نور صفاتی اور ایمان کا نور افعالی ہوتا ہے

اگر سننے کی قوت ہو تو یقین سے سنے اور جان لے کہ یقین ہی ہے جو ایقان ' احسان اور ایمان کے درجات میں ظہور پذیر ہوتا ہے چنانچہ یہ حدیث الایمان میقین کلہ اس پر دلالت کرتی ہے - یہ معنی تمثیلی فہم کی بناء پر ہے مثلا طلوع سے قبل ناظر وجود آفتاب کا یقین کرتا ہے جب سورج کی کرنیں پہاڑ کی چوٹی پر چمکتی ہیں ' ناظر اس نور کو عین الیقین سے دیکھتا ہے ' آفتاب کے وجود سے آگاہ ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ناظر حقیقت خورشید کو پہچان لیتا ہے

توحید افعال کا مکاشف حق تعالیٰ کی وحدت کو اسی طرح علم الیقین کے کشف سے پاتا ہے جس طرح استدلالی ' دلیل سے بات کرتا ہے چنانچہ طریقت کے مشائخ نے فرمایا ہے کہ

" الیقین اول قدم المرید الصادق و آخر قدم الفقیہ الزاھد "

یقین ' صادق مرید کا اولین قدم ہے اور زاہد فقیہ کا آخرین قدم ہے

اتحاد صفات کے مشاہد کو حق تعالیٰ کی وحدت ' عین الیقین کے درجہ پر حاصل ہوتی ہے وحدت ذات کا معاین حق تعالیٰ کے وجود قدیم کی تجلیات میں حق الیقین کی منزل پر ہوتا ہے بعض کو تین دن شہود ہوتا ہے ' بعض دن میں ستر ہزار مرتبہ مشاہدہ کرتے ہیں اور بعض کو کبھی کبھی شہود حاصل ہوتا ہے ' اے پیارے دوست !

اولیاء اللہ عین بصیرت سے قبل معنی کے عارف ہوتے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے روشن ہے

اذا اراد اللہ بعبد خیرا فتح بصیرتہ (۱۴۵)

ترجمہ ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرے تو اس کی (چشم) بصیرت کھول دیتا ہے

پھر ان معنی کے اظہار کے لیے لفظ وضع کرتے ہیں ' اہل ظاہر کے برعکس جو پہلے لفظوں کی تصحیح کرتے ہیں پھر لفظوں سے معنی کی تصحیح کرتے ہیں لیکن اللہ والے پہلے معنی لفظوں میں بیان کرتے ہیں جو وہ لفظ ظاہر کے مطابق ہوں کبھی اسے لفظوں میں بیان کرتے ہیں شرع کے باطن کے موافق ہوتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ۔

لکل آیۃ ظھر و بطن و لکل حرف حد و مطلع (۲۴۶)

ترجمہ ۔ ہر آیت کا ظاہر اور باطن ہے اور ہر حرف کے لیے حد اور مطلع ہے

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ کا ارشاد ہے

" مامن آیۃ من القرآن الا ولہ ظھر و بطن و لبطنہ بطن الی سبعۃ ابطن " (۲۴۷)

ترجمہ ۔ قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو اور ہر باطنی معنی کے نو بطن ہیں ۔

ایک روایت میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ' سات بطن ہیں ' بعض روایتوں میں ستر بطن مذکور ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

" مامن حرف من القرآن الا ولہ ستون الف فھم " (۲۴۸)

ترجمہ ۔ قرآن مجید کا کوئی حرف ایسا نہیں جس کے ساٹھ ہزار معنی نہ ہوں ۔

قرآن کا ظاہر یہ ہے کہ صیغہ سے مفہوم سمجھا جائے ' بطن یہ کہ مفہوم اول کے لے لازم ہو " حد " یہ ہے کہ ادراک عقول جہاں تک پہنچ سکیں ' " مطلع " جو بصیرت کے کشف سے ظاہر ہو جیسا کہ خلاصہ نبوت اور جناب سیادت نے فرمایا ہے کہ

" از کنار خویش می یابم دادم بوی یار " (۲۴۹)

جب نظر معیت پر کی تو وھو معکم اینما کنتم (۲۴۹) یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو

وہ تمہارے ساتھ ہے "اور انسان کا بہترین ایمان یہ ہے کہ وہ جان لے -
ان اللہ معہ حیث کان وہ جیسے بھی ہے اللہ اس کے ساتھ ہے
فرمایا کہ "از کنار خویش می یابم"
چونکہ ہمیشہ شہود میں تھے اس لیے فرمایا - "دمادم بوی یار"
اور "بوی" جو "بہ می یابم" سے وابستہ ہے، نفحات ربانیہ کی طرف اشارہ ہے جو ایام دھر میں اللہ والوں کے دلوں پر فیضان کرتی ہیں ان کی پیروی میں ہر ذرہ کو فیضیاب کررہی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

"ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوالھا" (۱۷۰)

ترجمہ - زمانے کے ایام تمہارے رب کے نفحات ہیں جن سے وہ منور ہوتے ہیں - "
یار" مراد پروردگار کی ذات ہے
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے ہوئے فرماتے تھے

"اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفہ فی الاھل" (۱۷۱)

ترجمہ - اے اللہ! سفر میں تو ہی میرا ساتھی، اھل میں میرا خلیفہ ہے -
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت رحلت فرمایا تھا -

"الرفیق الاعلی" (۱۷۲)

ہمارے سید اور آقا قدس اللہ روحہ و دام لنا فتوحہ نے رحلت کے وقت فرمایا "یااللہ یا رفیق یا حبیب" چونکہ دوام شہود، توجہ کی پختگی سے ہوتا ہے، اس لیے کہا ہے

"زان ھمی گیرم بھردم خویشتن را درکنار"

کیونکہ محب کا دل جو مقلب القلوب ہے، شان مقلب کے ہرلحظہ بدلتے رہنے سے متقلب ہوتا ہے اللہ تعالٰی نے فرمایا کل یوم ھو فی شان (۱۷۳)
ترجمہ - ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہوتا ہے
چونکہ سیر فی اللہ میں توجہ کے مقصود کی انتہا نہیں ہوتی

"چون کنارم را میانی نیست پیدا ھر زمان"

اور چونکہ معرفت کا کمال "ہیمان" (سرگشتگی) کا موجب ہے، ہیمان، کثیر

اضطرابات اور عجیب امور کا باعث ہے کہ " والھوی یاتی بکل غریبتہ "محبت ہر قادر شے کو لاتی ہے -
اس لیے کہا - " درمیان خون دل جانم غمش گیرد کنار "چونکہ اس ذات کے کمال معرفت کا احاطہ ممکن نہیں اس لیے " سیرفی اللہ " میں فرمایا- " چون میانش راکناری نیست زان درحیرتم "
چونکہ عارف " سیرعن اللہ " کے کسی بھی آئینے میں مشہود کا منتہا نہیں دیکھتا اس لیے کہا - " کاین چنان نازک میانی ھست دایم در کنار "
اللہ تعالٰی نے فرمایا وھواللطیف الخبیر (۱۷۴) وہ لطیف اور خبیر ہے چونکہ عارف کسی بھی سیر میں مشہود کا منتہا نہیں پاتا ' اس لیے فرمایا
" نی میانش راکناری نی کنارم را میان "
جب شئون کی کثرت لا انتہا ہونے کی وجہ سے حیرت کا باعث ہوئی ' حیرت حرقت (تپش) کا موجب بنی تو فرمایا-وز میان آتش عشقش نمی یابم کنار
کمال معرفت کا تقاضا تھا کہ طالب کنہ ذات کا عاشق ہو 'فرمایا -
برکنار ست آنکہ سودای میانش در سراست -
چونکہ وہ معلم ادب کا طالب ہوا ' قدرو منزلت کی وجہ سے اپنی کلیت کو جو فنانی اللہ اور بقا باللہ ہے ' کہا -
" وز میان ان خورد برگز بود خود شد برکنار "
چونکہ عارف کی حق بین نگاہ " منعم " کو تمام موجودات پر محیط دیکھتی ہے لہٰذا فرمایا
-نیست کس را میانش جزکنار اندر دوکون
اپنے آپ کے یوں کہا جاتا ہے کہ چونکہ روح کے آئینے میں حقیقت ذات بلاکیف رونما ہوتی ہے 'یقیناً مشاہد نے اپنی روح کے صفائے معنی کو دیکھا نہ کہ ذات کو جیسے پانی میں چاند ' لہٰذا فرمایا-
" نیست کس را از میانش جز کنار اندر دو کون "
پہلی تعبیر کی رو سے دوسرے مصرع کا مفہوم یوں ہوگا کہ چونکہ اللہ تعالٰی کی نعمات تمام موجودات پر حاوی ہیں لہٰذا غفلت کی طرف کیوں میلان ہو - دوسرے بیان

کے لحاظ سے کہا جائے گا کہ اگر کنہ مقصود کو نہیں پہنچا جاسکتا تو شہود کی دولت بلاکیف موجود ہے جو منزلت محمود ہے لہٰذا اس سے محروم کیوں رہا جائے 'پس فرمایا -

"از میان این چنین دولتی کسی جوید کنار"

چونکہ تمکین عارف اور مبین محقق کسی مقام اور صفت کا مقید نہیں ہوتا اس لیے ترقی پذیری کی غرض سے فرمایا -

از کناری گر علی بوی میانش یافتی
در خیال آن میان از خویش گشتی باکنار

پس اگر اپنی مقید ہستی کی وجہ سے (سالک) حظوظ عبودیت کے کسی حظ (حصہ) میں مقید ہو تو وہ مقام شہود پر جمال شہود کی لذت ہے لازما اس پر واجب ہے کہ عبودیت کے مقام امتثال پر ترقی کے ذریعے وہ اس مقام سے انحراف کرے 'یا اس طرح کہا جائے گا کہ اگر حق کی تجلیات میں سے کوئی تجلی عارف کے لیے وجود حقیقی کا حصر کرے تو یقیناً اس کے شہود میں اپنی خودی سے وہ منحرف ہوگا ' لیکن ایسا نہیں ہے (یعنی اس غزل میں ایسا نہیں ہے) پہلے اور آخری شعر سے کہ باہم انضمام پائے ہیں واضح ہے کہ جناب سیادت مقام اطلاق پر ہیں - اگرچہ آپ جمال و جلال کے مجلا کے ھادی ہیں - کیونکہ مطلع اور اس کے بعد آپ نے اثبات شہود میں یدبیضا دکھایا ' تخلص میں اس کی نفی کا اشارہ کیا - مقام الطلاق 'عارف کے تنزہ سے عبارت ہے کیونکہ وہ اوصاف الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے یا متصف نہیں ہوتا ' جیسا کہ شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ نے فرمایا -

حین سئل عن العارف لون الماء 'لون اناۂ ترجمہ - جب عارف سے پانی کا رنگ پوچھا گیا (تو اس نے کہا) برتن کے رنگ جیسا

نظم

رنگ عارف انکہ معروف است و بس
رنگ معروفی نہ پیش است و نہ پس

اگر کسی غور کرنے والے کو ابیات کے پردوں سے کسی اور معانی کا جمال نظر آئے تو مبارک ہے کیونکہ کلام ذو وجوہ ہے - (کئی معنی رکھتا ہے) نظم

وقت سخن چون کہ بعینی رسید عیب رھا کن کہ بمعنی رسید

ترجمہ ۔ کلام کرتے وقت اگر کوئی عیب نظر آئے تو عیب ترک کرو تاکہ معنی کو پاسکے

اللہ تعالیٰ محمد و آل محمد کے طفیل ہم سب طالبین کو جناب امیر طیب الفاظ کے پر نور انفاس سے فیضیاب کرے ۔

دینی بھائی اور یقینی دوست مولانا قوام الدین نے کہ اللہ تعالیٰ محمد اور ان کی تمام آل کے طفیل موصوف کو قیام الدین کی برکات سے معمور کرے ۔ بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت سیادت نے فرمایا کہ میں حق ہوگیا ہوں اس سے قبل بھی کہتا رہا ہوں کہ میں حق ہوں لیکن اب نہیں کہتا ' میں خاموش ہوگیا ہوں یہ خواب بھی جناب سیادت کے مقام اطلاق پر ہونے کی دلالت کرتا ہے کیونکہ حق بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے کہ صوفیا کی اصطلاح میں وجود مطلق پر اطلاق کرتے ہیں ۔

ایک بار خواب میں دیکھا سلمہ اللہ کہ جناب سیادت اگرچہ اپنے تعین کی نفی کرتے ہیں مگر کلیۃً منتفی (فنا) نہیں ہوتا یہ معنی اس حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ کسی مقام پر بھی حکم تعین کی انتہا نہیں ہوتی جیسا کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ... کنت سمعہ و بصرہ ۱۷۵ (الحدیث)

میں اس کی سماعت اور بصیرت ہوتا ہوں ۔

وگرنہ مقام اطلاق کی نسبت کی بناء پر 'من حیث ھو' ھو

اس حضرت میں تعین ہوسکتا ہے نہ اس کی بارگاہ مین عدم تعین کی نسبت ہوسکتی ہے کیونکہ سالک عبارت اور اشارت صرف حق تعالے سے قبول کرتا ہے یہ مقرب بندوں کی ترغیب کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو و الملائکۃ و اولو العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم (۱۷۶)

ترجمہ ۔اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں 'اور اس کے فرشتے اور صاحبان علم بھی جو انصاف پر قائم ہیں ' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزیز اور حکیم ہے ۔

پہلے خواب کے بعض الفاظ اور دوسرے خواب کے تمام الفاظ جناب سیادت

کے حادی ہونے کی دلیل ہیں کیونکہ پہلے خواب میں فرمایا کہ میں حق ہوگیا ہوں مگر اب نہیں کہتا کہ حق ہوگیا ہوں اگرچہ اس سے پہلے کہہ چکا ہوں یعنی سلوک کے عالم اور حال کے غلبات میں دوسرے خواب میں شرعی آداب کی رعیت اور فی نفسہ تعین کی تحقیق کے ساتھ ' اس لحاظ سے شہودی تعین کا وجود ' بے شک عین وجود مطلق ہے کہ اس نے پہچانا جو اس کا اصل ہوا ۔

اے دوست اس کلام کی قدر کوئی نہیں جانتا سوائے راہ خدا کے سالک کے یقین سے جان لینا چاہیے کہ جناب سیادت کے بعض اصحاب نے کشف کی آنکھوں سے جناب سیادت کے جمال ولایت کے نور کا مشاہدہ کیا اور جناب سیادت کے کمالات کی انتہا کے ادراک سے عاجز تھے ۔ اور متعجب ہوئے ' بعض نے ان کا جمال رویائے صالحہ کے آئینے میں دیکھا' بعض نے صدق وصفا سے جناب سیادت کے انفاس شریفہ سے ہدایت پائی ۔ حاصل کلام یہ کہ تمام دوست ایک خوبصورت دائرے (دائرہ حسنی) میں جمع تھے ' اللہ تعالٰی نے فرمایا

وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (۱۷۷) سب سے اللہ تعالٰی نے حسنی کا وعدہ کر رکھا ہے

جناب سیادت نے حالت غیرت میں فرمایا کہ علاء الدین حصاری نے اگرچہ خاطر کو مصفا کیا ہے لیکن ابھی خود (اپنی ذات) سے باہر نہیں آیا بلکہ " دید " میں تو وہ ہمارے شاگردوں کا محتاج ہے ۔

علی ہمدانی صرف زمین پر درویش نہیں بلکہ ہر جگہ درویش ہے ' زمین میں درویش ہے آسمان پر درویش ہے بلکہ ہر چیز سے بالاتر درویش ہے ' یہ باتیں بھی گزشتہ بیان پر دلالت کرتی ہیں کہ اپنی درویشی سے " لاھوت " کی خبری " تنزیہ حاصل نہیں ہوتی سوائے ' جلال اور جمال کی تجلیات پر عبور حاصل کرنے سے ۔

اس فقیر پر ایک بار حال طاری ہوا ' اس حال مین امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جب افاضہ اور استفاضہ کمال کو پہنچے تو ' تو حضرت جمال و جلال سے بے نیاز ہوجاتا ہے ۔ نظم

درویش ا-لنست و نہ آنست ونہ اوست برنقش طراز او نہ ہشت ونہ روست
خیست میان ظلمت و نور بہم کو را نہ سرو پای رنگ است و نہ بوست

ترجمہ - درویش این و آن ہے نہ وہ ہے "اس کے نقش طراز پر پشت ہے نہ چہرہ
۲- نور اور ظلمت کے درمیان ایک خط ہے جس کا سر ہے نہ پاوں ' رنگ ہے نہ خوشبو

حضرت سیادت ' خلاصہ سادات ' منبع سعادات ' مطلع سبحات نے (رسالہ) درادات میں فرمایا کہ - قضا و قدر کے خزانہ داروں نے جب عطا کا دستر خوان پھیلایا اس سے ہر آنے والے کے لیے نوالہ تیار کیا ' خرقانی نے اس خوان میں ایسا درد پایا جس کی بقا خدا کی بقا کے ساتھ ہے ' ہمدانی نے اس سے ایسا خزانہ پایا جو عقول و افہام سے مبرا ' جمال و جلال کی سطوت شیخ خرقانی کے کمال کا پردہ بنی ' جمال و جلال کے لطایف کا بروز درویش ہمدانی کے درد مند دل، کا درمان ہوا -

اللہ والوں کے ان کلمات کو بیان کرنا یا تحریر کرنا ' کبر اور عجب کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ اس قسم کے کلمات ' حال کے غلبہ ' غیرت کے ظہور ' منزلت کی رعایت ' نعمت کے بیان اور عقیدت کی تائید میں کہے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-

انا سید ولد آدم ولا فخر (۱۷۸) و کنت نبیا و آدم بین الماء والطین (۱۷۹)

ترجمہ - میں اولاد آدم کا سردار ہوں اس پر کوئی فخر نہیں
اور میں نبی تھا جب کہ آدم ابھی عالم آب و گل میں تھے -

اپنے اصحاب کی بھی ان کے سامنے مدح کی جبکہ قرآن مجید میں نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"فلا تزکوا انفسکم" (۱۸۰) تم اپنے کو پاکیزہ مت سمجھا کرو -

حدیث میں آیا ہے -

احثوا التراب فی وجہ المداحین (۱۸۱)

ترجمہ - تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو -

لازما وجوہ مذکورہ مشروع ہوں گی

واما بنعمۃ ربک فحدث (۱۸۲)

ترجمہ - اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو

حضور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ
ان اللہ تعالٰی اذا انعم علی عبد احب ان تری آثار نعمتہ علیہ (۱۸۳)
ترجمہ ۔ جب اللہ تعالٰی کسی بندے پر اپنی نعمت نازل کرتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ اس بندے سے اس کی نعمتوں کے آثار ظاہر ہوں ۔
اگر یہ وجوہ کبر اور غرور کی وجہ سے ہوتے تو شرع میں جائز نہ ہوتے جیسا کہ آیت اور حدیث میں آیا ۔ نظم

بادل خود گفتم ای بسیار گوی — چند گوئی تن زن و اسرار جوئی
گفت غرق آتشم عیبم مکن — من بسوزم گرنمی گویم سخن

ترجمہ ۔

۱۔ میں نے اپنے دل سے کہا اے بہت بولنے والے کب تک تن کی بات کرو گے اور اسرار کے متلاشی رہو گے ۔
۲۔ اس نے کہا میں تو آگ میں پڑا ہوں مجھے برا نہ کہہ اگر میں بات نہ کروں تو جل جاوں

ذکر اسفارہ بامر کبارہ قدس سرہ ورخ لنابرہ

(امر الہی سے امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ ورخ لنابرہ کے سفروں کا بیان)

حضر سیادت نے فرمایا کہ جب میں اخی کی محبت سے پھر شیخ کی خدمت میں آیا تو شیخ (محمود مزدقانی) نے مجھے سفر کا اشارہ فرمایا یہ اشارہ اس واقعہ کا نتیجہ تھا کہ ایک بار جناب اخی (علی دوستی) نے فرمایا کہ - اے سید بیشمار دیگیں دیکھتا ہوں جو جوشزن ہیں اور تو ہر دیگ سے کفگیر لے رہا ہے ' میں نے پوچھا کہ کیسا خواب ہے ' فرمایا - مبارک ہے کیونکہ اولیاء اللہ سے استفاضہ کی صورت ہے - شیخ کا یہ اشارہ ان معنی کے قرین ہے کہ ایک بار جناب اخی نے فرمایا " جوانمردوں کی مانند رہو ' خلوتوں کی مشقوں پر صبر کرو کہ یہی ایک طبقہ باقی ہے - لازما جناب شیخ نے مجھے سفر کا حکم دیا تاکہ ان دیگوں سے فیض حاصل کروں - اور توفیق رکھنے والے " احاد طلاب " کی جو دنیا کے اطراف میں ہیں ' رشد و ہدایت کروں کیونکہ اقامت میں اس قسم کا استفاضہ اور افاضہ میسر نہیں ہوتا - حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-

" فی آخر الزمان لا یبقی صاحب موافق الا الا حاد فی الاطراف لکل واحد منھم اجر مائتہ شھید فی کل یوم " (۱۸۳)

ترجمہ - آخری زمانے میں توفیق رکھنے والے صاحبان نہیں ہوں گے سوائے اطراف میں احاد (اکے دکے ' بکھرے ہوئے) کے ' ان میں ہر ایک کا ہر روز کا اجر سو شہید کے برابر ہوگا -

حضرت سیادت نے فرمایا کہ -

میں نے تین بار مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا ' بحروبر میں بے شمار عجائب دیکھے گئے ' ہر بار جس شہر اور ملک گیا اس علاقے کے لوگوں کی نئی عادتوں اور رسموں کو دیکھا -

حضرت سیادت فرماتے ہیں کہ -

خواجہ خضر علیہ السلام ایک سمندر کے کنارے دیکھے گئے ' ان کی عروس اور دس بچے تھے ' اہل و عیال کو خبر نہ تھی کہ ان کے گھر کا مالک خواجہ خضر ہیں -

خواجہ خضرؑ علیہ السلام نے ایک بار سفر میں کہا کہ - اے سید اس بلندی پر آ

تاکہ عجائبات دیکھے جائیں ' جب میں نے تعمیل کی تو ایک پہاڑی کے پیچھے ایک اندھا چیتا کھڑا ہے اس حالت میں ایک کوے جیسا پرندہ آیا ایک ٹکڑا چونچ میں لایا اور اس چیتے کے منہ میں ڈال کر چلا گیا۔ جناب سیادت نے فرمایا کہ۔

میں ایک بار ایک منزل میں ٹھہرا تھا وہاں ایک حجرہ تھا جو مقفل تھا ' میں نے کہا ۔ حجرے کا دروازہ کھول دیں اس جگہ کے ساکنوں نے کہا کہ جو کوئی اس حجرے میں رات رہتا ہے صبح مردہ ہوتا ہے میں نے التماس کی کہ کھولنا چاہیے ' انہوں نے تعمیل کی ' جب رات کا کچھ حصہ گذرا ایک کنیز آئی ' جس کے ہاتھ میں ایک شمع تھی اس کنیز کے پیچھے ایک خوبصورت عورت جو حسن کامل رکھتی تھی ' بیٹھ گئی بتدریج میری طرف بڑھ رہی تھی ' حتی کہ میرے اور اس کے درمیان ایک گز یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا ' اس عورت کی حرکت سے مجھے غیرت آئی ' میں حمیت اور طیش سے اس عورت پر نگاہ ڈالی اس کا وجود ان دانوں کی مانند جو زمین پر ڈالے جاتے ہیں ایک گونج کے ساتھ بکھر گیا اور ناپدید ہوگیا۔ صبح کو اس علاقے کے لوگوں نے جب مجھے سلامت دیکھا ' انہوں نے تعجب کیا ' اس وجہ سے میرے عقیدتمند ہوگئے ان کا اعتقاد ہی اس جگہ سے میرے منتقل ہونے کا باعث ہوا۔

جنوں کا ذکر

اور جان لے کہ یہ حرکت تصرف جن کی قسم کی تھی ' جن کئی قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے بعض لطیف ہوتے ہیں فلک قمر کے نیچے کرہ اثیر پر مسکن رکھتے ہیں جب آسمان کی طرف جاتے ہیں کہ ملائکہ کا کلام سنیں ' تو انہیں رجم کیا جاتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آگ نیچے پھینکتے ہیں بجلی یا کڑک ظاہر ہوتی ہے ' بعض چیزوں کو جلادیتے ہیں کبھی کرہ اثیر زمین کے ق[illegible] زمین سرخ نظر آتی ہے۔

بعض لطائف ' بادل میں مسکن رکھتے ہیں بعض کا ٹھکانہ ہوا میں ہوتا ہے وہ ہوا میں تصرف کرتے ہیں مثلاً گرد باد ' مٹی ' برف ' گھاس وغیرہ لوگوں کے سروں پر گراتے ہیں بعض صحراؤں پہاڑوں اور گھروں میں ٹھکانہ بناتے ہیں ' ان کے خدام

غسل کرتے اور باوضو ہوتے ہیں ' وہ مبارز اور اصطبل پر سوار ہوتے ہیں -

بعض کثیف ہوتے ہیں کتوں کی شکل میں ' بعض گدھوں اور بعض سانپوں کی صورت میں ہوتے ہیں - اگر سانپ نظر آئے ' اسے تین بار عہد سلیمان کی قسم دی جائے ' اگر چلا جائے تو نہ ماریں ' اگر نہ جائے تو مار دیں - بعض روایت میں ہے کہ اگر پہلی بار نظر آئے تو قسم دیں اور نہ ماریں ' اگر دوسری بار نظر آئے تو مار دیں -

وہ جن جو حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ایمان لایا - عبدالرحمٰن نامی ہے اور ابھی زندہ ہے ' ہر قوم جو انسانوں میں ہوتی ہے جنوں میں بھی آتی ہے بعض جن نہایت سرعت زمانی سے دور کے علاقوں سے خبریں لاتے اور لے جاتے ہیں ان کی لطیف غذا یہ ہے کہ ہڈیوں کو سونگھتے ہیں ' شاید ہڈیوں کی خوشبو کے علاوہ ان کی دوسری غذا بھی خوشبوئیات میں سے ہو -

وہ جن جو پہاڑوں اور صحراوں میں ہوتے ہیں ' ہوسکتا ہے کہ کبھی انسانوں کو ساتھ لے جائیں 'ان سے ازدواج کریں اور بچے ہوں ' لیکن اکثر ہوتا ہے کہ جب وہ کسی دوسرے انسان سے بعد مین شادی کرلے تو اسے ہلاک کردیتے ہیں -

جو جن گھروں میں ہوتے ہیں مختلف تصرف کرتے ہیں مثلا گھروں سے آوازیں آتی ہیں ' چھت پر دوڑنے اور چلنے کی آوازیں ہوتی ہیں لوگوں کو پتھر اور ڈھیلے مارتے ہیں مارنے والا نظر نہیں آتا ' گھروں کے دروازے بند کرتے اور کھولتے ہیں ' کھولنے والا اور بند کرنے والا نظر نہیں آتا

اگر کوئی آدمی دنیا میں یا عالم الغیب میں انہیں ناحق قتل کردے تو اس سے قصاص لیتے ہیں جیسا کہ شیخ محی الدین قدس سرہ نے ذکر کیا کہ کچھ جن ایک آدمی کو مقتل میں لے گئے میں نے کہا کہ کریہہ صورت میں تغیر کے باعث اس پر قصاص نہیں ' کیونکہ حدیث میں اس طرح آیا ہے ' انہون نے کہا کہ عدالت میں جانا چاہیے ' میں گیا ' قاضی کے سامنے حدیث پڑھی کہ حدیث میں اسی طرح ہے کہ اس پر قصاص نہیں ہوگا - لازماانہوں نے اس آدمی کو چھوڑ دیا اس نے جنوں کے شر سے نجات پائی اور میرے لیے دعائے خیر کی -

شریر جنوں کو شیاطین کہتے ہیں ' پس شیاطین دو قسم کے ہوتے ہیں

ظاہری جیسے پریاں اور آدم شریر۔
باطنی ۔ جن کا ذکر اس سے قبل کیا گیا ہے ۔
رمضان میں یہ مردہ ' مصفدہ جیسا کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔
" اذا دخل رمضان صفدت مردۃ الشیاطین " (۱۸۴)
ترجمہ ۔ جب رمضان کا مہینہ ہوتا ہے تو شیاطین زنجیر میں باندھ دیے جاتے ہیں ۔
یہ باطنی قسم ہے ۔

شیاطین جن بعض انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں ' ہوسکتا ہے کہ ان کے ان کے اموات کی صورت پر ظاہر ہوں یا اس طرح کلام کریں جیسے ان کے موتی تکلم کرتے تھے لازما وہ بتوں کے پجاری ہوتے ہیں ' اگر شیاطین کی حکم عدولی کریں تو وہ نقصان پہنچاتے ہیں مثلا اندھا کریں یا ان کا مال چھین لیں ۔

بعض شریر جنوں کو " غول " کہتے ہیں ' غول بھی لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں مثلا گھر کے دروازوں سے یا صحراوں میں سے آوازیں دیتے ہیں کہ اے فلان تو آ ' یا جا ' یا کہاں جارہے ہو ' کبھی ہوسکتا ہے وہ کوئی جانی پہچانی آواز ہو ' کبھی ممکن ہے کہ اسے چراغ یا آگ دکھائی دیں تاکہ وہ ان کی طرف مائل ہوں ' انسان مغالطے میں پڑجائے اور چلا جائے اور بیابان میں ہلاک یا غول اسے ہلاک کردیں یا نقصان پہنچائیں بصورتیکہ وہ ان کی طبع کے موافق نہ ہوں ۔ لیکن اگر انسان کی طبیعت سے موافقت ہو جائے اس سے ازدواج کرتے ہیں ' اس کے بدن کو اس طرح چاٹتے ہیں کہ اس پر بکرے کے بالوں کی مانند بال اگ آتے ہیں ۔'

ایک بار یہ فقیر قریہ خرم (افغانستان میں ہے) سے پہاڑی علاقے سے ہوتا ہوا ۔ بغلان (بلخ کا نواحی علاقہ) کے جانب آیا ' جب عصر کا وقت ہوا ' اس مقام پر جسے " رودشیخ " کہتے ہیں قیام کیا ' قریہ خرم کے پانچ افراد کہ ان کے سردار کا نام سید علی تھا ' راستے میں اس فقیر کے ساتھ ہو لیے ۔ انہوں نے آگ جلائی تاکہ تپش حاصل کریں ' فصل ربیع کا آغاز تھا ۔ اور سردی تھی ' جب انہیں کچھ گرمی پہنچی تو کھانا کھاتے وقت وہ عجیب و غریب باتیں کرنے لگے ' اس فقیر نے بھی سنیں ' مگر یقین نہ آیا ' جب وہ بہت ہی محزون و ملول ہوئے تو ان سے حزن کا سبب پوچھا ' انہوں نے

جواب دیا کہ اس پہاڑ میں ربیع کے موسم میں " غول " ہوتے ہیں جو لوگوں کو ستاتے ہیں ' اس فقیر نے کہا ' تم سوجاو میں پاسبانی کرتا ہوں جب تمام ساتھی محو استراحت ہوئے تو یہ فقیر قبلہ رو بیٹھ گیا ' " حرز یمانی " پڑھنے لگا - نہایت تامل اور سکون سے پوری پڑھ لی - دوسری بار شروع کی جب نصف تک پہنچا تو نیند کا غلبہ ہوا ' رفقا میں سے بعض پاسبانی کے لیے آمادہ ہوئے ' جب رات کا چوتھائی حصہ گذرا بعض ساتھیوں نے فریاد کی کہ جانوروں کی طرف سفید کتے نمودار ہوئے ہیں 'اس فقیر نے کہا کہ اس منزل سے کوچ کرنا چاہیے 'انہوں نے تھوڑی سی مسافت طے کی اس فقیر نے قدرے توقف کیا ' تو وہ پکارنے لگے کہ جلد آو تاکہ غول نقصان نہ پہنچائیں ' جب ساتھیوں کے ساتھ مل گیا تو ایک نہایت ہی بلند اور ہیبت ناک آواز سنائی دی ' پوچھا - یہ کیسی آواز ہے ' انہوں نے کہا کہ غول کی آواز ہے اسی وقت ایک سفید چٹان جیسا قطعہ نمودار ہوا جو ایک قد جتنا بلند تھا 'لوگوں کی طرف چل پڑا جب قریب آیا تو میانہ قد ضخیم آدمی کے برابر تھا اس کے بدن پر بکرے جیسے بال تھے ' اس فقیر نے اسے قسم دی کہ چلا جائے ' نہ گیا ' پس حرز یمانی پڑھنے لگا ' اونچی آواز میں پڑھی پھر بھی نہ گیا کچھ راستے میں اندھیرا تھا ' کچھ میں چاندنی - جب تاریکی میں ہوتے تو غول قریب ہوجاتا ' چاندنی میں دور چلا جاتا - ہیبت ناک نعرے لگاتا جو پہاڑ میں بہت گونجتے ' جب صبح ہوئی ایک پتھر راستے میں آگیا ' راستے کو کاٹا ' لوگوں نے چھری پکڑی ' اس پتھر کی اوٹ میں غول کا ارادہ کیا ' غول پہاڑ کے قریب ہوا - مشک کی مانند لمبا ہوگیا اپنا سر پتھر میں سے گزارا ' ان دونوں شخصوں کو دیکھا اس نے پہلے نعروں سے بھی بلند نعرہ لگایا 'مثلث ' مستطیل ڈول کی مانند یا چکی کے پاٹ کی طرح ہوجاتا ہے کاغذ کی مانند باریک ہوا ایک درخت پر جو ایک ٹیلے پر تھا پرواز کیا - جب لوگ اس درخت کے پاس گئے ' فانوس کی طرح پتھر پھینکے ' کاغذ بنااور اس نے ایک بلند پہاڑ پر پرواز کی ' درخت کی چوٹی پر بیٹھ گیا ' اسی حالت میں صبح ہوئی اور لوگوں نے اس کے شر سے نجات حاصل کی -

اگر راستے میں جن کسی ایسے انسان کو نظر آئیں ' جس کے پاس کتا ہو " اور وہ اسے نقصان پہنچانا چاہیں تو بعض اوقات کتا بھی جن کی موافقت کرتا ہے اور اپنے مالک کو ضرر پہچانے لگتا ہے ' اللہ تعالٰی ہمیں انسانوں اور شیاطن جن سے محفوظ

رکھے ۔

مذکور ہے کہ راستے میں رفع حاجت کرتے ہوئے سعد نامی صحابی بے ہوش ہوگئے اور جان بحق ہوئے ' جس سوراخ مین سعد نے پیشاب کیا تھا وہاں سے بعض صحابہ نے آواز سنی ۔

" رمینا سعدا ولم نخطِ فؤادہ " (۱۸۵)

ترجمہ ۔ ہم نے سعد پر تیر مارے اور اس کا دل ختم ہوگیا

جب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سعد کو جنوں نے اپنے ٹھکانے پر پیشاب کرنے پر تیر مارے ہیں لازما سوراخوں میں پیشاپ نہیں کرنا چاہیے تاکہ جن ' پری نقصاں نہ پہنچائیں ۔

منقول ہے کہ جن ' بعض انسانوں کے وجود میں بہتر قسم کے تصرف کرتے ہیں کبھی حکم دے کر کبھی بغیر فرمان کے مثلا انسان کے وجود پر غلبہ کرتے ہین عجمی ' عربی میں باتیں کرنے لگتا ہے ' عربی بولنے والا فارسی بولنے لگتا ہے وغیرہ ' یہ زبانین یا مختلف اشیاء جنوں کے تصرف سے انسان سے ظاہر ہوتی ہیں ' اللہ تعالیٰ ہمیں جن وانس اور دوسری تمام مخلوق کے استیلاء سے محفوظ رکھے ۔

جناب امیر قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ دعا مصروع کے دونوں ہاتھوں پر لکھیں ' دونون کانوں میں پڑھیں ' تعویذ بنائیں ' انشاء اللہ شفایاب ہوگا وہ دعا یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارقاشٍ قاعشٍ مرقاشٍ ' استطافٍ استطافٍ خطوفٍ خطافٍ شغداشٍ و فرداسٍ " اللہ رب العزۃ

یا طھسلوا شیورح ارفع شنوح ار موخشینا القدیم الا زلی الابدی ان الذین فتنوا المومنین و المومنات ' ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم و لھم عذاب الحریق ' اشذکم یا معشرالجن باللہ العزیز القھار الوافی وبالعھد الذی اخذ علیکم سلیمان بن داود ان لاتضروا حامل ھذا الھیکل فلان بن فلان ......

وان تترکوہ فی حرز اللہ و حمایتہ بحق النبی محمد و آلہ اجمعین

جناب سیادت نے فرمایا کہ ایک بار ایک کثیر مجمع کے ساتھ ' مین ایک کشتی میں بیٹھا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی ' لکڑی کے چند تختوں پر کچھ دن دریا میں چلتے رہے جب نجات پائی تو تین ماہ کی مسافت کے بعد ایسی جگہ پہنچے جہاں طعام موجود تھا۔

ایک بار میں کشتی میں تھا کہ اچانک ملاح مضطرب ہوا ' پوچھا کیا بات ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ اب جس مقام پر ہم جارہے ہیں ' ایسی مخلوق ہے جن کا سر کوؤں کی مانند ہیں ' اسی دریا میں ان کا مسکن ہے ان کے سامنے آنے کے بعد کوئی کشتی بھی سلامت نہیں رہتی ' میں نے کشتی بان سے کہا خوف نہ کر ' اللہ تعالٰی ہمارا حامی و ناصر اور محافظ ہے ' ملاح نے اپنا سر اس فقیر کے قدموں پر رکھا ' معذرت کرنے لگا ' تمام مجمع جو کشتی میں تھا ' آہ وزاری کررہا تھا ' منتیں (نذر) ماننے لگے ' حالانکہ " زاغ سر " باہر ہی نہ آئے اور کشتی اس مقام خوف سے سلامتی کے ساتھ گزر گئی۔

جب میٹھا پانی ختم ہوا تو کشتی والے بہت پیاسے تھے ' ملاح کی منتیں سماجتیں کرنے لگے کہ یہیں سے آب شیریں حاصل کرو ' ملاح نے مشکیزہ پکڑی دریا پر نگاہیں مرکوز کیں ' کچھ فاصلہ ہم نے ملاح پر نظریں گاڑ کر اور ملاح نے دریا پر نظریں لگا کر طے کیا ' اچانک ملاح نے دریا میں غوطہ لگایا ' میٹھے پانی سے مشکیزہ بھر کر باہر آیا ' ملاح سے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے میٹھا پانی کہاں سے حاصل کیا ' اس نے جواب دیا کہ اس دریا کے نیچے آب شیریں ہے ' انہوں نے پوچھا تمہین کیسے معلوم ہوا ' کہا کہ اللہ تعالٰی ایک سوئی سے کشتی کی رہنمائی کرتا ہے اور میں سوئی سے کمتر نہیں ہوں۔

جناب سیادت نے ان باتوں کے سیاق میں اس آیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ " قدر فھدی " (۱۸٦)

اھل تفسیر کہتے ہیں کہ بعض سانپوں (افعی - جو سرزمین عرب اور افریقا میں ہوتا ہے) کی ہزار سال زندگی ہوتی ہے ایک ہزار سال بعد وہ اندھے ہوجاتے ہیں پھر صحرا سے آبادی کی جانب آتے ہیں ' تین روز سونف کے درخت کے نیچے رہتے ہیں

اپنی آنکھوں سونف ملتے ہیں خدائے قدیر کی قدرت سے تین روز بعد ان کی آنکھیں روشن ہوجاتی ہیں پھر وہ صحرا میں چلے جاتے ہیں ۔ نظم

ھر ذرہ از ذرائر اجزای کاینات در آشکار آدم و در پردہ احدیست

جناب سیادت نے فرمایا کہ ایک بار ضرورت تھی ' سفر میں چوبیس فرسنگ کا فاصلہ ایک دن میں بغیر کھائے پیئے طے کیا ۔

جناب سیادت نے فرمایا کہ جب حضرت شیخ نے مجھے سفر کا حکم دیا ' کسی کے لیے وصیت کی کہ اے سید اس مردود کو اپنی ذات سے وابستگی کی سعادت سے محروم نہ کرنا یقیناً سفر میں اس کی مصاحبت لازم ہوگئی لیکن اکثر اوقات میں اس کے ہاتھوں مصیبت میں بھی مبتلا رہا ۔ کیونکہ اس سے رد کی علت زائل نہیں ہوتی تھی ' وہ علت یہ تھی کہ اسے " کشف " ہوتا تو وہ اپنا احوال محرم اور نامحرم ہر ایک سے بیان کرتا ۔ بہت زیادہ ملامت کے بعد بھی وہ باز نہیں آیا ۔ جناب شیخ نے اسے اپنی صحبت سے نکال دیا کہ شاید سنبھل جائے ۔ مگر وہ باز نہ آیا ' حتی کہ ہم مسجد میں ٹھہرے ' مسجد والے نماز ادا کررہے تھے وہ بیٹھا رہا اس نے اونچی آواز میں پکارا ' فلاں حالت جنابت میں نماز پڑھ رہا ہے انہوں نے تسلیم نہ کیا اور ہمیں نہایت ایذا سے مسجد سے نکال دیا ۔

شیخ محمد خلوتی سے وقت صحبت اس کا جھگڑا ہوگیا ' جب رات کو وہ اپنے حجرے میں آیا تو شیخ نے جنوں کو اس کی ایذا کے لیے بھیج دیا ' اس کا رنگ بدلا ہوا تھا وہ متغیر اللون میرے حجرے میں آیا ۔ میری غیرت کو بھی جوش آگیا ۔ اس جوش غیرت سے جن بھاگ گئے

شیخ تمیمی سے بھی وقت صحبت اس کا جھگڑا ہوا ' شیخ کو طیش آیا اور وہ منہ کے بل گرگیا ۔ کانپ رہا تھا' لازما میں نے غیرت سے ہاتھ اس کی پشت پر مارا ' اٹھا' اسی طرح ہم جوش ہی میں شیخ کی صحبت سے اٹھے اور چل پڑے ۔

اسی طرح کی بے شمار وحشناک داستانیں اس سے وجود میں آئیں لیکن ضرورت کے وقت صبر کرنا چاہیے ' شیخ قدس اللہ سرہ کی وصیت کی بناء پر اس کی صحبت کی پریشانی برداشت کرنا پڑی ۔

اور جان لیں کہ رد دو قسم کا ہوتا ہے :

قسم اول - مردود کو سرزنش کے لیے شیخ کی صحبت سے رد کیا جانا ' تاکہ اس کے ساتھ شیخ کا تعلق باقی رہے جیساکہ یہاں بیان کیا گیا - نظم

حلہ نومید نباشی کہ ترا یار براند　　گرت امروز براند نہ کہ فردات بخواند
در اگر بر تو .ببندد کہ مرو صبر کن آنجا　　کہ پس از صبر ترا او بسر صدر نشاند
یار اگر برتو .ببندد همہ راه ها و گذرها　　ره پنہان بکشاید کہ کس او راه نداند

ترجمہ -

١- خبردار مایوس نہ ہو کہ دوست نے تمہیں ٹھکرایا ہے ' ہوسکتا ہے کہ آج نکالا ہے کل بلالے

٢- اگر آج تم پر دروازہ بند کیا ہے تو جاؤ نہیں ' صبر کرو ' ہوسکتا ہے کہ انتظار کے بعد تمہیں صدر نشین بنادے -

٣- دوست اگر تم پر تمام راستے اور راہیں بند کردے تو ایسا مخفی راستہ کھول دے گا کہ کوئی بھی اس راہ کو نہ جانتا ہو

قسم دوم - وہ رد ہو جو تعلق محبت کے منقطع ہونے کے بعد صحبت سے نکالنا ہے جیسے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان اور ثعلبہ کو رد کیا نعوذ باللہ من ذالک - فرد

گلیم بخت کس را کہ بافتند سیاہ　　سفید کردن آن نوعی از محالات است

ترجمہ - اگر کسی کے نصیبہ کا کمبل سیاہ ہوجائے تو اس کا سفید کرنا امر محال ہے -

حضرت سیادت نے فرمایا کہ

جب میں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی قدمگاہ کی زیارت کے لیے سراندیپ جارہا تھا تو تین دن پانی اور دلدل میں سے گزرنا پڑا - ہر تھوڑی سے مسافت طے کرنے کے بعد پاوں لکڑی سے صاف کرنے پڑتے اور کھٹملوں کو کھرچنا پڑتا تھا - رات گزارنے کے لیے جو تھوڑی سی خشک زمین تھی وہاں سمجے (فقیروں کے تہ خانے) کھودے ' جب حضرت آدم علیہ السلام کے قدم شریف تک پہنچے تو ایک لمبی آہنی زنجیر دیکھی جو بڑی چٹان کی چوٹی سے لٹکائی ہوئی تھی ' میں نے رہنما سے پوچھا کہ آیا اس زنجیر کے ذریعے اوپر جانا ہوگا ' اس نے کہا - جی ہاں ! لازما اس زنجیر کو میں نے

پکڑا باہر آیا' تین روز اس چٹان پر رہا لیکن جناب آدم علیہ السلام کے ایک نشان قدم کو وہاں سے کاٹ کر دوسرے ملک میں لے گئے تھے میں نے اس کی بھی زیارت کی -

یہ قدمگاہ ' حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کے تب کے نشان ہیں جب انھیں جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ حضرت حوا سے جدا ہوئے تھے ان کے قدم چٹان کے اندر دھنس گئے تھے -فرد

سالھا سجدہ صاحب نظر ان خواھد بود
بر زمنی کہ نشان کف پای تو بود

ترجمہ - جس سر زمین پر تیرے قدموں کے نشان ہیں وہ سالہا سال صاحبان نظر کے لیے باعث تعظیم رہے گی -

کہتے ہیں کہ ستر سال بعد وہ دوبارہ عرفات کے مقام پر باہم ملے انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا - ایک دوسری روایت کے مطابق تین سو سال بعد ملے اس وقت حضرت آدم کا قد اتنا بلند تھا کہ آپ کا مبارک سر آسمان سے مس کرتا تھا۔ آپ ملا ئکہ اور سکان سماوی کی باتیں سنتے تھے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے خدائے علیم و حکیم کے فرمان سے اپنا پر ان سے ملا اور حضرت آدم کا قد تقریبا ساٹھ گز ہوگیا -

بعض روایات میں آیا ہے کہ اہل بہشت حضرت آدم علیہ السلام کے قد مقصورہ پر اور حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر پر یعنی تینتیس سال کے ہوں گے -

ام البشر حضرت حوا علیہا السلام نے ہزار بار بچے پیدا کیے اور ہر بار دو بچے ہوئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی - ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے خدائے تعالٰی فعال اور مرید مطلق کے ﷺ فرمان سے پہلی بار کی لڑکی کو دوسری بار پیدا ہونے والے لڑکے کے حوالے کیا اسی طرح دوسرے جوڑے کی لڑکی کو پہلے جوڑے کے لڑکے کی تحویل میں دیا- قابیل کی ھابیل سے دشمنی اسی تصرف کا نتیجہ تھی -

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عین حیات میں ان کی اولاد نواسوں اور پوتوں کی تعداد چالیس ہزار ہوگئی تھی ' اللہ تعالٰی ہی سب سے بہتر جانتا ہے اور اسی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے -

ذکر حجہ و فخر ضجّہ قدس اللہ روحہ و زادونا بجاہہ

حضرت سیادت نے فرمایا کہ میں کئی بار حج کے لیے گیا ، جس طرح بھی کارکنان قضا و قدر لے گئے ۔

ایک بار توکل سے حاجیوں کی موافقت میں صحرا میں جارہا تھا ، اٹھائیس روز بغیر کھائے پیئے چلا ، نفس کا اس طرف کوئی میلان نہ تھا ، پھر طلب ہوئی ، دنیوی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے طعام حاصل کرتا ۔ اور نفس سیر ہوتا ۔ ایک کاسہ لیا ، چند خیموں میں گیا ، ایک عزیز کے خیمے میں پہنچا اس نے میری التماس کی رعایت کی ، پہلے تو میں نے قبول نہ کیا ، اچانک نفس شرمسار ہوا ، اس پیالے کو میں نے زمین پر دے مارا ۔ ایک گوشے میں گیا ، مراقبہ کیا ، غیبت ہوئی ، جب وہ کیفیت جاتی رہی ، قافلہ روانہ ہوچکا تھا ، مین بھی پیچھے گیا ، ایک کنوئیں تک پہنچا ، کوئی چیز میرے پاس نہ تھی کہ کنوئیں سے پانی نکالتا ، لازما خود کو کوئیں میں ڈالا ، بہت سا پانی پیا کچھ عرصہ کنوئیں میں توقف کیا ، چونکہ کنوان بہت گہرا تھا ، آسانی سے باہر آنا ممکن نہ تھا اچانک میں نے دیکھا کہ کنوئیں کے کنارے ایک شخص آیا ، اس نے مجھے دیکھا ، تبسم کیا اپنے سر سے دستار اتاری اس کا کنارہ خود پکڑا ، دوسری میری طرف پھینکا میں نے پکڑا ، کنوئیں سے باہر آیا ، جب میں نے چاہا کہ اس سے پوچھوں کہ آپ کون ہیں ، وہ غائب ہوگیا ، میں چلا اور قافلہ سے مل گیا ، اھل قافلہ متعجب ہوئے کہ مین اعراب کے شر سے کس طرح سلامتی سے آگیا ۔ چونکہ میں قافلہ میں ، معروف ہوگیا تھا لہٰذا اکثر اوقات قافلے سے جدا رہا ۔ اگرچہ اعراب کا شدید خوف ہوتا تھا لیکن میں اکثر قافلے کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔جناب سیادت نے فرمایا کہ

جب میں ولایت ختلان کے قریہ علی شاہ سے حج کی نیت سے باہر آیا ، جو کچھ پونجی تھی وہ مستحقین پر صرف کردی ، حتی کہ میں یزد پہنچا ، نفقہ بہت کم رہ گیا تھا اچانک ایک صالحہ خاتوں اس منزل پر آئی جہاں میں نے قیام کیا ہوا تھا ۔ بارہ ہزار نقرئی دینار لائی ، اور قبولیت کے لیے التماس کی اور کہا کہ یہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے لائی ہوں ۔ لازما میں نے قبول کیے پھر اس صالحہ خاتون سے پوچھا کہ یہ

اشارہ کیسے ہوا ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ درہم میں نے حج کی نیت سے رکھے تھے اس کی استطاعت تھی کہ میں نے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ' آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو محفوظ رکھو تاکہ میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند جو حج کے لیے جارہا ہے اس منزل میں قیام کریگا اُسے دے دینا ۔ میں نے پوچھااس فرزند کا نام کیا ہوگا ' فرمایا کہ علی ہمدانیؒ ۔ اس خواب کو پورا ایک سال ہوا ' اس ایک سال میں ' میں ہمیشہ اس منزل سے باخبر رہی ہوں ' مسافروں کے احوال کی تفتیش کرتی رہی ہوں حتیٰ کہ آپ کے لقائے مبارک سے مشرف ہوئی ہوں ۔

اس رقم سے ہم بغداد پہنچے اس سال کے وقفے میں مصلحت نہ تھی کہ ہم مکہ معظمہ جاتے ' بغداد سے شام گئے ' بغداد سے روانگی کے وقت تین اونٹوں پر آب و دانہ رکھا ' دو اونٹوں پر دوسری ضروریات کا سامان لیا اور چل پڑے ' قافلے والوں کو حیرت ہوئی کہ سید نہایت تھوڑا کھاتے ہیں زاد راہ بکثرت لے جارہے ہیں حالانکہ چودہ دنوں میں ہم آبادی میں پہنچ جائیں گے ' چند روز قافلہ چلا تو راستہ بھول گئے ' چند روز غلط راستے پر توقف کیا ' پس زاد راہ ختم ہوا مجھ سے طلب کیا چنانچہ اس خوراک اور سامان کی بدولت ہم آبادی تک گئے ' جب شام پہنچے تو نہایت تنگدستی تھی لازما اسی رقم سے محتاجوں کے لیے طعام خریدتے حتیٰ کہ دوسرا وقفہ قریب تھا ابھی اس میں سے چند درہم باقی تھے کہ ہم مکہ معظمہ پہنچے ' حج ادا کیا پھر قضا و قدر سے خطہ مبارکہ ختلان واپس آئے ۔

یہ فقیر جب قریہ علی شاہ میں جناب سیادت کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا تو حج سے واپسی پر آپ نے فرمایا کہ ۔ دس مہینے ہوئے ہیں جہاں بھی ساکن ہوتا ہوں ' حکیم مطلق کی بارگاہ سے حکم صادر ہوتا ہے کہ جاو لوگوں کو ہدایت کرو ' آج رات جب اس قریہ میں پہنچا ہوں تو " واقعہ " میں فتنہ دیکھا ہے اس علاقے کے لوگوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا " جب وہ فتنہ واقع ہوگیا تو فرمایا کہ

دس مہینے ہوئے ہیں کہ ہمیں کہیں بھی سکون اور قرار میسر نہیں جب تھوڑا عرصہ رشد و ہدایت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ' فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ " ان ھی الا فتنک " کے مصداق ہے ۔

یقیناً اگر کوئی علم و حکمت مین راسخ بھی ہو تو بھی حکیم مطلق کے اسرار حکمت کی گہرائی کو نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ کے اسرار کو جانتا ہے اور اقرار کو محکم کرتا ہے
برادر دینی جناب حاجی علی قزوینی نے بیان کیا کہ جناب سیادت بارہ مرتبہ حج کے لیے گئے - اللہ تعالے نیکو کاروں کو جانتا اور ان کے اسفار کو محکم کرتا ہے - واللہ اعلم بالابرار و احکم بالاسفار -

ذکر ابتلاۂ و سبب جلاۂ روح اللہ و سبوح ...

جناب سیادت کی آزمائشوں کا ذکر اور جلاوطنی کے اسباب کہ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو لطیف اور فتوح کو کشادہ کرے -

حضرت سیادت نے فرمایا کہ ہمیں سفر و حضر میں بہت سی آزمائش پیش آئیں ، بعض ابتلا ، فقہا اور علماء کے باعث، بعض بادشاہوں اور امیروں کی وجہ سے اور بعض ممکن ہے کہ ہمارے اپنے شرور نفس کی بناء پر تھیں - وہ ابتلا ، حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے ہمارے لیے عطا تھیں اگرچہ بلا کی صورت میں نظر آئیں جیسا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ -

" اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم علی الامثل فالامثل " ۱۸۸

سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کو پیش آئیں پھر اولیاء کو پھر ان جیسے لوگوں کو پھر ان جیسے لوگوں کو - نظم

دلی راکز غم عشقش سر موئی خبر شد ــــ زتشریف بلای دوست بروی صد اثر باشد
کسی کز غمزہ مستش چو زلف اوپریشان شد ــــ زنام و ننگ و کفر و دین بکلی بی خبر باشد
گدا ئی راکہ باسلطان بی ھمتای بود سودا ــــ دلش پیوستہ ریش و عیش تلخ و دیدہ تر باشد
علی گوھر کسی یابد کہ اواز سر قدم سازد ــــ کی اتند گوھر معنی ترا گر قدر سر باشد

ترجمہ -

۱- ایسا دل جسے اس کے غم عشق کی ذراسی بھی کسک ہو اس پر دوست کی

جانب آزمائشوں کے سینکڑوں اثرات ہوں گے ۔

۲۔ جو اس کے غمزۂ مستانہ سے اس کی زلفوں کی مانند پریشان ہوا وہ نام، شہرت و ذلت ، کفر و دیں سے پوری طرح بیگانہ ہوگیا

۳۔ ایسا فقیر جسے لاثانی سلطان کا جنون ہو ، اس کا دل ہمیشہ پرسوز، زندگی تلخ اور آنکھ نمناک رہتی ہے

۴۔ علی گوہر وہی پاتا ہے جو سر کے بل چلے ، اگر تجھے سر کی قدر ہے تو ، تو گوہر معنی کیسے حاصل کر سکتا ہے

عالموں کے فتنے اگرچہ بے شمار ہیں مگر ان کے فتنوں مین سے یک فتنہ یہ تھا کہ ایک بار انہوں نے مجھے زہر دیا اور حق تعالیٰ نے مجھے ہلاکت سے محفوظ رکھا لیکن اس کا اثر میرے جسم میں اب تک باقی ہے حتیٰ کہ سال میں دوبار ورم پیدا ہوتا ہے ، چھالے بنتے ہیں پھر خشک ہوتے ہیں اس کا قصہ یہ تھا کہ کسی علاقے میں میں عالموں کی مجلس میں بیٹھا تھا ، چند کلمات حق کہے ، عالموں کو وہ جملے نہایت ناگوار گذرے ، باہم کہنے لگے کہ اگر عوام نے یہ کلمات اس سید سے دوبارہ سنے تو وہ عالموں سے بد دل ہو جائیں گے ، عقیدت ختم ہوجائے گی ، پس کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ سید حیات سے ممات کی طرف جائیں ، مشورے کے بعد انہوں نے اتفاق کیا کہ سید کو زہر دینی چاہیے کہ میراث ہے ، لازما انہوں نے غیر متوقع دعوت کی ، مجھے بلایا ، التماس کی کہ جناب سید اس مجلس جمعیت میں ضرور آئیں تاکہ سید کی برکت صحبت سے اہل مجلس تک پہنچیں ، پس میں نے قبول کیا اور گیا ۔

راستے میں ایک ولی سے میری ملاقات ہوئی ، ولی نے حب الملوک کے چند دانے میرے منہ میں رکھے اور کہا ۔ للہ کھاو ، مین نے کھائے اور کہا آپ بھی موافقت فرمائیں مگر قبول نہ کیا ۔ جب میں اس مجلس میں پہنچا تو اہل محفل نے بہت تعظیم کی پیالے میں شربت لائے پوری عزت اور تکریم سے پیش کیا ، میں نے اس پیالے سے مشروب پیا ، بعد میں معلوم ہوا کہ اس شربت میں زہر ملا ہوا تھا ۔ لازما میں اس مجلس سے جلد اٹھا اگرچہ اہل مجلس نے توقف کے لیے بہت اصرار کیا ، لیکن مین نے قبول نہ کیا بلکہ سرعت سے اس حجرے میں آیا ، سخت اسہال اور قے میں مبتلا ہوا

زہر کا اثر زائل ہوا ' بہت تکلیف کے بعد میں رو بصحت ہوا - بعد ازاں بد دیانت علماء کی صحبت سے میں نے احتراز کیا - اگرچہ انہوں نے میری غیبت کرنے اور تہمت لگانے کی بہت کوشش کی ' جو ارادہ انہوں نے کیا تھا اللہ انہیں اس کا بدلہ دے وہ یزید کی اولاد ہیں ان پر مزید لعنت ہو - بیت

اللعن علی یزید فی الشرع یجوز　　　　والاعن یحوی حسنات و یحوز

ترجمہ - شرع میں یزید پر لعنت کرنا جائز ہے ' لاعن اپنی نیکیوں میں اضافہ بلکہ حسنات کا مکمل طور پر اکتساب کرتا ہے -

بادشاہوں اور امیروں کے فتنے بھی بیشمار ہیں لیکن ان میں سے ایک فتنہ یہ تھا کہ کسی علاقے میں گیا وہاں کا سلطان طلب صحبت ہوا ' اس نے پورے اعزاز ' تعظیم ' تکریم ' اور تجلیل سے اپنے پاس بلایا ' میں نے قبول نہ کیا ' سلطان کو غصہ آیا اس نے تانبے کا گھوڑا بنانے کا حکم دیا جب گھوڑا بن گیا اسے آگ پر تپایا گیا حتی کہ تانبا آگ بن گیا سلطان نے سخت تہدید کا پروانہ بھیجا اور حکم دیا کہ شہر میں منادی کریں کہ سید کو سلطان کی صحبت میں آنا چاہیے وگرنہ اس آتشین پر سوار کرایا جائے گا اسی طرح چالیس روز تک گھوڑے کو آگ میں گرم کیا جاتا اور پھر وہ ٹھنڈا ہو جاتا -
میں اس تہدید اور منادی کے باوجود سلطان کی صحبت میں نہ گیا چالیس دنوں کے بعد سلطان خود خدمت میں آیا ' پورے ادب سے کھڑا رہا اور جو کچھ ہوا اس پر معذرت طلب کی -

لیکن سب سے شدید آزمائش اور دیرپا مصیبت جو جناب سید کو ماوراء النہر میں پیش آئی وہ اس حد تک تھی کہ جلاوطنی کی ہوا چلی اس نے جناب سیادت کے براق کی عنان اس سفر میں کشمیر کی طرف موڑ دی - آپ کے قابل احترام اہل خانہ ' ساتھی ' دوست 'احباب ' روز حساب تک آپ کے لقائے مبارک کے منتظر رہے ' یہ کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ آفتاب کی مانند آشکار ہے ' وہی ہوتا ہے جو خدائے نصیر ' حکیم ' قدیر اور عزیز کی مشیت ہو - نظم

خوشا سری کہ بود ذوق سرھا دیدہ
بچشم دل رخ اسرار آن سرا دیدہ

ز روزن دل خود گوش کرده راز ازل
وز آن دریچه یقین سر ماجرا دیده
بر آستان وفا هر دمی ز دشمن و دوست
هزار محنت و ناکامی و جفا دیده
بهر جفا که کشیده بروز گار دراز
برائے دوست درآن شیوه وفا دیده
بهر وفا که نموده بزیر تیغ جفا
ز روی دوست دو صد خلعت صفا دیده
میان آتش شبهای هجر هر دم صبح
هزار روح صفا از دم صبا دیده
میان ظلمت امکان و کثرت صوری
نسیم صبح و صال از ره فنا دیده
چو از رسوم مجازی فنا شده بکلی
درون زهر فنا شربت بقا دیده
ز جام شوق شده مست و شیشه بشکسته
میان عربده محبوب خوش لقا دیده
زننگ خود شده یک سو درحریم ذات
جمال آن مه بی چون و چرا دیده
علائی از چه شدی مست چون نخوردی می
ز دیده مست شود هرکس و تو نادیده .

ترجمہ ۔

۱۔ وہ سر مبارک ہے جس نے اسرار کا ذوق دیکھا ہو ۔ دل کی آنکھ سے اس سرائے کے اسرار کو دیکھا ہو ۔

۲۔ روزن دل سے راز ازل کوسنا ہو اور یقین کے دریچے سے ماجرا کی حقیقت دیکھی ہو ۔

۳۔ وفا کے آستانے سے ہر لحظہ دشمن اور دوست کے ہاتھوں ہزاروں قسم کی ناکامی ، شکستگی اور سختی دیکھی ہو

۴۔ ایک مدت سے ہر جفا جو برداشت کی اس دوست کے لیے راہ وفا میں کی

۵۔ تیغ جفا کے تلے ہر وفا جو کی اس پر دوست کی جانب صفا کی دوسو غلطیں چاہیں۔

۶۔ ہجر کی راتوں کی تپش میں ہر صبح ،صبا کے توسط سے انفاس صبا کے ہزار جھونکے دیکھے۔

۷۔ ظلمت امکان اور صوری کثرت کے درمیان رہ فنا سے صبح وصال کی ہوا پائی۔

۸۔ جب مجازی رسوم سے سب کچھ کلیتہ فنا ہو گیا تو زہر فنا سے بقا کا شربت پایا۔

۹۔ جام شوق سے سرمست ہوا ، صراحی توڑدی ، اس سرمستی کے درمیان خوش لقا محبوب کو دیکھا۔

۱۰۔ حریم ذات میں اپنے نام و ننگ سے بیگانہ ہوگیا تو اس ماہتاب کا جمال بے چون و چرا دیکھا۔

۱۱۔ علائی جب شراب نہیں تو سرشار کیسے ہوا ، ہر کوئی دید سے سرمست ہوتا ہے اور تو دید کے بغیر ہی متوالا ہے۔

ذکر خاتمتہ عمرہ

آپ کی قبر سے انوار اسی طرح ضوفشاں ہیں جس طرح آپ کا سینہ اسرار سے کشودہ ہے ۔اللہ تعالٰی کا فرمان ہے ۔

" اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھاالموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی " (۱۸۹)

ترجمہ ۔ اللہ ہی ان جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو

بھی جنکی موت نہیں آتی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور دوسری جانوں کو ایک معین مدت تک چھوڑ دیتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (۱۹۰)
ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں مردہ مت کہو' بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں سے رزق پاتے ہیں۔
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار (۱۹۱)
ترجمہ۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل ہوجاتے ہیں۔
۔نظم

گر شمس فروشد بہ غرب او نہ فنا شد
کز برج دگر آن شہِ انوار بر آمد

ترجمہ۔ اگر سورج مغرب کے وقت چھپ گیا تو فنا نہیں ہوتا وہ شاہ انوار دوسرے برج سے طلوع ہوتا ہے۔

اے دوست جان لے کہ اوائل صفر سنہ ۸۷ے ہجری کو جناب سید زادہ شمس الدین ماخانی کہ اللہ تعالیٰ اس پر وجدانی ذوق کے دروازے کھولے' فتح آباد کی خانقاہ جو روستا آباد بدخشان کے مغربی علاقے کے قصبہ میں ہے' آیا' ایسا خط لایا جو خون دل درد جگر سے لبریز تھا اس نے وہ خط ہفتہ کی رات اس فقیر کو دیا' میں نے جب مکتوب کو پڑھا' دیکھا کہ اخی قوام الدین رزقنا اللہ الاحتظاظ باسرار الدین (اللہ تعالیٰ ہمیں اسرار دین سے بہرہ ور کرے) کی تحریر میں مرقوم تھا' یقیناً محبوب عالی کے کوچہ فراق سے غم و الم کی ہوا چلی' اس محبوب شیریں کے براق کے عروج کی خوشبو مشام جان تک پہنچی۔نظم

ساکنان فرش اغبر ماہ انور برافق
مضطرب چو ماھی در بحر اخضر دیدہ اند
صفرتی در عارضش دیدند از عین حزن
لاجرم خود شمس از دوش اصفر دیدہ اند

ترجمہ -

۱۔ فرش خاکی کے ساکنوں نے افق پر ماہ انور کو بحر اخضر میں مچھلی کی طرح مضطرب دیکھا -

۲۔ فرط غم سے رخسار زرد ہوگئے اس کی رات یقیناً کل سے زیادہ افسردہ ہوگئی - نظم

در درج لحد گشت نہان گوھر شاھی ۔۔۔ در پردہ شد از دیدۂ ما نور الٰھی
شکرست کہ رو سرخ بدیوان قضا رفت ۔۔۔ آن سبط کہ برمعرفتش داد گواہی
این اشک کہ از خرمن چشم نشود پاک ۔۔۔ صد دانہ بیک جو دھد از چہرہ کاھی
وین زبدۂ اخیار کہ از غربت شمس ۔۔۔ از مشرق و مغرب ھمہ گویندہ آھی
یعنی خود آن طلعت انگشت نما را ۔۔۔ در جان جہان ھیچ ندیدم کماھی
آن روز کہ از خاک لحد روی نماید ۔۔۔ خود باز دھد آب رخ یوسف چاھی

ترجمہ -

۱۔ گوہر شاہوار ، قبر کے صندوقچے میں چھپ گیا ، نور الٰہی ہماری آنکھوں سے پنہاں ہوگیا۔

۲۔ شکر ہے کہ وہ فرزند ، جس نے اس کی معرفت کی گواہی دی ، دیوان قضامیں سرخرو گیا۔

۳۔ یہ آنسو جو آنکھ کے ذخیرے سے خشک نہیں ہوں گے ، افسردہ چہرے کو اور بھی غمزدہ کردیں گے -

۴۔ وہ " زبدہ اخیار " جس سورج کے غروب ہونے سے مشرق اور مغرب میں سب آہیں بھر رہے ہیں

۵۔ ایسا حقیقت نما چہرہ ، جان جہاں میں ، میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔

۶۔ جس دن وہ خاک لحد سے رونما ہوگا ، وہ اپنے رخ روشن سے یوسف چاہی سے جلوہ ریزی کرے گا -

بیقرار مضطرب نفس کو متزلزل کرنے والی ہوا کی صعوبت نے رخت حیات کو طلب موت کے سمندر کی جانب کھینچا ہے - اس حبیب حقانی کے ہجران کے بحار غموم

کی لہروں سے حسرت کے ہزاروں خطرات کو آنکھوں کے رخساروں پر برسایا۔ خلیل رحمانی کی آتش فراق نے دل کے چہرے پر لاکھوں شعلوں کو سلگایا اس روشن کہکشاں کی مشعل کی تپش کی شدت سے شب فراق اور روز وصال معلوم نہ ہوا - حیرت ناریہ کی قوت سے وجود کا پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ شعر

ولو ان مابی بالجبال و کان طور ۔۔۔ سینا بھا قبل التجلی لدکت
فطوفان نوح عند نوحی کادمعی ۔۔۔ وایقاد نیران الخلیل کلو عتی
ولو لا زفیری اصر قتنی ادمعی ۔۔۔ ولولا دموعی احر قتنی زفرتی
وحزنی ما یعقوب بث اقلہ ۔۔۔ وکل بلا ایوب بعضی بلیتی

(دیوان ابن الفارض ص ۵۳)

ترجمہ - اگر جو کچھ ہمیں وصول ہوا ہے کوہ طور کو مل جاتا تو وہ تجلی سے پہلے ہی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ میرے نوحہ اور گریہ وزاری کے سامنے طوفان نوحؑ آنسوؤں کے قطرات کی مانند ہے (یعنی ادعا ہے کہ میرے آنسو، طوفان نوح سے کہیں زیادہ ہیں -)

۳۔ اگر گرم آہیں نہ ہوتیں تو میرے آنسو مجھے جلادیتے اور اگر آنسوؤں کا سیلاب رواں نہ ہوتا تو میری آہیں مجھے جلا دیتیں -

۴۔ حضرت یعقوبؑ کو جو حزن و ملال پیش آیا وہ میری آزمائش کے مقابل قلیل ہے حضرت ایوبؑ کی تمام مصیبتیں میری مصیبتوں کا کچھ حصہ ہیں -

اس غم و اندوہ نے بدن کو اس قدر کمزور کردیا کہ خفقان قلب کا عارضہ ہوگیا۔ نظم

ای آتش فراقت دلھا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانھا خراب کردہ

ترجمہ - اے تیری آتش فراق نے دلوں کو کباب کردیا، تیرے سیلاب اشتیاق نے روحوں کو برباد کردیا۔

بعد ازاں عقل کا واعظ، نفس کے منبر پر بیٹھا، متزلزل وجود کی تعمیر میں

مشغول ہوا - وجود نے بھی اس کے فرمان سے نصیحت قبول کی -
حق تعالیٰ سے مقام صبر میں ثابت قدمی کی دعا کی - اللہ جلیل ، صبور ، حکیم نے صبر جمیل کے مقام میں ثبات و صبر عطا فرمایا جیسا کہ جناب سیادت نے کتاب واردات کے آغاز میں فرمایا ہے

ای مرہم جراحت ھر دل ریشی　　　وای مونس و راحت ھر درویشی
ای کرمت دستگیر ھر بیچارہ　　　وادی راحت پای مرد ھر آوارہ

ای خواطف غیرتت بصایر قدسیانرا از ملا خطۂ اسرار جمال تو بر دو ختہ ای عواطف رافتت ہزاراں شمع صفا درگوشہ دل ھر شکستہ برافروختہ ای آثار نفحات لطفت سرمایۂ ھر فتوحی ، وادی ھبوب نسمات فضلت راحت جان ھر مجروحی ، ای نسیم صبح وصالت امیر گاہ سوختگان آتش فراق وای زلال دریائی افضالت حیات بخش خستگان بادیۂ اشتیاق ای سوابق الطاف عنایت دستگیر مربی قدری وای لطایف عفوی غایتت عذر پذیر ھربی عذری

ترجمہ - اے ہر زخمی دل کے زخموں کا درمان ، ہر درویش کا مونس اور سکون و قرار اے کہ تیرا کرم ہر عاجز کی دستگیری کرتا ہے ، ہر آوارہ و سرگرداں کو راحت عطا کرنے والا ہے قدسیوں نے اپنی بصیرت کی غیرت کے پردے تیرے اسرار جمال کی دید پر لگائے ہیں -
تیری رافت و عطوفت نے ہر شکستہ دل کے گوشے میں صفا کی ہزاروں شمعیں روشن کی ہیں تو ہر صاحب فتوح کے سرمائے کے لیے لطافت کے نفحات لیے ہوئے ہے ،
تیرے فضل کی نسیم کے جھونکے ہر مجروح کے لیے راحت جاں ہیں -
تیرے وصال کی نسیم صبح ، آتش فراق سوختگان کے لیے مرکز امید ہے
تیرے افضال کا شیریں سمندر ، صحرائے شوق کے خستگان کے لیے حیات عطا کرنے والا ہے
تیرے عنایتوں کے لطف و کرم کے سابقے ، ہر معذرت کرنے والے کے عذر کو قبول کرتی ہیں

جو کچھ اس خط میں لکھا ، اس پر دوبارہ نگاہ ڈالی ، اور یہ شعر پڑھا

نظم

داشتم وقتی نگاری یاد میاید مرا　　هرزمان از یاد او فریاد میاید مرا

ترجمہ ۔ جس وقت میرا دوست مجھے یاد آتا ہے ہر لحظہ اس کی یاد سے میرے دل میں فریاد اٹھتی ہے

ھائے! ھائے! ھائے!

اس مکتوب کے بعض سطر شریفہ یوں تھے ۔

ھو الباقی ' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

" کل شی ھالک الا وجہ لہ الحکم والیہ ترجعون " (۱۹۲)

تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں سوائے اس کی ذات کے ' اسی کے لیے حکم ہے اسی کی طرف لوٹنا ہے ۔

شعر

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ　　وکل الذی دون الفراق قلیل

وان افتقاری واحدا بعد واحد　　دلیل علی ان لا یدوم خلیل

(دیوان حضرت علی بدیع البیان ص ۱۳۱)

ترجمہ ۔

۱۔ تمام دوستوں کے اجتماع میں جدائی ہوتا ہے اور بغیر فراق کے تو بہت ہی قلیل ہیں

۲۔ ایک کے بعد دوسرے کی جدائی اس بات کی دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ نہیں رہتے ۔

جان لیں کہ حضرت امیر ماہ ذی القعدہ میں ولایت سری سے (سری نگر کشمیر) سے سفر حجاز کی نیت سے روانہ ہوئے ' جب ملک خضر شاہ کی مملکت میں پہنچے تو ملک خضر شاہ نے التماس کی کہ جناب امیر چند روز اقامت فرمائیں تاکہ وہ جناب سیادت کے فیوض کے سرچشمہ سے استفادہ کرے ' یقیناً قبول کیا ' جب ماہ ذی الحج شروع ہوا تو جناب امیر نے درویشوں کے ساتھ عزلت اختیار کی اسی روز نماز پیشین (ظہر) کے بعد حضرت امیر کی طبیعت ناساز ہوئی ' پانچ روز تک علیل رہے ان پانچ دنوں میں

دنیاوی طعام سے آپ نے کچھ نہیں تناول کیا مگر آخر روز پانی چند مرتبہ پیا۔ جب چھ ذی الحجہ بدھ کی رات ہوئی ' نماز عشا کا وقت تھا آپ نے اصحاب کو بلایا ' نصیحت فرمائی اور وصیت کی کہ ۔

۱۔ ہمیشہ حق کے ساتھ رہنا۔

۲۔ اوراد اور اوقات کی پابندی کرنا

۳۔ توجہ ہماری طرف رکھنا۔

۴۔ ہمیں معاف کر دینا۔

۵۔ سال تک اگر وفاداری میں ثابت قدم رہو تو ہمارے مشہد پر مجاور رہنااور اوراد پڑھنا۔

پس ان نصیحتوں کو قبول کریں تاکہ دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کریں اگر اس سے روگردانی کی 'پھر تم خود ہی سمجھو ' اس کے بعد فرمایا۔خدا حافظ ' جاؤ اور نماز ادا کرو ۔

لازما اصحاب باہر چلے گئے ' جیسا کہ حکم دیا تھا ' تعمیل کی اور وظائف میں مشغول ہوئے سننے میں آیا کہ جناب امیر کی زبان مبارک پر آدھی رات تک یہ اذکار جاری رہے ۔

"یا اللہ یا رفیق یا حبیب"

اس کے بعد امرالٰہی سے حضرت امیر عالم فانی کی تنگ گھاٹی سے سرائے باقی کی فضا میں رحلت فرماگئے ۔ اناللہ و انا الیہ راجعون ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اللہ کی طرف ہی جانے والے ہیں ۔ نظم

ان یوم الفراق احرق قلبی　　　احرق اللہ قلب یوم الفراق

لو وجدنا الی الفراق سبیلا　　　لاذقنا الفراق طعم الفراق

ترجمہ ۔ بے شک روز فراق نے میرے دل کو جلایا ' اللہ روز فراق کو جلا دے

۲۔ اگر میں فراق کی جانب کوئی راستہ پاؤں تو میں فراق کو جدائی کا مزہ چکھا دوں ۔

اس وقت تمام بھائی (اخوان) اشکبار ' سوختہ جگر اور حیران و پریشان دل کے

ساتھ زبان حال سے باہم کہہ رہے تھے ۔ نظم

آنکس داند حال دل مسکینم　　کو راهم ازین نمد کلاهی باشد

ترجمہ ۔ میرے مسکین دل کا حال وہی جانتا ہے جو اس نمدے کی ٹوپی رکھتا ہو ۔

یہ مکتوب روز جمعہ پندرہ ذی الحجہ ۷۸٦ ہجری قمری کو اس داعی ' فقیر قوام لجری بدخشی کی جانب تحریر کیاگیا ۔

حضرت امیر کے وصال کی تاریخ مولانا محمد سرای الیسنی سلمہ اللہ نے کہی ہے

نظم

چوشد از گاه احمد خاتم دین　　ز هجرت هفتصد و ست و ثمانین

برفت از عالم فانی بباقی　　امیر هر دو عالم آل یاسین

الاخر

شرح غم تو لذت شادی بجان دهد　　لعل لب تو طعم شکر در دهان دهد

طاؤس بجان بجلوه در آید زخرمی　　گر طوطی لبت بحدیثی زبان دهد

ترجمہ ۔ حضرت احمد خاتم دین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو ۷۸٦ سال گزرے تھے کہ امیر ہر دو عالم ' آل یس ' عالم فانی سے جہان باقی کو رخصت ہوئے

دوسری

تیرے غم کا بیان بھی روح کو سرور عطا کرتا ہے تیرے لب لعلین ' منہ میں میٹھا ذائقہ عطا کرتے ہیں اگر تیرے لب کسی بات کو بیان کرنے لگیں تو مور خوشی سے رقصاں ہوجاتا ہے ۔

اور جان لے کہ عالم نزع میں اولیاء اللہ کے مختلف احوال ہوتے ہیں کہ بعض پر ہیبت طاری ہوتی ہے ' بعض پر رجا کی کیفیت ہوتی ہے بعض کو اس گھڑی ایسا کشف ہوتا ہے جو استقامت کا موجب بنتا ہے ' حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما اس لمحے روئے ۔ حضرت بلال؄ نے فرمایا ۔ " واطرباہ " اپنی بیوی کے جواب میں ' جس نے کہا تھا ۔ " واحزناہ " ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے آنکھ کھولی اور مسکرائے ۔ جناب شیخ روز بہان بقلی قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالی کے ایسے برگزیدہ بندے ہیں جن پر وہ ہر روز ہزار ہزار تجلی نچھاور کرتا ہے ۔ کہ وہ اللہ

تعالیٰ کے سجات جلال میں آجائیں ۔ اس لئے کہ وہ دار فنا سے ملک بقا کی طرف آتے وقت نہایت لطیف ہوجائیں ۔ تاکہ ان کی روحیں اشباح کو جنت نعیم اور نعیم مقیم کی طرف جذب کرلیں ۔اور وہ طبعی موت کی سختی سے نجات پالیں ' جس طرح محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج روح اور بدن میں طیران کیا ' حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام نے آسمان کی جانب روح اور بدن کے ساتھ پرواز کی ۔

منقول ہے کہ کردوں کے بعض جوان ہوا میں پرواز کرتے تھے کہ پھر کبھی واپس نہ آتے ' بعض جنت مشہود میں نہیں جاتے جیسا کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ۔

لا یدخل الجنہ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الطیر (۱۹۳)

ترجمہ ۔ جنت میں وہ قوم داخل نہیں ہوگی جس کے دل پرندوں کی مانند ہوں گے ۔

اس موعظت کے بعد ' ولایت کزجانے کے سفر کی تیاری کی گئی ۔ حضرت شاہ مظفر ' سلطان منصر ' ذات احدیت کی رفیع المنزلت بارگاہ کی تائید سے موید ' شیخ محمد کہ اللہ اپنی محبت اور رضا سے انہیں بہرہ ور کرے ' قضا و قدر کی بناء پر انہیں سفر سے روکا۔

جناب مولائے عظیم اور مغز کریم جو محمد سرائے کے نام سے معروف ہیں کہ ہمیشہ اسرار خداوندی سے محظوظ رہیں ' نے دوسرے مشتاق سعادتمندوں کے ساتھ ولایت کنز (کنار) کا سفر اختیار کیا ۔ معطر تابوت ' منور صندوق (جناب سیادت کے جنازے) سے مشرف ہوئے جب انہوں نے تابوت زمین سے اٹھایا تو خالص مشک کی خوشبو ان نیک بختوں کے دماغوں تک پہنچی۔

یہ فقیر ' دیندار اور نامور بادشاہ شیخ محمد بار گاہ میں حاضر تھا کہ ایک دن ان کے امراء میں سے کسی نے کہا کہ تعجب ہے کہ سید کا تابوت گرم موسم میں لایا جائے اور اس سے بو نہ آئے ' لازما جناب شہ نے فرمایا کہ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ سید صاحب کمال تھے ' ہمیں یقین ہے کہ سید کے تابوت سے خوشبو ہی اٹھی ہوگی ۔ اس بات کی مناسبت سے اس فقیر نے کہا کہ صوفیا قدس اللہ اسرارھم نے کتابوں میں بیان کیا ہے ۔

پرندوں کی ایک ایسی قسم ہے جو ہوا میں پرواز کرتی ہے چالیس روز تک کچھ نہیں کھاتی ' چالیس دنوں کے بعد ان سے مشک اذفر کی خوشبو آنے لگی ہے ' پس اس صاحب کمال کا کیا کہنا جو ساٹھ برس اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص سے ثابت قدم رہا ' ان کے کمال حال کے شرف سے دوسرے مخلصین نے بھی پر سرور اوقات ' دلکش اذواق اور نور بخش علوم حاصل کیے ہیں ۔

منقول ہے کہ جناب شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ نے خاوران کے غار میں چودہ سال عزلت اختیار کی ' جب باہر آئے اور بارہ سال گزر گئے تو ایک اور ولی غار میں زیارت کے لیے گیا ' تو اس نے کہا کہ اگر غار خالص مشک سے بھری ہوتی ہے تو اتنی معطر نہ ہوتی جتنی آج بارہ سال بعد بھی شیخ ابوسعید کی صحبت کے اثر سے دلکش خوشبو بکھیر رہی ہے ۔

یقیناً جناب سیادت کے جسد سے خوشبو اٹھنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ جناب سیادت نے بارہ سال کے سن میں سلوک راہ خدا میں قدم رکھا ' تہتر سال کی عمر میں دار فنا سے عالم بقا میں رحلت فرمائی ' پس بارگاہ الٰہی میں آپ کی حضوری کی مدت اکسٹھ سال ہے ۔

اس فقیر نے جو جناب سیادت کا خوشہ چین ہے جب بعض درویشوں کی عزلت میں تین ماہ تک تربیت کی تو ان کے تمام اجزائے مسکن اور اعضائے بدن سے ذکر کی آواز سنی اور عطر کی خوشبو پائی اپنے دانتوں کے نیچے عسل سلوک کو چکھا یہ سب ان جناب کے فروغ کے آثار ہیں جو ان خوشہ چین فقیروں کو وصول ہوئے ان اصولوں کے آثار کیسے ہوں گے جو آپ کے مبارک وجود میں راسخ ہوئے تھے ۔

اور جناب ملک خضر شاہ ' اللہ تعالیٰ انہیں اپنی محبت اور رضا کی توفیق دے جناب خلاصہ موجودات ' زبدہ کائنات کے تابوت کی مشایعت میں فی سبیل اللہ ایک دن کی مسافرت میں گئے آپ کا سعادت مند فرزند جس کا نام سلطان شاہ ہے آج کل خانقاہ کے ساکنوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ محمدؐ اور آپ کی آل اصفیا کے صدقے ' ان میں صدق و صفا کو زیادہ کرے اور یقین و وفا کو راسخ کرے ۔

پچیس (۲۵) جمادی الاول بروز بدھ حکم الٰہی اور مخزن الٰہی سے جناب سیادت کا تابوت '

خطہ مبارکہ ختلان کی مبارک خانقاہ جو کہ بیت المعمور ہے میں پہنچا، حضرت سیادت کے لمعان نور سے منتظر آنکھیں اور دیکھنے والی نگاہیں روشن ہوئیں۔

نظم

ای دیدہ ھا از روی تو روشن شدہ   وای دھستان از بوی تو گلشن شدہ

ترجمہ - نگاہیں تیرے چہرے سے روشن ہوئیں ، روئیدگی تیری خوشبو سے گلستان بن گئی -

اے دوست جان لے کہ جس وقت جناب سیادت کا تابوت ولایت کز سے ماوراء النہر میں لایا گیا ، واقعہ میں دیکھا گیا کہ بے شمار فرشتے سفید بادلوں کی صورت میں برابر آسمان پر حضرت سیادت کے تابوت کی تسبیح کر رہے تھے - جب اس فقیر کے سر پر پہنچے تو ان کے وجود کو حقیقتاً دیکھا- ان کی سحابیت کے وجود میں گداز پیدا ہوا ، وہ زمین پر پہنچے ، سفید اور سبز پرندوں کی صورت میں پانی کی ایک بڑی سطح پر رونما ہوئے وہ پانی بھی ان کے وجود سے ظاہر ہوا جو انتہائی صاف اور شفاف تھا اس فقیر کی جانب آرہا تھا، ملائکہ اس فقیر کا انتہائی احترام کر رہے تھے ، سمجھا گیا کہ وہ احترام جناب سیادت کے اس فقیر سے تعلق خاطر کی بناء پر تھا-

نظم

زھی وقت و زھی وقت و زھی وقت
کہ من قدرش ندانستم جز این وقت

ترجمہ - مبارک وقت ، مبارک وقت اور مبارک وقت کہ میں نے اس کی قدر نہ پہچانی سوائے اس وقت کے

رحمتہ اللہ

شرسد قربت مارا خلل از بعد مکان   کہ میان من واو کون ومکان حایل نیست
نشود ازلب او مژدہ ھل من سایل   آنکہ خون جگرش از مژدھا سائل نیست

ترجمہ - بعد مکانی سے ہماری قربت میں خلل نہیں آیا - کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کون و مکان حائل نہیں ہیں

۲- جس کا خون جگر اس کے مژگان سے رواں نہیں ، اس کے ہونٹوں سے

" ھل من سایل " کا مژدہ نہیں سنا گیا۔ رباعی

آنجاکہ منم صومعہ و دیر یکیست — در مسجد و بتخانہ مرا سیر یکیست
تا یافت دلم خلعت یکتائی را — در چشم دلم عین یک وغیر یکیست

ترجمہ ۔ جہاں میں ہوں وہاں پر مندر اور گرجا برابر ہیں ۔ مسجد اور بتخانے کی سیر میرے لیے برابر ہے

۲۔ جب سے میرے دل نے یکتائی کی خلعت کو پایا ، میرے دل کی آنکھ میں یکتا اور غیر ایک ہی ہیں ۔

اور حضرت سیادت قدس اللہ روحہ الکبیر ، اس فقیر کو اپنے عین حیات میں نماز میں تاخیر سے معذور (قابل معذرت) گردانتے تھے یقیناً حال ممات میں بھی اس فقیر کی روح میں اقامت کا شامیانہ نصب کیا ہوا ہے ۔ نظم

گر آب و گلت دور بود باکی نیست — چون جان و دلت عاشق و دیوانہ ماست
عاشقان خویشتن آزاد کن — بر امیدی جانفشان دلشاد کن

ترجمہ ۔

۱۔ اگر آب وگل (مادی پیکر) دور ہیں تو کوئی پروا نہیں ، تیری روح اور دل تو ہمارے عاشق اور دیوانے ہیں ۔

۲۔ اپنے عاشقوں کو آزاد کر اور جانفشانی کی امید سے مسرور کردے۔

وایضا

ھر کرا در بند عشق آزاد کردی ای کریم — بوی وصلت دایما دربند او گرد د مقیم
ترجمہ ۔ اے کریم جس کسی کو تو نے اپنے عشق کے جال میں آزاد کیا ۔ تیرے وصل کی خوشبو اس میں دائمی سرایت کر گئی ۔

اے دوست جان لے کہ جناب سیادت کے انوار سے منور ہونے کے لیے سعی بلیغ کی ضرورت ہے ۔

نظم

دل شکستہ ہمین جرائی بر شکن　　　قلبنا و قلبنا و قلبنا
جزو جزو تو گفنده در فلک　　　ربنا و ربنا و ربنا

ترجمہ - اے دل شکستہ اسی زخم کو اور گہرا کر کہ ہمارا دل ' ہمارا دل اور ہمارا دل تیرا جزو جزو آسمان پر پکار رہا ہے ہمارے رب ' ہمارے رب اور ہمارے رب

جناب سیادت کے فرزند اور مریدوں کا ذکر

جناب سیادت کے نور چشم ' جو ہمارے پاس ہدیہ الہی کی یادگار ' سرادق پناہی کی خلعت ہیں ' کی خدمت میں اخلاص اور صدق و صفا سے نذرانہ عقیدت پیش کرنا چاہیے ' لازما ً لازما۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

" احب اللہ لما ارفدکم من نعمتہ واحبونی لحب اللہ و احبوا اھل بیتی لحبی " (۱۹۴)

ترجمہ ۔ جب اللہ تمہیں اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو اللہ سے محبت کرو ' اللہ کے لیے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو ۔

حضرت سیادت سے سنا گیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے " واقعہ " میں دیکھا کہ جناب شیخ محمد اذکانی کہ اللہ تعالٰی آپ کو اپنے فیض سبحانی سے نوازے ' نے مجھے ایک سفید باز عطا کیا اور فرمایا کہ یہ باز حضرت حق تعالٰی جل جلالہ نے تیرے لیے ہدیہ بھیجا ہے ' میں نے کہا ' اس باز کو کیا کروں ؟ فرمایا ۔ جہاں تک ہو سکے اس باز کو خانقاہ میں رکھو ' جب میں نے شیخ کے پیچھے نگاہ دوڑائی تو حد نظر تک دیکھا کہ اولیاء اس ہدیہ کی تعظیم کے لیے جمع ہیں ' یہ واقعہ فرزند کے ظہور کی طرف اشارہ ہے

نظم

هر کرا خود نور عزت پرورد از فیض خویش
شاهباز قدس گردد ز آشیان و بیض خویش

ترجمہ ۔ جو اپنے فیض سے نور عزت کو حاصل کرلے وہ اپنی سعادتوں سے قدسی شاہباز بن جاتا ہے ۔

اس واقعے کے بعد ' خلاصہ سادات ' زبدہ مکونات حضرت امیر سید محمد کہ اللہ تعالٰی انہیں محمد و آل محمدؐ کی طفیل باقی رکھے ' نے آشیانہ غیب سے پرواز کی اور کنگرہ شہود پر نزول کیا ۔ یقیناً جناب سیادت عالم حقیقت کے آفتاب تھے آپ کا فرزند بھی حتمی طور پر عالم حقیقت کا پرنور مینار ہوگا ' حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

الولد سر ابیہ (۱۹۵) اولاد باپ کے باطن کا سر ہے ۔

یعنی فرزند اپنے باپ کے باطن کی آئینہ دار ہوتا ہے ۔ نظم

ای سندی کافتاب از پی تحصیل نور
خدمت روی توگشتہ بجان مشتری
شبے نگذرد تا نکند رای تو
کوکبہ روز را سوی جهان رهبری

ترجمہ ۔

۱۔ اے دلیل حقیقت ، آفتاب تحصیل نور کے لیے تیری خدمت کا دل و جان سے آرزومند ہے

۲۔ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جب وہ تیرے خیال میں نہ ، کوکبہ دن کی وہ جہان کی طرف راہنمائی کرتا ہے

از نام محمد است مسمی حلقہ شده این بلند طارم
تو در عدم و گرفتہ قدرت اقطاع وجود زیر خاتم

ترجمہ ۔ محمد کے نام سے موسوم ہے یہ بلند آسمان اس کے لیے دائرہ بنا ہے ۔ (یعنی حلقہ بگوش غلام ہوا ہے)

تو عدم میں ہے اور قدرت نے اقطاع وجود کو زیر نگین کیا ہے ۔

سعادت بخشایش داور ست
نہ در چنگ و بازوی زور آور ست

ترجمہ ۔ سعادت داور (حاکم مطلق) کی بخشش ہے کسی طاقت ور کے زور اور پنجے میں نہیں ۔

حضرت سیادت نے فرمایا کہ جناب بہرا مشاہ کشمی ، حاجی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسی سعادت حاصل کی ہے جو آل ذوالقرنین سے کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی ۔

دینی بھائی جناب مولانا قوام الدین کہ اللہ تعالٰی محمدؐ و آل اجمعین کی طفیل اسے اسرار دین کی آگاہی مین ثبات کی توفیق دے ، نے بیان کیا کہ جناب سیادت نے فرمایا کہ جناب بہرام شاہ خواستی اللہ تعالٰی اسے سلامتی دے ، ہمارا پسندیدہ فرزند ہے ، کتاب مرآۃ التائبین اس فرزند کی التماس پر تحریر کی ہے

جناب سیادت نے خطہ دشت کولک میں قابل احترام امیر بہرام علیہ الرحمہ کے مشہد شریف پر فرمایا کہ میر کا اگرچہ صغیر سن ہے مگر انتہائی فراست کا مالک اور اہل حق کا دوستدار ہے -

ایک بار فرمایا کہ ماوراء النہر کے لوگ صادق ہیں - ایک اور موقع پر فرمایا کہ کوہستان بدخشاں کے لوگ نہایت مسکین اور نیاز مند ہیں -

ایک اور موقع پر فرمایا کہ درخواست کے لوگ بہت نیک ہیں

ایک اور موقع پر طالقان کے لوگ مخلص ہیں

ایک اور موقع پر فرمایا کہ سرای الیسنیان کے لوگ پہلوان ہیں -

ایک موقع پر اس فقیر نے جناب سے پوچھا کہ ختلان کے لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ علیشاہ رحمتہ اللہ نے خواجہ خضر کو پایا ہے اور خواجہ سے دین و دنیا مال اور اولاد کی تمنا کی ہے ' آیا یہ مشہور روایت درست ہے آیا انہوں نے پایا ہے یا نہیں - جواب دیا کہ پایا ہوگا کیونکہ علیشاہیوں کو حق تعالیٰ نے دین اور دنیا میں سعادت اور برکت عطا کی ہے -

ایک اور موقع پر میں نے پوچھا کہ ختلان کے اطراف وغیرہ کے علاقوں مین لوگ صادق ہیں کہ آپ سے بہت گہری محبت رکھتے ہیں - لیکن کسی مانع امر کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتے ' پس ان کے احوال کیا ہوں گے جواب فرمایا کہ وہ آخرت میں ہمارے ساتھ ہوں گے کیونکہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

" یحشر المرء علیٰ دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل " (۱۹۶)

ترجمہ - لوگ اپنے دوست کے دین پر اٹھائے جائیں گے پس تم میں سے ہر ایک غور کرے کہ وہ کیسے دوست رکھتا ہے -اور فرمایا

انت مع من احببت یا اباذر (۱۹۷)

اے ابوذر تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا-

ایک اور موقع پر پر فرمایا کہ اگر نیک ہوگے تو ہمارے ساتھ رہوگے ' اگر برے ہوئے تو تمہیں ہمیں بخش دیں گے ' جمع کے صیغے کے ساتھ بھی فرمایا کہ اگر تم

سب نیک ہوگے تو ہم میں سے ہوگے اور اگر بد ہوئے تو تمہیں ہمارے ساتھ بخش دیں گے ۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ محمد ماشک نہایت صادق ہے مگر ابھی کمسن ہے ۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ حاجی یعنی اخی اس علاقے مین حصول سعادت کے لیے آئے ہیں کہ ان کے بیشتر پیروکاروں اور دوستوں نے صحبت اور نعمت کا حق ہم پر ثابت کردیا ہے ۔ یہ باتیں اس وقت بیان فرمائیں جب خانقاہ کے دروازے کا ستون جناب اخی کی طرف گرا اور جناب سیادت نے اخی کو بلند آواز میں بچنے کی تلقین کی ان کے محفوظ رہنے کے بعد اخی کو گلے لگایا اور فرمایا سلامتی کے شکرانے میں دعوت دینی چاہیے ۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ محمد سرائے ایک شب بیدار اور ذاکر جوانمرد ہے اور خانقاہ داری کے شایان شان ہے لیکن یہ معلول نیم پختہ کنواں ہے کہ اگر دنیا کے سمندر بھی اس میں ڈال دیں تو لبریز نہیں ہوگا۔

حضرت سیادت نے امیر سرخ رحمتہ اللہ کے گھر جب اس فقیر معلول پر غضب کا اظہار کیا تو فرمایا کہ جیسے میں کہتا ہوں ' ویسے کیوں نہیں کرتے تاکہ لحہ بہ لحہ ترقی پاتے رہو ' شمس الدین اسحاق کو دیکھو کہ کس طرح مثالی بن گئے ہیں انہوں نے تم سے قبل راہ سلوک اختیار کی تھی اگر پچاس سال تک بھی ریاضت کرو تو اس مقام کو نہیں پہنچو گے ۔

ایک موقع پر فرمایا کہ شمس الدین صاحب قوت سالک ہے لیکن اسحاق بھی پہلوان ہے ۔ حضرت سیادت نے فرمایا کہ مولانا بدرالدین وحشی اور محمد بن شجاع ' کچھ نورالدین سے پڑھیں ۔ لیکن محمد بن شجاع کو " حل الفصوص " پڑھائے ' بدر الدین کو شرح قصیدہ کا مقدمہ پڑھائے بدرالدین کو میرے سامنے تعلیم دے تاکہ میں سنوں کہ اس نے تصوف سے کیا فہم حاصل کی ہے جب آن جناب کی موجودگی میں چند سبق پڑھائے گئے ' ایک دن مولانا بدرالدین کو پڑھاتے ہوئے اس فقیر کی زبان پر ایا " و فیما یفلان " حالانکہ " فعلان " کہنا چاہیے آپ جناب نے نہایت خوشی سے قہقہ لگایا ' اصحاب نے بھی موافقت کی اس فقیر نے بھی شمولیت کی اور منفعل نہ ہوا ' بعدازاں آپ نے فرمایا کہ ۔ یہ احمق ذرا پروا نہیں کرتا اگر کوئی اور ہوتا تو شرمسار ہوتا ۔ سبق مکمل

ہونے کے بعد فرمایا ۔
میں نے مشرق سے مغرب تک سفر کیا لیکن نور الدین کے سوا کوئی بھی میرے سامنے معرفت بیان نہیں کرسکا کیونکہ اس نے حقیقت تصوف کو پالیا ہے جو کچھ الفاظ میں سماتا ہے بخوبی بیان کرتا ہے ۔

اور جان لو کہ اس فقیر نے علم کے ہر فن سے آگاہی حاصل کی ہے لیکن جناب امیر قدس اللہ سرہ کے کمال علم و عرفان کے سامنے اتنا ہی نادان ہے جتنا تمام ظاہری اور باطنی علوم کے متجر آقا کے سامنے عجمی غلام ہو ۔ نظم

اھل دل کوی تراجنت اعلیٰ دانند　　　پر تو روی ترا نور تجلی خوانند
اھل فتوی کہ گذشتد براطوار علوم　　　ھمہ در مکتب عشقت الف و باخوانند

ترجمہ ۔
۱۔ اہل دل تیرے کوچے کو جنت اعلی گردانتے ہیں ' تیرے چہرے کے پرتو کو نور تجلی کہتے ہیں
۲۔ فتوی والے جو علوم کے نکات سے آگاہ ہیں ' تیرے مکتب عشق میں الف ' با پڑھتے ہیں ۔

ایک بار جناب سیادت خربوزوں کے کھیت میں گئے ' کھوا بغل میں پکڑے ہوئے تھے اس کی پشت پر پتے رکھے ہوئے تھے کہ میں حاضر خدمت ہوا گذشتہ بات کی مناسبت سے جناب سیادت نے فرمایا کہ ۔

" اگر نورالدین ہمیں فروخت بھی کردے تو ہماری قیمت اسے حلال ہوگی "
کسی کو شک نہیں کہ اس فقیر کو اس تصرف کا حق نہیں ' لازما یہ باتیں جناب سیادت نے کمال شفقت کے اظہار اور جمال محبت کے ظہور کے طور پر فرمائیں ۔
ایک اور موقع پر فرمایا کہ
" نور الدین سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنے سے بہتر ہے "
حالانکہ آپ جناب کی بیعت کی کیفیت آپ کی تعلیمات سے واضح ہے ' اس فقیر کو معلوم ہے کہ جناب سیادت پاکی اور تقدس کے لحاظ سے حاملان عرش سے بھی بڑھ کر ' یہ فقیر معلول وضو کی رعایت سے عاجز ہے اکثر اوقات ایک وضو سے دو نمازیں ادا

نہیں کر سکتا ، اکثر اصحاب اس فقیر کی اس معذوری سے آگاہ ہیں ، اس خاکسار کو حاصل شدہ دینی و دنیاوی سعادت جناب سیادت کے فیضان سے ہے ۔

جناب سیادت کی تعلیم بیعت کی کیفیت یہ تھی کہ ایک جماعت امیر عمر خوشی کے گھر آتی تاکہ جناب امیر سے بیعت کریں ، جناب امیر فرماتے کہ

" اپنا ہاتھ نورالدین کے ہاتھ پر رکھو "

جب وہ فرمان کی تعمیل کرتے تو بیعت کے الفاظ جناب امیر دہراتے اور فرماتے کہ پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے

جناب سیادت نے اس فقیر کو توبہ طریقت قبول کرنے کی دوبار اجازت مرحمت فرمائی ، زیادہ مشہور یہ تھی کہ جناب سیادت ، قریہ علیشاہ رحمہ اللہ سے سفر حجاز کی نیت سے باہر آئے ، جب دشت چوبک میں پہنچے ، سواری سے اترے ، اکابر اصحاب کے سامنے میرا ہاتھ پکڑا ، اصحاب کے درمیان سے باہر لائے اور فرمایا ۔

" جب میں چلا جاوں گا لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے لازم ہے کہ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا ۔ میں نے تمہیں ، طالبان صادق کی حبیب حقیقی کی طرف رہنمائی کرنے کی اجازت دی ہے ، مجھے باد شاہ عالم کے حضور سے توقع ہے کہ اہل طلب جو فیضان مجھ سے پا رہے ہیں وہ تم سے بھی حاصل کریں گے نشاء اللہ اللطیف الخبیر۔

آپ نے اخفائے وصیت کو پسند نہ کیا میرا ہاتھ پکڑ کر اصحاب کے قریب لائے اور فرمایا ۔

" ہم نے نور الدین کو طالبان کی توبہ قبول کرنے ، ذکر کی تعلیم دینے اور طالبان صادق کو اسرار بیان کرنے کی اجازت دی ہے ۔

پھر قوت تامہ سے مجھے گلے لگایا ، طویل دعائیں پڑھیں مجھ پر پھونک ماری ، حق تعالٰی کے حوالے کیا ، وداع فرماتے ہوئے مجھے کہا جاو اپنے گھر میں بیٹھو۔

یقیناًدین و دنیا کی سعادت پانے کے بعد اپنے اھل خانہ کی طرف آیا۔ جناب سیادت نے مبارک پوستین اور آفتابہ مجھے عطا فرمایا تھا اس پوستین کو پہنتے وقت ، مین نے اپنے وجود میں امر عجیب پائے جوکہ اس سے قبل مجھ میں نہیں تھے ۔

جناب سیادت سفر حج سے واپس آئے ایک دن مجھ پر غضب کا اظہار کیا اور فرمایا۔ تصور نہ کرو کہ سعادت تم نے اپنی کوشش سے حاصل کی ہے بلکہ مدت ہوئی کہ سفر و حضر میں اس درویش کی توجہ تمہاری جانب مبذول رہتی ہے حتیٰ کہ حرم کعبہ میں، میں نے شب جمعہ تمہاری سعادتوں کے لیے ہزار بار فاتحہ پڑھی اور پروردگار کی بارگاہ سے تمہاری اقبالمندی کی دعا کی۔

اس کے بعد "واقعہ" میں دیکھا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں مجھے عطا کی ہیں، واقعہ کے بعد جناب سیادت نے خلال، چاندی کا آلہ (کان سے میل نکالنے والا) آہنی موی بنی گیر جو تینوں باہم متصل تھے مجھے دیے، میں سمجھ گیا یہ تینوں چیزیں ان تینوں چیزوں سے وابستہ ہیں جو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کی تھیں۔ نظم

طواف کعبہ دل کن اگر دلی داری ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ دلست کعبہ معنی تو گل چہ پنداری
طواف کعبہ صورت ازان حقت فرمود ‏‏‏‏‏‏ کہ تا بواسطہ این دلی بدست آری
برای یک دل موجود گشت ھر دوجہاں ‏‏‏‏‏‏ شنو تو نکتہ لولاک را ازان قاری
دل خراب کہ منظرگہ الہ بود
زھی سعادت جانی کہ کرد معماری

ترجمہ۔

۱۔ اگر تو دل رکھتا ہے تو کعبہ دل کا طواف کر۔ دل ہی کعبہ معنی ہے تو اسے مٹی کیوں تعبیر کرتا ہے

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں صوری کعبہ کے طواف کے اس لیے حکم دیا ہے کہ اس کے توسط سے تم کوئی دل پاسکو۔

۳۔ دونوں جہاں ایک دل کے لیے وجود میں آئے تو اس فرمانے والے سے لولاک کی حقیقت کو سن۔

۴۔ ایک ویران دل جو الہ کا منظر گاہ ہو اس روح سے زیادہ سعادتمند ہے جس نے دل کی تعمیر کی ہو۔

اہل دین حق کی صحبت

اے دوست جان لے کہ دین حق کی محبت اور اہل دین حق سے محبت جو ہمیشہ باقی رہے گی، ہر عاقل، بالغ پر فرض عین ہے - اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے
" ومن یبتغ غیرالاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرۃ من الخاسرین
(۱۹۸)

ترجمہ - جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش میں ہو، اس سے قبول نہیں کیا جائے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ و الناس اجمعین (۱۹۹)
ترجمہ - تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں -
حضرت عمرؓ نے عرض کی - یا رسول اللہ میں آپ کو اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، سوائے اپنے نفس کے، حضور علیہ الصواۃ والسلام نے فرمایا - تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک میں تمہیں، تمہارے نفوس سے زیادہ محبوب نہ ہو جاوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا - اب آپ مجھے میرے والدین، اولاد، نفس اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں حضور نے جواب دیا کہ اب ہو -

لیکن پہلے حق کی معرفت حاصل کرتا کہ اس سے اہل حق کو پہچانو۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تو لوگوں سے حق کو نہیں پہچان سکتا، پہلے حق کو پہچانو پھر اہل حق کو پہچان لوگے -

منقول ہے کہ ایک فقیہ نے سلطان العارفین سے عداوت کی، جب نزع کا عالم ہوا تو حاضرین مجلس پر عیاں ہوا کہ وہ فقیہ تباہ ہوگیا، اللہ تعالٰی ہمیں اس سے بچائے، حاضرین مجلس نے مشاہدہ کیا کہ فقیہ بری حالت میں تھا اس کا یہ سوء حال اس کلام کی وجہ سے ہوا جو گذشتہ زمانے میں اس نے حضرت سلطان سے کیا تھا کیونکہ -
" دلوں میں اہل حق کی عداوت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اگر ہو بھی تو دیر تک

نہیں رہتی "

اس حال کے بعد حضرت سلطان (سید علی ہمدانی " کو دو تشاہ نے سلطان السادت و العارفین لکھا ہے) نے فرمایا کہ دیندار کو براوران دین کی تعظیم سے زیادہ کوئی کام دین میں تقویت دینے والا نہیں ہوتا ' دینی بھائیوں کے حق کو نظرانداز کرنے یا حقیر سمجھنے سے زیادہ کوئی کام دین کو نقصان پہنچانے والا نہیں ہوتا۔فرد

منکرست آن روسیہ مردود و ملعون آمدہ
کز حسد هم چون سگان از دور عوعو میکند

یعنی وہ رو سیاہ منکر ' مردود اور ملعون ہے جو حسد سے کتوں کی مانند دور سے " عوعو " کرتا ہے

اس فقیر نے جناب سیادت سے پوچھا کہ اگر کوئی صدق سے آپ کی صحبت میں نہ آئے بلکہ نفسانی خواہشات سے آئے اس کا حال کیسا ہوگا جواب فرمایا ۔ جو کوئی ہمیں پتھر مارے وہ بھی بہشت میں جائے گا کہ محبت ہی کی علامت ہے ۔ نظم

هرکہ مارا یار کرد ایزد مراورا یار باد — هرکہ مارا خوار کرد از عمر برخوردار باد
هرکہ اندر راہ ما خاری گفند از دشمنی — هر گلی کز باغ وصلش بشگفت بے خار باد
در دو عالم نیت مارا باکسی گرود غبار — هرکہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد

ترجمہ ۔ جو ہمارا دوست ہوا اللہ تعالیٰ اس کا معاون ہو ' جس نے ہمیں خوار کیا ' اللہ تعالیٰ اسے عمر عطا فرمائے جس نے دشمنی سے ہمارے راستے میں کانٹا بچھایا اس کے باغ وصل میں جو پھول بھی کھلے کانٹے کے بغیر ہو ۔

دونوں جہاں میں کسی سے ہمارا دل میلا نہیں ' جس نے ہمیں رنج پہنچایا اسے راحت نصیب ہو ۔

محبت اور بعض کی اقسام بیان کی گئی ہیں بس ان فروعات کو اس اصول کے ساتھ منطبق کرنا چاہیے تاکہ ہرایک فروع کسی اصول کے ساتھ موافقت رکھے ۔
نیز جان لے کہ کوئی چیز کسی ایک کو بھی موت سے مانع نہیں ہوسکتی ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کل من علیھا فان (۲۰۰) جو کچھ بھی ہے سب فنا پذیر ہے

سید معروف ناصر بن خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

نہاد عالم ترکیب وچرخ ھفت اختر
شد آفریدہ بتدبیر ازان چہارگر
از آب روشن واز خاک تیرہ و آتش وباد
چہار جوہر و ھر چہار ضد یکدیگر
یکی شناس جہاں را و تو رسیدہ بدو
یکی عمارت بگزار و خوش ازو بگزر
بدانچہ داری در دست شادمانہ مباش
وزانچہ رفت زدست غم دریغ مدار
ز مرگ امن مجوی بعمر تکیہ مکن
بسیم دین مفروش و دیو عشوہ مخر
ز نام ھای کہن نام کنھگان برخوان
یکی جریدہ پیشیان پیش آور
کراشنیدی ودیدی کہ مرگ داد امان
ز خاص و عام بدو نیک از صغیر و کبیر
اگر بماندی در دھر خود کسی جاوید
نھان نگشتی در خاک ھیچ پیغامبر
کجا شد آنکہ بد از خاک پاک کن فیکون
نہ نطفہ پدرش بود نہ مایۂ مادر
بنام آدم ؑ و کنیت ابوالبشر بود او
کہ از روی زینت و است اصل بشر
چو عمر خویش بسر بردہ نھصدوی سال
سپرد روز بسر بردہ را بدست پسر
چناکہ آمدہ از خاک باز رفت بخاک
بلی کی باز شود ھر عرض سوی جوھر

بشیث آمد دوران ملک هفتصد سال
نماند آخر و خورد از کف اجل خنجر
هزار سال چو بگذشت عمر نوح نبی
که جز عبادت و دعوت نه کرد هیچ دگر
بقای صالح اندر جهان صد و هشتاد
خداش ناقه فرستاد از میان حجر
کجاست صالح و کو ناقه کجا شد هود
کز آتش اجل اندر اجل بزدند شرر
دویست پنجه و سه سال عمر هدیه هود
بدست مرگ بدر شد همه هبا و هدر
دویست بود کم از پنج عمر ابراهیم
گزیده که رحمت نسو ختش آذر
ذبیح چون صد وسی و چهار سال بزیست
که بد بنام اسماعیل و مادرش هاجر
اسحاق چون صدوسی و چهار سال بماند
بخورد تیر اجل چون برادر مهتر
رسید نوبت یعقوب تا صدو هفتاد
گذشت و رفت و ببرد از جهان دل غمخوار
به یوسف آمد چون نوبت نبوت و ملک
جلال و زیب جمالش ملک گشت سمر
چو برگذشت ز عمر عزیز او صد و بیست
شد نقاب بقایش ازان رخ چو قمر
ز بعد یوسف ایوب صابر آمد باز
بدهر بد صد و هفتاد و کرد عزم سفر

یا .قصه ایوبؑ صابر مسکین
بلای کرم کشید و نخفت بربستر
.بشکر بود بسی سال تا خلاصی یافت
بامر خالق بیچون و واحد اکبر
چو از جهان سوی دار البقا .شد ایوبؑ
شعیبؑ آمد با دختران نیک اختر
دویست و پنجه و چارش ز عمر ونو بگذشت
.شد شعیبؑ و عیال کلیمؑ شد دختر
کلیمؑ آمد و با او نشان معجز حق
عصاو لوح و کلام و ذکر و کف انور
بقای او چو بصد سال و بیست وسه برسید
ز شربت اجل آخر بخورد یک ساغر
زوند آنکه سکه .بدولت داوود ؑ
کجا گرفت ازو دهر زیب و زینت و فر
بقاش بود نود سال ناگهان روزی
عقاب مرگ بکند از همای عمرش پر
رسید ازو سلیمان ؑ چو باز نوبت ملک
ز ختر بگرفت او بحکم تا خاور
هوای انس و وحوش وطیورو دیوو پری
شدند جمله مر اورا مطیع و فرمان بر
بدهر چون صد وهشتاد سال عمر براند
گذشت و تخت ازو ماند و خاتم و افسر
ز بعد او ذکریاؑ بماند سیعد سال
که شد بریده بدو نیم درمیان شجر

بجای بد ذکریاؑ که کشته شد یحییؑ
خیاره که بپاکی بد از جهان اخیر
بدار دنیا هشتاد سال عمر براند
که برطریق خطا خاطرش نکرد گذر
ز بعد یحییؑ عیسیؑ بماند سی وسه سال
ز بعد سی وسه شد او بگنبد اخضر
بریده گشت آنگاه وحی ششصد سال
سیاه شده همه گیتی زکفر و از کافر
خدا مهر نبوت نمود باز بخلق
از آن رسولؐ نکو محضر و نکو منظر
محمدؐ اسم ابوالقاسم آن خلاصه دین
بجاه مرتبه از جمله انبیاء برتر
چراغ دولت دین محمدیؐ افروخت
بشرق و غرب جهان یکسوبه بحروبر
سترد نور جمالش زدهر ظلمت کفر
زدند رایت عدلش ز فخر تا محشر
بدان بزرگی و قدر ' بلند عزو شرف
بسال شصت و سه شداد ازین دیار بدر
اگر بحرمت و قدر و بجاه در عالم
کسی بماندی ' ماندی رسولؐ تا محشر
اگر بصدق بماندی کسی بدی صدیقؓ
و اگر بعدل بماندی کسی بدی عمرؓ
وگر بشرم بماندی کسی بدی عثمانؓ
وگر بجود نماندی یقین بدی حیدر کرم

نسبت و شرف از دو جهان نمی آمد
بخاک تیره کجا میشدی شبیر شبر
رسولؐ کو و مهاجر کجا و کو انصار
کجا صحابه اخیار و تابعین خیر
اگر هزار بمانی و دگر هزار هزار
بعاقبت ملک الموت آیدت بردر
کجاست رفتن عمر امید زهری
کجاست اشقر و گلبانگ عم پیغامبر
بدان که هیچکس از مرگ جان نخواهد برد
بسیار توشه راه بسیار برگ سفر
بملکت ار ملک الموت نامدی شدی
بملک جمله ملوکا و هرکار پسر
زگفت ناصر خسرو تو بشنو این پندی
حذر کید ازین روز گار سفله حذر

۱۔ پرور دگار نے عالم اور ساتویں آسمان کی بناء رکھی اپنی تدبیر اور حکمت سے ان چاروں جوہروں سے انہیں خلق کیا۔
۲۔ شفاف پانی ' تاریک مٹی ' آگ اور ہوا - چار جوہر اور چاروں ہی ایک دوسرے کی ضد ہیں -
۳۔ ایک جہان ہے جس میں تو آیا اس میں پڑاو نہ ڈال اور اچھی طرح سے گزر جا۔
۴۔ جو ہاتھ میں رکھتا ہے اس پر مسرور مت ہو ' جو کچھ ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس اور غم نہ کر۔
۵۔ موت سے امن نہ تلاش کر اپنی عمر پر بھروسہ نہ کر ' دولت کے عوض دین نہ بیچ اور شیطان سے ناز ادامت خرید۔
۶۔ پرانے نام سے لوگوں سے درس سیکھ 'پشیمانی کا جریدہ پیش نظر رکھ -
۷۔ خاص و عام ' نیک و بد ' چھوٹے ' بڑے میں کس کو دیکھا یا سنا کہ موت نے اسے امان دی ہو۔
۸۔ اگر کسی زمانے میں کسی نے ہمیشہ رہنا ہوتا تو پیغمبر کبھی لحد میں نہان نہ ہوتے -
۹۔ جو کن فیکون کی پاک حقیقت سے ظاہر ہوئے جن کے ماں اور باپ دونوں نہیں تھے 'کہاں ہیں -
۱۰۔ جن کا نام آدمؑ اور کنیت ابوالبشر تھی اور جو خاکی تھے اور انسان کا سرچشمہ تھے -
۱۱۔ ان کی عمر نو سو تیس برس ہوئی تو انہوں نے اپنی متاع حیات بیٹے کے حوالے کی -
۱۲۔ حضرت شیثؑ کے پاس ملک دنیاسات سو سال رہا آخر موت کے ہاتھوں خنجر کھایا اور نہ رہے -
۱۳۔ حضرت نوحؑ نے اپنی زندگی کے ہزار سال گزارے ' انہوں نے عبادت اور تبلیغ کے سوا کچھ نہ کیا۔

۱۴۔ حضرت صالحؑ ' دنیا میں ایک سو اسی برس رہے ' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پہاڑ سے ناقہ بھیجا۔

۱۵۔ صالحؑ کہاں ہیں ان کی ناقہ کدھر ہے ' حضرت ہودؑ کہاں گئے ۔ کہ آتش اجل سے وہ موت پر چنگاری نہ پھینک سکے ۔

۱۶۔ حضرت ہودؑ کی دو سو ترپن سالہ عمر آخر موت کی نذر ہوئی ۔

۱۷۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو پچانوے برس تھی آپ خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے جنہیں آگ نے نہ جلایا۔

۱۸۔ حضرت ذبیح نے ایک سو چونتیس برس گزارے آپ کا نام اسمٰعیلؑ تھا' والدہ حضرت ہاجرہ تھیں ۔

۱۹۔ جب حضرت اسحاقؑ نے ایک سو چونتیس سال زندگی بسر کیے اپنے بڑے بھائی کی مانند تیر اجل کھایا۔

۲۰۔ حضرت یعقوبؑ نے ایک سو ستر برس عمر پائی اپنے غمخوار دل کے ساتھ جہاں سے رخصت ہوئے ۔

۲۱۔ حضرت یوسفؑ کو بادشاہت اور نبوت عطا ہوئی ' ان کا حسن جمال اور جلال دنیا میں مشہور ہوا ۔

۲۲۔ آپ کی عمر عزیز سے ایک سوبیس سال گزرے آپ کے چاند جیسے چہرے سے زندگی کا نقاب اٹھادیا گیا ۔

۲۳۔ حضرت یوسفؑ کے بعد صابر ایوبؑ آئے ' انہوں نے زمانے میں ایک سو ستر سال گزارنے کے بعد عزم سفر کیا ۔

۲۴۔ حضرت ایوبؑ صابر مسکین نے بلائے کرم کو برداشت کیا اور بستر پر نہ سوئے ۔

۲۵۔ واحد اکبر اور چون و چرا سے بالاتر خالق کے فرمان سے حضرت ایوبؑ تیس سال تک شکرادا کرتے رہے ۔

۲۶۔ حضرت ایوبؑ دار بقا کو رخصت ہوئے تو حضرت شعیبؑ اپنی دختران نیک اختر کے ساتھ آئے ۔

۲۷۔ جب آپ کی عمر سے دو سو چوون برس گزر گئے حضرت شعیبؑ رخصت ہوئے ان کی دختر حضرت کلیم کی زوجہ بنیں -

۲۸۔ حضرت کلیم کو حق کی طرف سے معجز نما نشان ملے ' عصا ' لوح ' کلام ذکر اور یدبیضا ظاہر ہوئے -

۲۹۔ جب آپ کی عمر ایک سو تیئس برس ہوئی آپ نے بھی شربت اجل کا ساغر پیا-

۳۰۔ پھر حضرت داوٗدؑ کے نام کا سکہ چلا ' زمانے نے آپ سے زیب اور شان و شوکت حاصل کی -

۳۱۔ آپ کی زندگی نوے سال تھی کہ اچانک موت کے عقاب نے آپ کی ہمائے عمر کو دبوچ لیا -

۳۲۔ ان سے ملک حضرت سلیمانؑ کو ملا' آپ کا حکم مشرق سے مغرب تک نافذ تھا-

۳۳۔ ہوا - انس و جان ' چرند ' پرند تمام آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے-

۳۴۔ آپ نے زمانے میں ایک سو اسی برس گزارنے ' تخت و تاج کو چھوڑ کر آخرت کوسدھارے

۳۵۔ آپ کے بعد حضرت زکریاؑ نے تین سو سال رہے اور درخت کے درمیان دو نیم ہوئے -

۳۶۔ حضرت زکریاؑ کی شہادت کے بعد یحییٰؑ آئے جو اپنی پاکبازی کے وجہ سے دنیا میں منتخب تھے -

۳۷۔ آپ دنیا میں اسی برس رہے ' دنیا میں کوئی خطا آپ سے سرزد نہیں ہوئی

۳۸۔ حضرت یحییٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تینتیس برس رہے پھر وہ گنبد خضرکو روانہ ہوئے -

۳۹۔ پھر چھ سو سال تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا ' تمام دنیا کفر اور کافروں کی

وجہ سے تاریکی میں تھی ۔

۴۰۔ پھر اس نیک محضر اور نیک منظر ، محترم رسول کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مہر نبوت دکھلائی ۔

۴۱۔ وہ رسول جن کا اسم گرامی محمدؐ اور کنیت ابوالقاسم ہے جو اپنے مرتبہ اور جاہ کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام سے برتر اور خلاصہ دین ہیں ۔

۴۲۔ آپ نے بحروبر ، مشرق و مغرب میں دین محمدیؐ کی عظمت کا چراغ روشن کیا ۔

۴۳۔ آپ کے نور جمال نے دنیا سے ظلمت کفر کو دور کیا آپ کے عدل کا علم قیامت تک فخر سے بلند رہے گا ۔

۴۴۔ اس بزرگی ، قدرو منزلت ، عزو شرف سے آپ تریسٹھ برس گزار کر عالم باقی کی طرف راہ یاب ہوئے ۔

۴۵۔ اگر اپنی حرمت ، قدرو منزلت سے دنیا میں کوئی باقی رہتا تو رسولؐ قیامت تک رہتے

۴۶۔ اگر صدق کی بناد پر کوئی رہتا تو صدیقؓ رہتے ، اگر عدل کی وجہ سے کوئی باقی ہوتا تو حضرت عمرؓ رہتے

۴۷۔ اگر شرم وحیا کی وجہ سے کوئی رہتا تو حضرت عثمانؓ رہتے اور اگر جود و سخا سے کوئی رہتا تو یقیناً حضرت حیدر کرم اللہ وجہہ رہتے ۔

۴۸۔ اگر نسبت و شرف سے دونوں جہاں میں رہنا ہوتا تو شبیرؓ شبرؓ خاک تیرہ میں کیوں پنہاں ہوتے۔

۴۹۔ رسول کہاں ہیں مہاجر کدھر گئے ، انصار کیا ہوئے ، صحابہ اخیار اور منتخب تابعین کہاں گئے ۔

۵۰۔ اگر کوئی ہزار برس زندہ رہے اور مزید ہزار ہزار سال بھی رہے ، انجام کار ملک الموت نے دروازے پر آنا ہی ہے ۔

۵۱۔ عمر امینہ زہری کہاں ہیں ، اشقر اور پیغمبر علیہ السلام کے محترم چچا کہاں

ہیں -

۵۲۔ جان لو کہ بہت زیادہ زاد راہ اور سازو سامان سے بھی کوئی موت سے جان نہیں بچا سکتا۔

۵۳۔ اگر ملک الموت تمہارے ملک میں نہ آتا تو وہ تمام باد شاہوں اور ان کے جانشینوں کے پاس بھی نہ آتا -

۵۴۔ ناصر خسرو کے کلام سے تو یہ نصیحت سن اور اس روز گار سفلہ سے گریز کرو -

فی اظہار الحزن علی رحلتہ حضرت السیادت قدس اللہ سرہ وزادلنا برہ

حضرت سیادت کہ اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس کرے اور ہمارے لیے ان کی نیکیوں کو زیادہ کرے ' کے وصال پر حزن و غم کا اظہار۔

ہمارے یوسف کے لیے افسوس ' ہزار ہزار بار افسوس اس ذات گرامی کے لیے جو ہمارے لیے انتہائی مستند تھی - ان کے اوصاف ہمارے لیے اقتباس نور کا موجب تھے ' ان کے الفاظ روح کو پر لطف کرنے والے تھے ان کے لحظات وجود کو سرور عطا کرنے والے تھے - ان کا سراپا ' شان ' اطوار ' محبت والے اور رفعت عطا کرنے والے تھے - آپ کا عمل مرتب اور مرصع تھا ' آپ کا عزم خشیت الہی تھا ' آپ کا مقصود عنایات الہی تھا آپ کا قول ' فعل تمام کا تمام ستودہ اور فضیلت والا تھا -

اب یہ کتاب اختتام پذیر ہوئی ' یہ کتاب جس کا نام خلاصۃ المناقب ہے جو شیریں اور پر کشش الفاظ میں لکھی گئی ' جو اس گناہگار کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو پاکیزہ کرے اور فتوح کو بڑھائے ' کی زبان سے صادر ہوئی ہے -

اے کریم ! اے بادشاہ ! صحرائے محبت کے مہجوروں کے آنسوؤں کے طفیل ، غم ہجران کی وادی میں سرگردان سینوں کے سوز کے واسطے ، مریضان عشق کی رقت کے صدقے ہمارے اقوال کو ناشایستہ اور نازیبا باتوں سے محفوظ رکھ ان کمزور بے استطاعت انسانوں کے راستے سے تخیل کے پردے ہٹادے ، ہمارے دل کے آئینے کو عنایت کی صیقل گری سے اغیار کے غبار سے پاک کر ۔ لباس غفلت کے گریبان انوار ہدایت کے دبدبہ سے چاک فرما

روح سیمرغ کو جو عالم غیب کی فضاؤں کا طایر ہے ساحات قدس کی فضاؤں کی جولانگاہ میں دولت قرب کا سرور عطا فرما ۔ کمزور نفس کو جو آستانہ عبودیت کا مجاور ہے ، بساط انس کے گوشے میں شرف حضوری سے نواز ۔

یا الہٰی ! طبیعت کے قید خانے میں گرفتاروں کی حرمان نصیبی کو درد و الم سے نجات بخش ۔ قیود و شہوات مین محبوس انسانوں کو غفلت اور ہوا و ہوس سے خلاصی عطا فرما ۔

الہٰی ! تیرا لطف و کرم پانے والا کبھی نہیں مرتا ، تیرے قہر سے گرے ہوئے کی کوئی دستگیری نہیں کرسکتا ۔

الہٰی ! ہم آتش ہجران کی صعوبتوں کے سوختہ ہیں ، اپنی عنایتوں کے لطیف جھونکوں سے ان سوختگاں کو نواز ۔

ہم درد حرمان کے صحرا میں گم گشتہ ہیں ہماری کار سازی فرما ۔

الہٰی ! امراض عنایت کے بیمار ہیں ، شربت وصل عطا فرما ۔

ضرب بلا کے زخم خوردہ ہیں مرہم عنایت کر

چاہ طبیعت میں پڑے ہوئے ہیں اپنی بے غرض عنایتوں سے دستگیری کر ۔

الہٰی ! انتہائی ندامت کے ساتھ آستانہ ذلت پر کھڑے ہیں ہمارے عذر قبول فرما ۔

سید انبیاء کی مقدس روح کو پاکیزہ صلوات سے معطر اور منور کر ۔

آپ کے اہل بیت کے فیضان کے آثار کو جو میدان تحقیق کے بادشاہ ہیں راہ دین کے سالکوں ، مقصد یقین کے طالبوں کے احوال کی بلند چوٹی پر باقی رکھ ۔ صحابہ کرام کے انفاس کی برکات کو اہل اسلام کے عوام تک پہنچا دے اپنے فضل ، بخشش ، کرم کے

واسطے ' اے حلیم
اے منان ! اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے محمد پر درود و سلام ہو اور ان کی تمام طیب و طاہر اولاد پر -
یاحلیم و یا حنان یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین الطیبین الطاہرین - آمین

اس واضح ' روشن کتاب موسوم بہ خلاصۃ المناقب کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی یہ کتاب جو اسرار الٰہیہ سے مملو ' احادیث نبویہ پر حاوی ہے ' طالبین کے مرشد یعنی شیخ محقق صمدانی ' عارف بالمعروف سید علی ہمدانی قدس سرہ السبحانی کے مناقب پر مشتمل (جامع) ہے -

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ختم شد

حواشی فہرست محولات کتب

۱۔ قرآن مجید ۱۵ (سورۃ الحجر) ۔ ۸۵
۲= تذکرۃ الموضوعات ص ۸۶ الالی مصنوعہ ج ا ص ۱۴۱
۳۔ قرآن مجید ۔۳ (سورہ آل عمران)۸۱ ۸۲
۴= مشکوۃ المصابیح ص ۳ ۔ العمال ج ا ص ۳۲
۵= قرآن مجید ۔۲۰ (سورہ طہ) ۔۵۲
۶= المسلم ج ۴ ص ۴۱' بخاری ج ۲ ص ۲۵۲' ابن ماجہ ج ا ص ۳۱۰
۷= قرآن مجید ۔ ۲۵(سورۃ الفرقان)=۴۸
۸= مشکوۃ المصابیح ص ۱۳۲' کنوز الحقایق ۔ص ۱۳۸
۹= جامع الا خبار ۔ ص ۶۹'۷۰۔ کنزا لعمال ج ا ص ۱۲۳
۱۰= ترجمہ حصن حصین ص ۵۰۲
۱۱=
۱۲= قرآن مجید ۔ ۳(سورہ آل عمران)۱۰۰
۱۳= قرآن مجید ۔ ۸۵(سورۃ البروج)
۱۴= قرآن مجید ۔ ۳ (سورہ آل عمران)۔ ۲۹
۱۵= کوکب دری ص ۷۹
۱۶= ا للالی مضوعہ ج ا ص ۱۹۱' کنزالاعمال ج ۶ ص ۱۵۵
۱۷= ارشاد القلوب فی فضائل امیرالمومنین ج ۲ ص ۲۸
۱۸= تفسیر فرات کوفی ص ۱۱۵
۱۹= ارشاد القلوب فی فضائل امیرالمومنین ج ۲ ص ۲۷
۲۰= امالی ۔ ۸۴۷' ارجح المطالب ص ۹۸ جامع الا نبار ۔ ۱۲
۲۱= کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۲ ۔ ا للالی الموضوعہ ج ا ص ۱۷۷

۲۲= ارجح المطالب ص ۳۴۳
۲۳= ایضا۔ ص ۵۲۴
۲۴= مودۃ القربیٰ ص ۶۲' ارجح المطالب ص ۱۵۰' ارشادالقلوب فی فضائل امیر المومنین ۶۲ ص ۲۸
۲۵= روضۃ الفردوس ' ہمدانی برگ ' ۳۵۔ ب' ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۱۲۵
۲۶= کتاب سلیم ص ۹'۹۹' کتاب تفسیر فرات کوفی ۔ ص ۶۲
۲۷= کوکب دری ۔ ص ۸۰
۲۸= کتاب الریاض النضرۃ فی مناقب البشیرہ ج ۲ ص ۲۳' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۵۹
۲۹= روضۃ الفردوس ہمدانی ۔ برگ ۳۸۱۔الف ۔ الالی المصنوعہ ج ۱ ص ۱۸۶
۳۰= کتاب سلیم ۔ ص ۲۹ ' تفسیر فرات الکوفی ص ۷۱ ' حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۷
۳۱= کنز الاعمال ج ۶ ص ۱۵۶ ' الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ ص ۲۱۷ ' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۵
۳۲= قرآن مجید ۔ ۲ (سورۃ البقرہ)۔ ۲۵۷
۳۳= کتاب سلیم ۔ ص ۴۹ ' ۷۶
۳۴=
۳۵= رسالہ اسناد اوراد فتحیہ عن امدمن الرین برگ ۱۷۷ ۔ الف ۔ مائیکروفلم نسخہ خطی رسائل سید علی ہمدانی متعلق بہ برٹش میوزیم کے مطابق علماء فقراء کا اجتماع سلطان ابوسعید بہادر بن الجائتو (۷۱۷ تا ۷۳۶ ہجری) کے زمانے میں ہوا ۔
۳۶= احیاء العلوم الدین ج ۱ ص ۱۰۹) ۔ الفتوحات المکیہ ج ۱ ص ۲۶۷
۳۷= قرآن مجید ۔ ۳۳ (سورۃ الاحزاب)۔ ۴۵ = ۳۸ = ایضا (سورۃ الشوریٰ) ۔ ۲۷
۳۹= المسلم ج ۱ ص ۱۳۱ ۔
۴۰= نظم التائیہ الکبریٰ ۔ ابن الفارض دیوان ص ۸۶
۴۱= قرآن مجید ۔ ۵۹ (سورۃ الحشر)۔۲۲
۴۲= احادیث مثنوی ص ۱۱۵' مرصادالعباد ص ۷۵ ' ۱۸۲
۴۳= مسند احمد ۔ ج ۱۳۔ ۲۱۴ ' ۷۴' مسلم ج ۴ ص ۲۸۱۲ ' احیاء العلوم و الدین ج ۱ ص

۱۹۳

۴۴= ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۳۹ ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۲۷ ، سنن ابی داود ج ۱ ص ۱۳۸ ، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸

۴۵= مصباح الدایہ - ص ۱۲۷ -

۴۶= کشف المحجوب ص ۸۳ ، احیاء العلوم الدین ج ۴ ص ۲۲۸ کیمیائے سعادت ۲۹۸ ، عوارف ج ۲ ص ۱۴۲

۴۷= قرآن مجید - ۴۰ (سورہ مومن) - ۶۲

۴۸- قرآن مجید - ۲ (سورۃ البقرہ) ۲۸۴

۴۹= الفتوحات المکیہ ج ۳ ص ۳۳ -

۵۰= قرآن مجید - ۴۸ (سورہ فتح) ۱، ۲

۵۱= مسند احمد ۴۷۰ ص ۱۸۸، ۱۹۰، جامع الاخبار ص ۱۰۵ اللولؤ المرصوع ص ۴۵ اللالی المصنوعہ - ج ۱ ص ۸۰

۵۲= قوت القلوب ج ۳ ص ۳۴

۵۳= اسرار التوحید ص ۲۷۴ ، کشف المحجوب ص ۶۲، احیاءالعلوم الدین ج ۴ ص ۵۶

۵۴= مرصاد العباد ص ۵۶۔

۵۵= ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴۶ ، اتحافات السینہ ص ۱۲ مسلم الجزء ۱۳ - ۷۳۹۹

۵۶= بلوغ المرام ص ۶۳

۵۷= سنن ترمذی - ج ۲ ص ۲۴۲ ، ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴۹

۵۸= قرآن مجید - ۲ (سورۃ البقرہ) -۲۰۵

۵۹= صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳، ۳۱۹ ، ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۶۶

۶۰= قرآن مجید - ۲۱ (سورۃ العنکبوت) - ۴۴

۶۱= مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۱۴

۶۲= کنزالعمال ج ۱ ص ۱۴۹ ، بحارالانور ج ۱ ص ۱۳ ، مسند احمد - الجزء ۱۰-۶۶۰۰

۶۳= کنزالعمال ج ۱ ص ۱۷۹ - مشکوۃ المصابح ص ۱۸۷-۶۴ - قرآن مجید -۵ (سورۃ المائدہ)۲۰

۶۴= قوت القلوب ج ۱ ص ۱۷۵ - بلوغ المرام ص ۳۰۶ - التعرف لمذہب اہل التصوف - ص ۹۸
۶۵= ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۲۵۵ ، مسلم ج ۴ ص ۲۵۶ - الاتحافات السنیہ ص ۱۰
۶۶= اسرار التوحید ص ۲۱۱ - الہی نامہ ص ۳۴۳ -
۶۸= قوت القلوب ج ۲ ص ۳۶- احیاء العلوم الدین ج ۱ ص ۹۱-
۶۹= احیاء العلوم الدین ج ۱ ص ۹۰ - ج ۳ ص ۱۴
۷۰= احیاء العلوم الدین ج ۱ ص ۹۱- حلیۃ الاولیاء- ج ۱ ص ۱۸
۷۱= قوت القلوب ج ۱ ص ۱۷۴ احیاء العلوم الدین ج ۳ ص ۱۷ کنوز الحقایق ص ۱۷
۷۲= احیاء العلوم الدین ج ۳ ص ۱۷۰
۷۳= نہج البلاغہ ص ۹۳۲ - کنز العمال ج ۵ ص ۲۱۱
۷۴= احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۷۱ ، مشکوۃ المصابیح ص ۱۲
۷۵= مسلم ج ۴ ص ۲۱۱ ، مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۷ ، الاتحافات السنیہ ص ۸۷
۷۶= قرآن مجید - ۵۳ (سورۃ النجم) - ۱۱
۷۷= ایضا - ۶ (سورۃ الانعام) - ۴۵
۷۸= ایضا - ۲۱ (سورۃ النمل) - ۱۸
۷۹= ایضا - ۷۲ (سورۃ الجن) - ۲۶
۸۰=
۸۱= قرآن مجید - ۵ (سورۃ المائدہ) - ۵۴
۸۲= اتحافات السنیہ ص ۱۵ ، ریاض الصالحین ج ۱ ص ۲۴۲ ، احیاء العلوم الدین ج ۳ ص ۳۹۱
۸۳= روضۃ الفردوس ، ہمدانی (برگ ۳۴۹ - ب)
۸۴= کتاب اللمع ص ۵۹
۸۵=
۸۶=
۸۷= الرسالہ القشیریہ - ص ۳۱ -

۸۸= کشف المحجوب ص

۸۹= مسلم ج ۴ ص ۲۰۷۵ ' بحار الانوار ج ۲ ص ۸۸

۹۰= ابن ماجہ – ج ۲ ص ۱۴۰۳ – نزہتہ الناظرین – ص ۱۰۴ –

۹۱= قرآن مجید – ۱۲ (سورہ یوسف) ۴۴

۹۲= ایضا – ۳۷ (سورۃ الصافات) –۱۰۲ ' ۱۰۳

۹۳= ایضا– ۲۱ (سورۃ الانبیاء) –۵ ' ۹۵

۹۵=

۹۶= قرآن مجید – ۳۷ (سورۃ الصفت) – ۱۰۷

۹۷= ترمذی – ج ۲ ' ص ۳۲ ' احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۵۲۵

۹۸= قرآن مجید– ۵۶ (سورۃ الحدید) –۳

۹۹= ایضا – ۹۱ (سورۃ الشمس)

۱۰۰=

۱۰۱= قرآن مجید – ۲ (سورۃ البقرہ) –۳۲

۱۰۲=

۱۰۳= قرآن مجید – ۴ (سورۃالنسا) –۱

۱۰۴= احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۶۲ ' عوارف المعارف اردو ترجمہ ص ۵۱۹ الفتوحات المکیہ ج ۲ ص ۱۲۱ لالی المصنوعہ ج ۱ ص ۶۸ مرصاد العباد – ص ۳۰

۱۰۵= قرآن مجید – ۲ (سورۃ البقرۃ) – ۲۸۴ –

۱۰۶= النووی ج ۱ ص ۲۰۱ – احیاءالعلوم الدین ج ۳ ص ۳۹

۱۰۷= اتحافات السنیہ ص ۱۹ المصنوعہ – ج ۱ ص ۵۲ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۷ – احمد بن حنبل حدیث نمبر۲۵۱۹

۱۰۸= قرآن مجید – ۲ (سورۃ البقرہ) – ۲۸۶

۱۰۹= ابن ماجہ – ج ۳ ص ۱۳۲۵ حلیتہ الاولیاءج ۴ ص ۲۱

۱۱۰= بحار الانور – ج ۲ ص ۶۳۳ ' کشف المحجوب ص ۲۶۰

۱۱۱= قرآن مجید – ۸۹ – (سورۃ الفجر) –۲۷ – ۳۰

۱۱۲= ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۱۱ ۔ احیاءالعلوم الدین ج ۲ ص ۴

۱۱۳= قرآن مجید ۔ ۴ (سورۃ الاعراف) ۔۱۷۹

۱۱۴= ایضا ۔ ۱۵ (سورہ الحجر) ۔ ۳

۱۱۵= کنزالعمال ج ۶ ص ۲۱۸ ۔قوت القلوب ج ۱ ص ۲۱۷ ، ۲۷۰ ص احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۱۳

۱۱۶= شیخ فریدالدین عطار ۔ الہی نامہ ص ۱۰۲

۱۱۷= قرآن مجید ۔۱۱۴ (سورۃ الناس)

۱۱۸= تدلیس ابلیس ۔ ترجمہ ۔ تلبیس ابلیس ص ۳۳ کنز العمال ج ۱ ص ۶۳ ، مقالات

۱۰۹ اسلامیین ص

۱۱۹= قرآن مجید ۔ ۲۴ (سورہ نور) ۔ ۳۵

۱۲۰= ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۳۶ ، مشکوۃ المصابیح ۔ ص ۱۸۸ ، اتحافات اسینہ ص ۲۱

۱۲۱= قرآن مجید ۔ ۵۰ (سورہ ق) ۔۳۷

۱۲۲= ایضا ۔ ۶ (سورۃ الانعام) ۔ ۱۲۲

۱۲۳= ایضا ۔ ۲۷ (سورۃ النمل) ۔ ۸۲

۱۲۴= کنز العمال ج ۱ ص ۶۳ ، قوت القلوب ج ۱ ص ۱۴۹ ، احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۱۰۲۸ ، ج ۳ ص ۱۱ اردو ترجمہ عوارف المعارف ص ۵۱۳

۱۲۵= قرآن مجید ۔ ۲ (سورۃ البقر) ۔۱۹۲

۱۲۶= ایضا ۔ ۵۸ (سورۃ المجادلہ) ۔ ۲۲۔

۱۲۷=

۱۲۸= قرآن مجید ۔ ۳۵ (سورہ فاطر) ۔۹

۱۲۹= فوائح الجمال ص ۴۱

۱۳۰= قران مجید ۔ ۴۲ (سورۃ الشوری) ۔۹

۱۳۱=

۱۳۲= صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۲۷۷۔ احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۳۴۱ ۔ قوت القلوب ج ۱ ص ۱۵۷ ۔ مشکوۃ ص ۴۴۲

۱۳۳= الٰہی نامہ ص ۳۳۲ ۔ اسرار القلوب ص ۱۵

۱۳۴=

۱۳۵= قرآن مجید ۔ ۱۷ (سورۃ الاسریٰ) ۸۷

۱۳۶= ترمذی ج ۲ ص ۲۵ ۔ النووی ج ۵ ص ۷۶۔

۱۳۷= مسلم ج ۴ ص ۲۰۴۵ ۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۴۳ ۔ مسند احمد ج ۱۳ ، حدیث نمبر ۳۱۴۷

۱۳۸= قرآن مجید ۔ ۱۱۲ (سورہ اخلاص) ۔

۱۳۹= ایضا ۲ (سورۃ البقرہ) ۔ ۲۵۶

۱۴۰= ایضا ۔ ۱۳ (سورۃ الرعد) ۔ ۱۳۱

۱۴۱= نہج البلاغہ طبع لاہور ص ۴۷۷

۱۴۲= ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۳

۱۴۳= کنز العمل ج ۱ ص ۵۶

۱۴۴= مشکوۃ المصابیح (ترجمہ انگریزی کے ساتھ) ج ۲ ص ۳۷

۱۴۵=

۱۴۶= اللالی المنثور ج ۱ ص ۱۳۵۔۱۴۷

۱۴۷=

۱۴۸=

۱۴۹=

۱۵۰= حکم الجعفریہ ص ۳۶

۱۵۱= کنزالعمال ج ۲ ص ۶۸ ، احیاءالعلوم الدین ج ۲ ص ۱۶۵، ذخیرۃ الملوک ص ۲۵۱

۱۵۲= مسلم ج ۴ ص ۲۰۰۸ ۔

۱۵۳= ذخیرۃ الملوک ص ۲۳۱۔

۱۵۴= قوت القلوب ج ۳ ص ۷۸

۱۵۵= احیاءالعلوم الدین ج ۳ ص ۴۳

۱۵۶= قرآن مجید ۔ ۱۱ (سورہ ھود) ۱۱

۱۵۷= ایضا - ۲ (سورۃ البقرۃ) ۲۸۴، ۳ - (سورہ عمران) - ۲۶
۱۵۸= اللؤلؤ المرصوع - ص ۶۱، ریاض العالحین ج ۱ ص ۴۸۰، کشف المحجوب ۳۶۵
۱۵۹= کنز العمال ج ۲ ص ۹۰، حلیۃ الاولیاء ۳ ص ۱۸۵
۱۶۰= قوت القلوب ج ۳ ص ۱۷، احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۷۸
۱۶۱= سنن الکبری ج ۵ ص ۲۵۰، بحارالانوار ج ۲ ص ۳۳۴، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۴۲
احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۱۳۴ - فتحات المکیہ ج ۱ ص ۲۴ - مرصاد العباد ص ۷۴
۱۶۲= احادیث مثنوی ص ۱۳۵، نمایۃ ابن اثیر ج ۲ ص ۳
۱۶۳= بحار الانوار ج ۲ ص ۳۳۴
۱۶۴= مرصاد العباد ص ۱۸۲
۱۶۵= اللالی المصنوعہ - ص ۶۱
۱۶۶= کتاب سلیم ص ۱۳۱، احیاءالعلوم الدین ج ۱ ص ۱۰۵، ۲۹۶
۱۶۷= تفسیر طبری ج ۱ ص ۲۲ - احادیث مثنوی ص ۸۳، لغات الاحادیث، کتاب ب، ص ۳
۱۶۸= احیاءالعلوم و ادین ج ۱ ص ۲۹۶
۱۶۹= قرآن مجید - ۵ (سورۃ الحدید) ۴
۱۷۰= الجامع الصغیر ج ص ۹۵
۱۷۱= بحار الانوار ج ۲ ص ۳۳۴
۱۷۲= نمایہ ابن الاثیر ج ۲ ص ۹۳ - جامع صغیر ج ۱ ص ۵۵، سنن الکبری ج ۵ ص ۲۵۰
۱۷۳= قرآن مجید - ۵۵ (سورۃ الرحمٰن) ۲۹
۱۷۴= ایضا ۶ (سورۃ الانعام) - ۱۰۳
۱۷۵= جامع الاخبار - ص ۹۳، الفتوحات المکیہ ج ۴ ص ۱۰۲
۱۷۶= قرآن مجید - ۳ (سورہ آل عمران) - ۱۸
۱۷۷= ایضا ۶ (سورۃ النساء) - ۹۷
۱۷۸= المسنداحمد بن حنبل - ج ۴ - ۲۵۷۶، ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۲۶ الا تحافات السنہ

ص ۱۴۳ ، تنبیر ثرات - ص ۲۲۲ ، فتوحات المکیہ ج ۱ ص ۱۵۱

۱۷۹= الفتوحات المکیہ ج ۱ ص ۵۱ -

۱۸۰= قرآن مجید - ۵۳ (سورۃ النجم) - ۳۲

۱۸۱= مسلم - ج ۴ ص ۲۲۹۷ ، احیاء العلوم الدین ج ۳ ص ۱۵۸ ، النووی ج ۵ ص ۳۴۰

۱۸۲= المسند احمد بن حنبل الجزء - ۱۰- ۶۷۰۸ ، مشکوۃ المصابیح ص ۳۶۷ ، الفتوحات المکیہ ج ۴ ص ۱۰

۱۸۳= ابن ماجہ ص ۶۵ ، مسلم ج ۱ص ۲ ، نسائی ج ۴ ص ۱۳۶ ، مشکوۃ المصابیح ص ۱۶۵ ص

۱۸۴= اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۸۳ - ۲۵۸ -

۱۸۵= قرآن مجید - ۸۷ (سورۃ الاعلی) - ۳

۱۸۶= کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۱۶۵، ج ۲ ص ۴۰۹ ، تاریخ اسلام ، علی اکبر فیاض - ص ۱۸۷

۱۸۷= قرآن مجید - ۷ (سورۃ الاعراف) - ۱۵۵

۱۸۸= ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۳۴ ، ترمذی ج ۲ ص ۶۳ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۷۲ ، مسنداحمد بن حنبل ج ۳ ، ص ۱۳۸۱ ، ۱۳۹۴

۱۸۹= قران مجید ۳۹ (سورۃ الزمر) - ۴۳

۱۹۰= ایضا - ۳ (سورہ آل عمران) - ۱۴۳

۱۹۱= اسرار التوحید طبع بمینار ص ۱۱، کشف الاسرار وعدۃ الابرار ج ۲ ص ۳۵ ، احادیث مثنوی ص ۱۶۹

۱۹۲= قرآن مجید ۲۸ (سورۃ العنکبوت) - ۸۸ -

۱۹۳= مسلم ج ۴ ص ۲۱۸۳ ، ریاض الصالحین ج ۱ ص ۹۳

۱۹۴= بخاری ج ۲ ، ص ۲۸ ، مسلم ج ۴ ص ۲۰۲۲ ، ریاض الصالحین ج ۱ ص ۵

۱۹۵= اللؤلؤ المرصوع - ج ۹۹ - احادیث مثنوی ص ۱۳۵ -

۱۹۶= ترمذی ج ۲ ص ۶۰

۱۹۷= صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۲۸ ، صحیح مسلم ج ۴ ص، ۱۰۳۲ ، شرح النوہی ج ۶ ص ۲۶۷

۱۹۸= قرآن مجید - ۳ (سورہ آل عمران) -۸۵

۱۹۹= مشکوہ المصابیح ص ۴ - شرح النوی ج ا ص ۱۳۳

۲۰۰= قرآن مجید - ۵۵ (سورۃ الرحمن) -۶۰